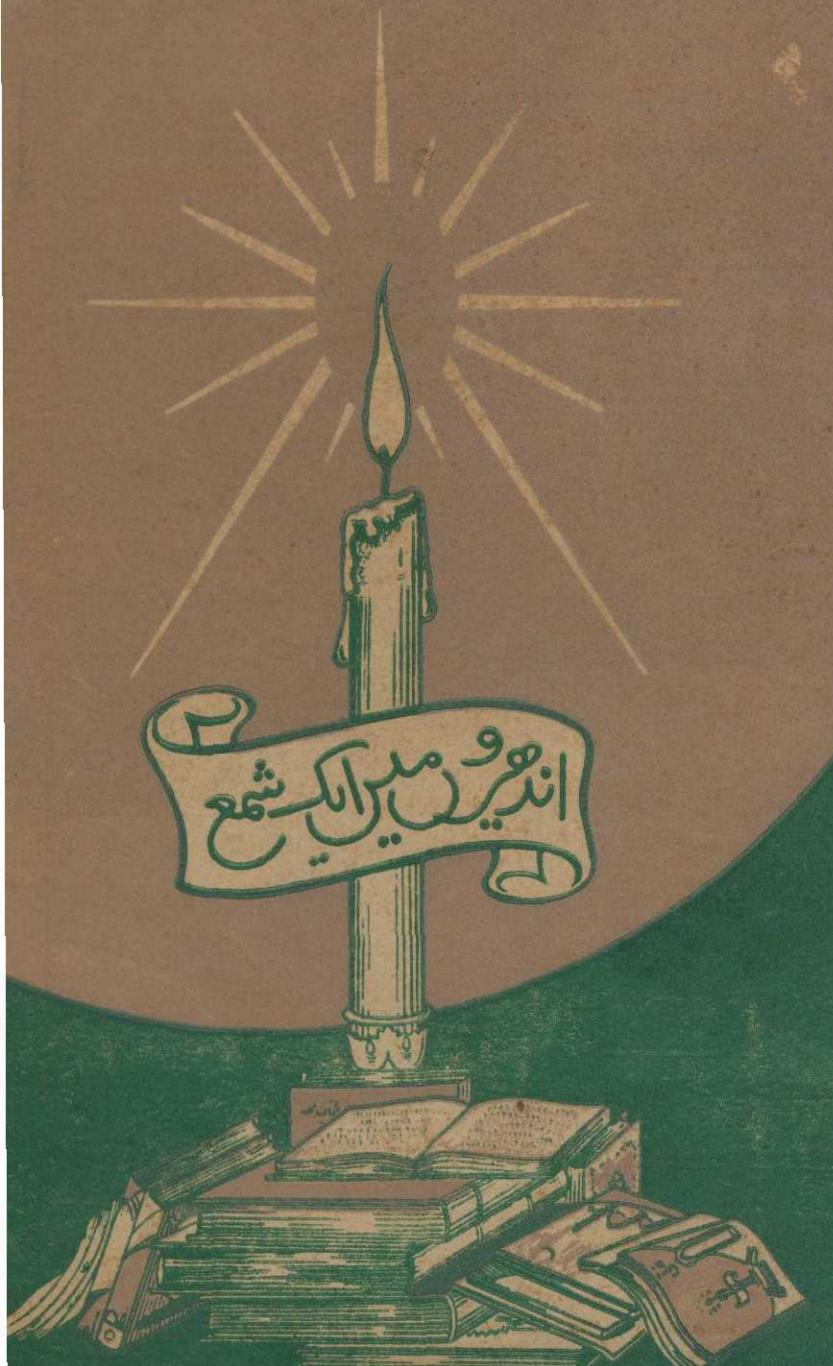


دیوبند

TAJ

بخاری

اندھروں میں آنک شمع



عامر عثمانی افاضیں دیوبندیا

سالانہ قیمت  
10/-

Rs. 1/-

# مُفَيِّرِ تَحْاَبِيْن

**تفسیر حعل القرآن**

ایک عامہ فہم اور حلیں تھیں جو مسلمانوں کی  
حصہ ریات کے حفاظ سے مفید کرتے۔

چند اہم خصوصیات

(۱) حضرت مولانا اشرون علی ماحب تھانوی نے شروع سے انہیں مرغ احراف  
بلطف ریا ہے (۲) تفسیر کے ان وسائل سے جو کہ مولانا تھانوی نے تحریر فرمائے  
ہیں اس کی افادت بہت اضافہ ہو گیا ہے (۳) مولانا تھانوی نے اس تفسیر کی  
افرادی و ایازنی خصوصیات پر عمل ایک تقریباً بھی تحریر فرمائی ہے۔  
هدیہ فی پارہ ڈیڑھ روپیہ۔ مکمل سیٹ ۳۰ روپیہ۔

از مولانا

**تاریخِ اسلام مکمل دین پڑھنا حصہ** عاشقِ ایلی یوسفی  
چاہ زمزم کی نہود سے وصالِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام حالات  
و اتفاقات نہایت سلیس اور شیرین اندازیں۔

یہ ایڈیشن معرفت کی نظر ثانی اور ترتیب کے مطابق ہے جوں ہم تھہ  
مضامین کے اضافوں کے مطابق مکتبات نبوی جوشناب و قتب کے نام کے  
لئے تجھے مدد اور درجہ موجودیں۔ شایدی خوشاب جس میں باشہزار کامکس  
بھی شامل ہے۔ بلا بلطف روپے (جلد ساڑھے سات روپے)

**کمالین مترجم و شرحِ اردو حلالین** اتاؤ تفسیرِ دارالعلوم دیوبند

یہ مشہور ترین تفسیر ختم تفسیروں کا خلاصہ اور طبعیہ  
خصوصیاً:- (۱) اصل عربی متن مع اعواب (۲) متن کے پنج یا فہم اردو

ترجمہ (۳) ترجیح کے بعد تتمدد تفاسیر شملہ تفسیر کی، کتابت، روح البیان  
اویں کشش تفسیر مظہری، بیان القرآن وغیرہ کے منظہ مضامین (۴) علقوں تکی  
سے متعلق دو رضاصر کی تحقیق (علمی لطائف اور قرآنی بحثات) (۵) شان  
نیوں بیان آلات ایات بلاغت اور اسلوب قرآن پر پہنچ تھہرہ، صحیح عقائد و مکتب  
کی توجیہ، فتویٰ ایسا مکمل ہے۔ پارہ ۲۰ روپے (۶) باتی برایا و معاکل پر

**مکتبہ تھجی - دیوبند (لوپی)**

دیوبند  
ماہنہ  
البدل  
ترخ نشان ہے  
تم ہے یا تو منی  
ا جائز تد  
ب بھی اطلاع  
ی پی سے چھیجا  
سرض ہو گا رہو  
کی امر در بحیج کرَا  
رسنہ  
تسیل ن  
فترجیلی - د  
عامر عثمان  
دیوبند -

**فتاویٰ دارالعلوم دیوبند مکمل موب** جدید ایڈیشن

دارالعلوم کے صد صالہ دور کاشاہی کارڈھانی ہزار سے زائد ایسا کلی  
یو گو ایسا مفصل اور عبارات فقیہ کے ساتھ مدلیں ہیں۔ تندگی کے پڑھنے کی ضرورتی  
سے تخفیق مسائل کا یہ ذریعہ اس قابل ہے کہ تمام ہر سو فناقوں پر اپنے باریوں  
اور بسلک کلکشیں برائے طالعہ کھا جائیں۔ شایدیں خوشاد یہ دیس جس میں لا الہ اذن  
دارالعلوم کا فوتو بھی شامل ہے۔

تیمت سیکھ یہیں چار بندوں تیں ایک روپے (جلد چوتھیں روپے)

**اشر فہرستی زیور مکمل مدلل محتشی** بڑھ کا سلاسل میں  
بل جاتا ہے: ایمان  
با کل عام فہم عوتیں اور بھیاں اک فائدہ اٹھا سکتی ہیں۔ مذکوہ بندوں میں  
مکمل بارہ روپے (جلد پندرہ روپے)

**قصص الاولیاء** یعنی نسبتہ الباتین اور دو، تجزیہ و مختصر حکیم  
جس میں اولیاء، ائمہ علیہ رضالهما ر او زکیان میں  
کی تبرہ سے زائد حکایات و کرامات درج ہیں۔ پانچ حصوں میں۔

فی حصہ رو روپے

**غیبت کیا ہے؟** مولانا عبد الجیل لکھنؤی کی ایک نادر کتاب جس  
غیبت کو قرآن لے "اپنے جہان کا گوشت ہے کہ  
سے تبیر کیا ہے وہ کیا ہے۔ اس کی کتنی شاخص اور قصیں ہیں۔ اس سے متعلق  
فقیہ احکام کیا ہیں۔ ایسے تمام سوالوں کے جواب قرآن وحدت اور احوال  
سلفت کی روشنی میں۔ تین روپے پکا س پیسے۔

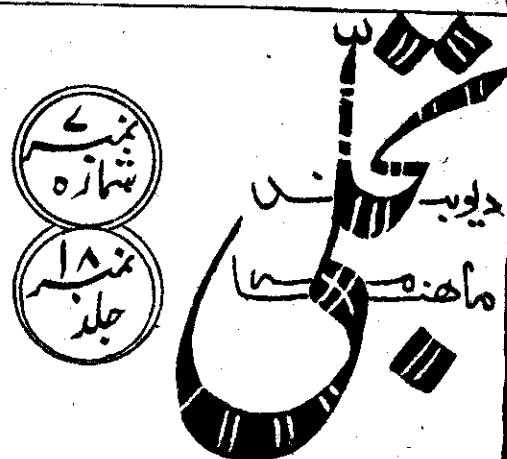
**براہین قاطعہ** بدھات کے درمیں ایک شہرہ آناؤں کتاب  
طرح طرح کی مروضہ عنوں کے حق بیج دلائل  
اہل بیعت دیتے رہتے ہیں ان کا لاجواب رد اور صحیح عقائد کا بیان  
پانچ روپے

ہر انگریزی ہدیت کے پہلے ہفتے میں شائع ہوتا ہے

سالانہ قیمت دش روپے۔ فی پرچہ ایک روپیہ

غیر مالک سے سالانہ قیمت ایک پاؤ نڈ لشکل پوٹھل آرڈر

پوٹھل آرڈر پر کچھ نہ لکھنے بالکل سادہ ریکٹے



## فہرست مضامین مطابق ماہ ستمبر ۱۹۶۴ء

۲	عامر عثمانی	آغاز سخن
۷	جانب اج الدین اشعر	دورا ہبہ (نظم)
۱۱	عامر عثمانی	تحقیقی کی ڈاک
۲۹	مولانا عبد الرزق حاتمی	جب سلام کا فرماتھا
۳۵	مولانا ضیاء الدین صلاحی	قرآن کی اشرائیگنیزی
۷۵	( مجلس مشاورت )	عوامی منشور
۵۱	طواب ابن العرب کی	مسجد سے منخار تک
۶۳	" "	ایک نظر ادھر بھی
۶۷	حافظ ابو محمد امام الدین	مصافحہ الاسلام
۷۵	جمیل نہدی	مدیر آج اور کل
۸۰	ڈاکٹر صلاح الدین المخدود	فتر تحلیٰ - دیوبند ضلع سہارنپور ( دیوبند )

عامر عثمانی نے نظر پاشرنے میشن بیرونیک پریس  
دیوبند سے تھیا اکابر اپنے فرقہ تحلیٰ دیوبند

مینا بازار پیر الہی بخش کالونی کراچی پاکستان

پاکستان کا پتہ:- مکتبہ عثمانیہ ۲۲۸۰

## تسلیم صدوری

اگر اس دائرے میں  
ترخ نشان ہے تو بھیجیں کہ اس پرچہ پر آپ کی خریداری  
تم ہے یا تو منی آرڈر سے سالانہ قیمت صحیح یا وی پی  
سی اجازت دیں۔ آئندہ خریداری چاری مدرکھی ہو  
بھی اطلاع دیں خاموشی کی صورت میں اگلا پرچہ  
پی سے بھیجا جائے گا جسے وصول کرنا آپ کا اخلاقی  
فرض ہو گا ( دوی پی دش روپے ستر پیسے کا ہو گا )۔  
اگر در بھیج کر آپ دوی پی سے بھیج سے بیج جائیں گے۔

توصیل نہ رہا اور خطوط کتابت کا پتہ

عامر عثمانی

فاضل دیوبند

فتر تحلیٰ - دیوبند ضلع سہارنپور ( دیوبند )

عامر عثمانی نے نظر پاشرنے میشن بیرونیک پریس

دیوبند سے تھیا اکابر اپنے فرقہ تحلیٰ دیوبند  
سے شائع کیا

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

## امَّا بَزْخُن

صیورت حال رسالے کی باقی انبیاء پوشنگ پر تو انہی از نہ ہوتی مگر حالات کی ستم ظرفی کو ہمارا ہذا اکملہ شہرت باراں کی تاب نلا کر گئے مسلسل پر آمادہ ہو گیا اور خور گیری نے اسکی چھٹ کا وہ عالم کیا جسے چلپی ہو جانا کہتے ہیں۔ میں سب کو کرنے آئتریں چلی چلتیں اور میز دال لگھ کے سربراہوں کو ٹیکینٹ کھڑک طلنے اور تار پر تار دروازتیں لگ کر گئے۔

یاد شدی خیر — غلامی کا درود ہمنا تو ہمارا سابق آتا کوئی نہ کوئی متبادل انتظام کر ہی دالتا۔ سماں ہے جب ہٹلر کے چہار لدن برباری کردے تھے اس وقت بھی وہاں ڈاک کا نظام مغلظ نہیں ہونے دیا گیا تھا۔ مگر لدن، لدن ہر اور ہندوستان، ہندوستان! پھر ہندوستان بھی ایسا جس نے عوصد ران کے بعد آزادی کا مزراچ کھلایے۔ اللہ کے فضل سے ہر ہر چکی میں آزادی کی بینائی بول رہی ہے۔ شاید اسی لئے تمام خریر (۲۲ اگست) ڈاکخانہ کی غم نصیب عمارت کا گریہ سیم بن رہیں ہوا۔ پاکشی جاری ہیں۔ دریان میں ایک دو دن کو ٹھلا تھا۔ پھر چٹائیں گھر آئیں۔

یہم اعتراف کریں گے کہ ڈاکخانے کے عملے نے حقیقی دشواریوں کے باوجود ہمیں تعاون دینے سے گزینہ نہیں کیا پوشنگ میں متنی کچھ دکرنا اس کے بس میں تھا وہ اس نے کی۔ مگر اسے کیا کہئے کہ جس برآمدے میں وہ "پناہ گزیں" تھا وہ اتنا بڑا تھا ہی نہیں کہ ہمارا پورا کام دو تین دن میں نہ تھا جاتا۔ نیجے ہر کو خود اس اپرچہ (تقریباً چودہ سو) ۹ اگست کو

الحمد لله۔ حاصل مطالعہ نہیں باد جو غیر عمومی اور ناگہانی رکاوتوں کے ٹھیک وقت پر شائع ہو گیا۔ اور منتظر نہ ہوں نے اسے اپنی توقعات کے مطابق ہی پایا۔

مگر ٹھیریے۔ بہترے احباب تو سکتے ہیں کہ تم غلط کہہ رہے ہو۔ ٹھیک وقت پر شائع ہوتا تو یہیں اگست کے پہلے ہر ہفتے میں مل جاتا۔ گلاس کا دیدار تو اگست کے دوسرے ہفتے میں ہو سکتے ہے۔

وافقی اقتراض برحق لیکن پھر یہم کس بنایا ٹھیک وقت کا دعویٰ کر رہے ہیں۔ اس پرچ پ تھا کو سمجھنے کے لئے آپ کو ایک چھوٹی سی کہانی سننی ہو گی۔ سننا اس نے ضروری ہے کہ قلط فوجیوں کی کوئی طبع ہمارا آپکے درمیان حائل نہیں رہی پاہنے نمبر ۲۲، جولائی کو مکمل ہو چکا تھا۔ ۲۸ سے بیل کے بنڈل رومنہو نے شروع ہوتے، خیم ہونے کی وجہ سے پرچ کا زیادہ حصہ اس باریں ہی گئے جاتا تھا اگر ساتھ ساتھ ڈاکخانہ سے جانے والے بنڈل بھی تباہ ہوتے گے اور یہکہ معتقد ہے یہم اگست تک پورث بھی کر دیا گیا۔

ہم سرو تھے کہ اس پاکی بھی مشتاب کو زحمت انتظار گوارا کرنی شہیں پڑے گی، مگر لفڑی بھی کی نہ رکاوتوں کو کون تمجھ سکتا ہے۔ غالباً ۳۰ اگسٹ پارش شروع ہوئی اور اس شروع میں سے شروع ہوئی کبھی سے بادلوں نے چھپی خشک سالی کی ساری کسر نکال ڈالنے کا تھیہ کر لیا ہو۔ دو دن میں ندری نلے بھر گئے۔ شہر کے کمپانی نے ٹھیک رازا لیا۔

ایجینٹوں کو خاص نمبر پر بھیجا گیا اور انہیں بعد میں۔

آپ غم نہ کیجئے۔ آئندہ ۵ ہم ایسا رادہ کرو رہے ہیں کہ ہر سال ایک دو خاص نمبر آپ کو دے ہیں یا کمریں۔ باہمیں ہمیشہ نہیں ہوتیں اور ڈاکخانے ہمیشہ نہیں پڑ کر تے، انشاء اللہ پر چہ آپ کو بروقت مدارس تھے گا اور وہی بھا راگر لیست ہی اس پر شوق انتظار کو نہت سمجھتے جو مطالعہ کی لذت کو بڑھا ہے ہی دیتا ہے کم نہیں کرتا۔

نازک سٹولہ چنے اور قیمت کا بھجو ہے۔ کتنے ہی احباب پر چھتے ہیں کہ یہ کیا اندھیر ہے، کل آٹھوپے سال تھے اور اب اس روپے سال ۹۱!

ہم بھتے ہیں اس تھیں اور شکایت آمیز استفسار کی نوبت ہی نہ آتی اگر مجرم شاھقین ٹھنڈے دل دماغ سے خوفزدہ لیتے مگر غور آدمی کہاں تک کرے جب روز افزوں گرانی نے پر ہی انہیں سے اٹھاڑ دیتے ہوں۔ شکوہ بجا۔ تھیز برحق۔ ہم خود روز ہی ایسے تھیز اور شکایت کے ہر اعل سکذرست رہتے ہیں۔ کہاں میں روئی ٹھوں لو مگر اس قسم کی آوازیں ہڑو رکھتی پڑیں گی۔

”حد ہو گئی۔“ سرجن آٹھوپے سیر آئی ہیں۔“ خدا فارست کرے۔“ ڈالہ اکائیں ساڑھے

چھیں کاملا ہے۔“

”کہاں چلے جاتیں۔“ سمنٹ کا کٹھے میں روپے میں۔ اور وہ بھی راکھ ملا ہوا۔“

اگر ہمارے احباب مشورہ دے سکیں کہ اس سلسلے میں نہیں کس کا سرکھوڑا چاہیئے تو یقیناً ہم بھی انہیں مطمئن کر دیں گے کہ جعلی قیمت میں اضافہ بالکل برحق ہے۔ معاملہ فقط عام کرائی کا نہیں۔ کافذ کے پھلے ہلوں اور زارہ ہلوں میں لاتا ہونا اک تفاوت ہے کہ ہر ہر ہوتے تن ان شیریں مقال نیت اور کے قصیدے پڑھ رہا ہے جنہوں نے پھر ہلوں میں ہوا بھر کر بشارت دی تھی کہ روپے کی قیمت کرنے کا اختر اندر رون ملک کی قیمت پڑھیں پڑے گا

روانہ ہو سکا۔ یہاں حضرات ہیں تھیں بھا طور پر یہ کہنے کا حق ہے کہ رچہ ہمیں لیٹ ملاتے ہیں۔ بعض احباب کی شکایت تو اور بھی زیادہ برحق ہے جنہیں اس تکلیف دہ بلکہ اشتمال انگریز صورت حال کا سامنا کرنا پڑا کہ ان کے شہر کے نیز پیغمبر ایجینٹ کی دوکان پر لہ حاصل مطالعہ نمبر بک رہا ہے مگر ان کا اپنا نمبر ڈاکیں لا کر ہی نہیں دیتا۔ ان حضرات نے غصے، عم مکن نہ تھا۔ لہذا یہ گھر یہ قسم کا ادارہ یہ اسی لئے لکھا گیا کہ وہ غصے کو تھوک دیں اور ہمارے حال نامے عبرت پکڑیں، حال زار اس سے پادری کیا ہو گا کہ موڑوں کی بو۔ پی گیر ٹھرتال کے باوجود کافذ کسی دکسی طرح درہ سے منگوایا گیا اور غیر معمولی اخراجات کی پر دل کے بخیر نمبر تھیک وقت پر چاپ لیا گیا۔ پھر مصالحہ پارٹیوں کے باصف اڑا ادارہ ریل اور ڈاکخانہ کی طرف دوڑتے پھرے۔ رات اور دن ایک کر دئے گئے مگر قسمت سے تو نہیں لڑا جاسکتا۔

یہ داعجہ ہے کہ حاصل مطالعہ نمبر اگست کے پہلے ہی ہفتے میں ملک بھر میں پھیل چکا تھا اور دو دن بھی بارش رک جاتی تو چودہ سوکی آخری تھیب بھی پہلے ہی ہفتے میں ٹھکلنے لگ جاتی۔ لیکن یادل قسم کھا کیا تے تھے کہ جل بغل ایک کر دیں گے اور ڈاکخانے کی چھت بھی فالب کا یہ شرور ہر لپ پر ٹک کی تھی۔

بقدرت ارض ہے ساقی خمایر تشنہ کامی بھی جو تو دریائے میں تھے تو میں خیا زادہ ہوں ساحل کا شعر ہم بھی دہرا سکتے ہیں۔ غالب نے برقسم کے شعر دیئے ہیں:-

سفینہ جب کہ کنارے سے آنگا غالب  
خدا سے کیا ستم و جو رنا خدا کہئے  
مگر جو کچھ میں آیا وہ کسی ناخدا کے ستم و جو رے کوئی تعلق نہیں  
رکھتا اس لئے ساحل مراد پر پہنچ جانے کے بعد بھی اکیں کچھ دیکھ  
کہنا ضرور پڑتا۔ ورنہ ان احباب کی شکایت کا ازالہ کیونکر  
ہوتا۔ جنہیں یہ دیکھ کر دلی صورت پہنچا ہے کہ ان کے شہر کے

یار پر جنینے والے تقریباً ستر فی صدی بدنجتوں کا حال اتنا بتاں  
ہے کہ ان میں اور دارالعلوم دیوبند کے شور بے میں شکل ہی سے  
فرق کیا جاسکتا ہے۔ اللہ حم کرے۔

**حمد و قیامت اسلام** اسلام کی حقانیت اور مخالفین اسلام  
کے رد میں ایک تازہ کتاب جو جدید  
انداز میں کلام کرتی ہے۔ تین روپے۔

**ذکر صوفیت پنجاب** اعجاز الحق قدوسی کے لئے  
ہوتے ذکر کے انہی تھیں و تدقیق کے آئینہ دار ہوتے  
اور بمالغہ آرائی کے نہیں تھیں و تدقیق کے آئینہ دار ہوتے  
ضخمیں یہیں تذکرہ بھی اسی کامنوسنے ہے۔ سو کے قریب صوفیا در  
مشائخ کے حالات و سوانح۔ مجلد پندرہ روپے۔

**اویسی لامبور** لاہور کے تقریباً سانہ متاز اویسی کرام  
کے دل اور یہ عالات و کوائف۔ صحیح و  
حوالی کے ساتھ۔ قیمت مجلد ساری ۵۰ روپے۔  
**مولانا مودودی ملے** مولانا مودودی کی شخصیت،  
ان کے علم و فضل، ان کی دعوت

ان کے شش، ان کی پوری زندگی کے احوال و کوائف پیر اسعد  
گیلانی کی ایک مبسوط کتاب۔ دنیا بھر کے علماء، اہل فکر اور  
ارباب قلم تی آراء۔ قیمت ساری ۷۰ روپے۔ ۲۱۵۔

**مولانا مودودی اور تصوف** کہا جاتا ہے مولانا  
کے شش ہیں۔ اس الزام کی پورت کنہہ حقیقت خود  
مولانا کی اپنی تحریروں کے آئینے میں ملاحظہ فرمائیے۔ یہ کتاب  
آپ کو بتائے گی کہ مولانا کس تصوف کے دشمن اور کس تصوف  
کے خاتمی ہیں۔ قیمت مجلد دو روپے۔

**رسائل و مسائل** ذرع ب نوع علمی و معاشرتی سوالوں  
کے دلنشیں اور تحقیقی جوابات۔

مولانا مودودی کے قلم سے۔ حصہ اول پانچ روپے۔

حصہ دوم چھ روپے۔

**ملکیتہ بھلی** - دیوبند (دی۔ پی)

اب یا تو ان شتاوں کی بشارت کو دیوار پر مارنے یا چھر  
یوں ٹھیک کہ بھلی اندروں ملکے نہیں بیرون ملکے نکلتا  
ہے۔

ایک بھلی ہی نہیں۔ بہت سے اور رسالوں نے  
بھی اپنی قیمت میں اضافہ کر دیا ہے۔ حالانکہ اشتہارات  
کی آمدی رکھنے والے پرچے بغیر اضافے کے بھلی بھلی سکتے  
تھے مگر بھلی جیسے "بے یار و مددگار" پرچوں کے لئے ممکن  
ہی نہیں ہے کہ وہ قیمت بڑھتے بغیر آمد و خسر ج کر  
متوازن رکھ سکیں الایہ کہ ان کی پشت پر کوئی اور مدد ہو۔  
تجھی غریب کی توکوئی پشت ہی نہیں۔ وہ فقط چھروں ہی چھروں  
ہے۔ حامر را اور بھلی ختم۔ ایک مخفی بھرپور یوں کے جھوٹے  
کا نام ہے فامر عثمانی۔ وہ الگ ضرورت کے مطابق قیمت  
نہ بڑھاتے تو اس کی ڈریوں کا رونگ سال دوسال تو شمع  
بھلی کو ضرور زان رکھ سکتا ہے مگر اس کے بعد آپ ہی  
کھف افسوس ملتہ پھریں گے کہ:-

وہ جو بھتے تھے دوائے دل وہ دکان اپنی طرح کئے  
خلاصہ یہ کہ قیمت کے موجودہ اضافے کو غنیمت تصویر  
کھرتے ہوئے یہ دعا بھی کمزید اضافے کی نوبت نہ آتے۔  
مزید دہشت ناک ٹیکیوں کا مزدہ آتے والے ایام کے لئے  
مل ہیچ چکا ہے۔ ملک جن لوگوں کے ہاتھوں میں ہے ان کا  
خیال ہے کہ عوام کی ڈریوں میں ابھی کافی گودا ہے۔ الگ کافذ  
طباعت کی اسیاں اور حامی ضروریات زندگی کا معماشی پارہ  
ٹیکیوں کی حدت نے اور جھایا تو کیا رسالے اور کیا تائیں،  
کوئی بھی چیز سے اپنی موجودہ قیمتیں بحال نہ رکھ سکے گی۔ آزادی کی  
ہے تو اس کے پھل بھی کھاؤ۔ پھل کڑوے لگیں تو ان جیشیں عدوں  
کی مٹھاں کا تصویر کرو جو ہرستے پنج سال منصبوبے کے آغاز میں  
آسمان آفے ارسے برستے ہیں۔ اقبال کو شکوہ تھا:-

قہر تو یہ ہے کہ کافر کو ملے حور و قصور  
اویز بھائی مسلمان کو فقط وعدہ حور  
یکن مر جم زندہ ہوتے تو دیکھتے کہ ان سے ہندوستان میں  
کافروں میں بھی "عدہ حور" پر طرخائے جا رہے ہیں اور وعدہ

# دوسرا ہمرا

جانب تاج الدین اشعر، رام نگری

آج پھر ایک دورا ہے پکھڑی ہے مدت  
اور تاریخ یہ کہتی ہے کہ سر جاؤ گے  
زندہ قوموں کی طرح جینا ہے اس دنیا میں  
یہ مسلم کہ بہت تُن ہے طوفانِ حیات  
بم حالات کی رو لا کھ بلا خیس نہی  
یہ فلحہ ہے کہ اب بھی نہ الگ ہوش آیا  
نہ حمیت ہے، نہ جرأت ہے، نہ احسانِ خودی  
و نہ صداقت جو ترتیب بھی سر جسم نہیوں  
ہائے وہ جرأت ایمان کہ تھی سرمایہ فخر  
عاشقی۔ تھی جو کبھی زخمہ گر سازِ حیات  
قافلہ قوم کا پھونچا بھی نہیں منزل نہ ک  
حیف باقی ہے کوئی شاہ نہ سید نہ شہزادہ  
سر فردشون سے ہوا صحنِ عزیزیت خالی  
نہ کفایت نہ سعید اور نہ جیبِ الجمن  
آخری شمع بھی خاموش ہوئی محفل کی  
آسمان دیکھتے ہی سچے ہمارے جیسا

اور تاریخ یہ کہتی ہے کہ سر جاؤ گے  
یا یوں ہی ایڑیاں گھستے ہوئے مر جاؤ گے  
مشل اور اقی خزان دینے بھر جاؤ گے  
کیا تم ان بھری ہوئی موجودوں کی ڈر جاؤ گے  
موت کو سامنے پاؤ گے چھڑ جاؤ گے!  
خود فرشتی کی دبا عام ہوئی جاتی ہے  
خود بخود لرمزہ بر انداام ہوئی جاتی ہے  
وقف پابوسی اصنام ہوئی جاتی ہے  
عقل کی بنادہ بے دام ہوئی جاتی ہے  
ہستیں ٹوٹ گئیں شام ہوئی جاتی ہے  
کوئی محسود، کوئی وفات سُم دام اُد نہیں  
کوئی جو ہر، کوئی شوکت، کوئی سحب اُد نہیں  
کوئی اجمل، کوئی مد نی، کوئی آز اُد نہیں  
حفظِ حمن سا کوئی مرد خدا داد نہیں  
اپنے ہی گھر میں کوئی خانماں برباد نہیں

انقلابات کی آغوش کے پالے ہوئے لوگ  
ان روایات کے پر حم کو سنبھالے ہوئے لوگ  
امتحانات کی چاندی میں اجلاس ہوئے لوگ  
اور ہر خوف و خطر دل سے نکالے ہوئے لوگ  
اپنے کانی حصوں پر دہکی بوجھ سنبھالے ہوئے لوگ  
کیا یہ توہین پرو بال، گوارہ کروں؟  
ہونو دی حناک میں پامال گوارہ کروں؟  
اور پارے میں زر و ممال، گوارہ کروں؟  
بے ضمیری کو بپریحال، گوارہ کروں؟  
شاطر وقت کی پیچال، گوارہ کروں؟  
حق فرشی کا صلم منصب و ممال ایک طرف  
کچھ مفادات و مصلح کا سوال ایک طرف  
چشم دار دنے حکومت کا خیال ایک طرف  
دین و اخلاق و حمیت کا زوال ایک طرف  
فطرت گریہ دروباه و شفال ایک طرف  
غیرت حق کو نگوں سارہ نہ ہونے دیں گے  
ان کو رسواس بزار نہ ہونے دیں گے  
اس پر قراقوں کی یلغار نہ ہونے دیں گے  
سردا پناولی بیدار نہ ہونے دیں گے

جو گزرنی ہے گزر جائے ہمارے سر پر  
اپنی خودداری کا بیو پار نہ ہونے دیں گے

ہم کہ تاریخ کے اوراق تمیں کہتے ہیں  
گردش شام و سحر جن پر اثر کرنے کی  
انقلابات کی بھٹی میں تپانی ہوئی قوم  
صرف اک خوف خدا و نارِ حقیقی کے سوا  
وہ وراشت جو ملیحست و سرہست ریس سے  
لوگ کہتے ہیں، اڑو تم بھی ہوا کے رخ پر  
خود کشی دیکھ کے ایسا کی رہوں مہربلب  
پیش دولت دیں اور مستارِ داش  
میں بھی ادوں کی طرح عیشِ دور دزہ کو عوض  
موت وستی کی کشاکش سے ہو ملت دوچار  
اک طرف جرم صراحت کی سزا محبس و دار  
اک طرف غیرت ملی کا تقاضا کہ بخیز!  
اک طرف پیش نظر پر سش رب الارباب  
اک طرف ہاتھ سے اسلام نہ دینے کی فتنہ  
اک طرف بیشہ اخلاق میں شیراز گرج  
دوستو! آؤ یہ پیمان دفت اب اندر صیں آج  
وہ روایات کہ تاریخ ہے نازاں جنس پر  
دولت دین کو سینے سے لگا رکھیں گے  
دل زندہ کی حکارت سے عبارت ہے حیات

## پیش قدمیت اطہر پیر

حضرت امام ابو الحدیث کی سیاسی ازندگی۔ مصنفہ علامہ مناظر احسن گسلانی۔ بارہ روپے۔  
حضرت عثمان و حضرت علی۔ مصنفہ داکٹر طحسین۔ ترجمہ عبد الحبیب نعماقی۔ بارہ روپے۔

حضرت ابو بکر صدیق و فاروق اعظم۔ مصنفہ والیطہ حسین ترجمہ شاہ حسن عطا۔ چھ روپے پچھر پیسے۔  
حضرت عمر و بن العاص۔ مصنفہ حقیقت محمد فرج مصہدی مترجم محمد احمد پابنی تھی۔ دس روپے پچھت پیسے۔  
حضرت امام ابن القیم۔ مصنفہ عبد العظیم عبد السلام مترجم حافظ شیداحمد ارشد۔ بارہ روپے۔

نظام الملک طوسی۔ مصنفہ عبد الرحمٰن کانپوری، بارہ روپے۔  
البیانہ۔ مصنفہ عبد الرحمٰن کانپوری۔ بارہ روپے۔  
فقہ الاسلام۔ مصنفہ ابن الحطیب۔ ترجمہ حافظ شیداحمد ارشد بارہ روپے۔  
صحابیات۔ مصنفہ نیار فتح پوری۔ چھ روپے۔  
طبقات الاولیاء۔ علامہ عبد الوہاب شرعی، بارہ روپے توے پیسے۔  
زبدۃ البخاری۔ (مع معنی عربی)۔ دو روپے۔  
دعوت الاسلام۔ مصنفہ داکٹر اقبال۔ ترجمہ علیت احمد طہی۔ نو روپے۔  
تاریخ فلسفۃ الاسلام۔ مصنفہ داکٹر سروی الدین۔ آٹھ روپے پچھر پیسے۔

انسان کامل۔ مصنفہ سید عبدالحیم رحیل۔ ترجمہ ضمیں۔ دس روپے پچھر پیسے۔  
سفیہۃ الاولیاء۔ مصنفہ شہزادہ داکٹر شوہر جمیلی۔ ترجمہ ضمیں۔ پیسے۔  
الاوب المقرب۔ کتاب ازندگی۔ مصنفہ حضرت امام بخاری در ترجمہ مولانا عبد القدوں ہاشمی۔ آٹھ روپے۔

سیاست نامہ۔ مصنفہ نظام الملک طوسی۔ ترجمہ حسن عطا سات روپے۔  
فلسفۃ الاسلام۔ مصنفہ دیالیمیری۔ ترجمہ بروڈی انسان احمد جھوپ پیچھر پیسے۔  
آیات تہذیبات۔ مصنفہ حسن الملک نکی دو حصے۔ آٹھ روپے۔  
لکھشی خاتمه عشق۔ مجموعہ کلام امیر میانی۔ آٹھ روپے پچھر پیسے۔  
یسیرت تحریری۔ مصنفہ سر سید احمد خاں بارہ روپے۔  
یحکمید وین کلائل مولانا عبد البخاری ندوی۔ نو روپے پچھر پیسے۔  
تجددیہ تعاشریات۔ مولانا عبد البخاری ندوی۔ نو روپے پچھر پیسے۔

مکتبہ تجلی۔ دیوبند۔ (لو، پ)

تاریخ ابن خلدون۔ دار دو ترجمہ۔ حصہ اول بارہ روپے  
” حصہ دوم بارہ روپے۔ حصہ سوم گیارہ روپے  
خلافت بنو اسرائیل۔ مصنفہ ابن اثیر۔ حصہ اول نو روپے پچھر پیسے۔  
حصہ دوم دس روپے پچھر پیسے۔  
تاریخ اسلام۔ مکمل تین حصے۔ مصنفہ مولانا اکبر شاہ خلیجی بادی۔ ہوس روپے  
زار العاد۔ مصنفہ ابن قمی دار دو ترجمہ۔ حصہ اول گیارہ روپے حصہ دوم  
نور روپے پچھر پیسے۔ حصہ سوم بارہ روپے حصہ چہارم بارہ روپے  
تاریخ ائمۃ الائمه۔ مصنفہ جلال الدین بیوی۔ ترجمہ قبل الدین الحمد۔ بارہ روپے  
فتح البلدان۔ مصنفہ البلاذری۔ ترجمہ ابو الحسن مودودی۔ پندرہ روپے  
مغلیہ دو ریکھوست۔ مصنفہ نظرالملک۔ خانی خاں کی شاندار  
تاریخ کاظمیہ۔ حصہ اول بارہ روپے جہانگیر نک آٹھ روپے پچھر پیسے  
حصہ دو مولانا ہبھانی آٹھ روپے پچھر پیسے۔ حصہ سوم دو ریکھوست  
گیارہ روپے۔ حصہ چہارم۔ شاہ عالم سے ناصر الدین  
محمد شاہ تک۔ گیارہ روپے۔

تاریخ غزنیاطہ۔ مصنفہ لسان الدین ابن الخطیب۔ ترجمہ سید احمد نصر  
ندوی۔ حصہ اول گیارہ روپے حصہ دو روپے پچھر پیسے  
ہزار سال سلسلہ۔ مولانا مناظر احسن گیلانی۔ چار روپے کلپس پیسے  
تاریخ قاطینیہ۔ مصر۔ مصنفہ داکٹر زادہ علی۔ حصہ اول آٹھ روپے پیسے  
حصہ دو روپے پچھر پیسے۔

شاہ ہبھان کے ایام اسپیری۔ مصنفہ داکٹر زینیم۔ ترجمہ  
اور عہد اوزنگ زین۔ غلیظ محمد حسین مرخوم۔ بارہ روپے  
مازن حالمگیری۔ مصنفہ محمد ساقی مستحق خاں۔ ترجمہ فدا علی طالب بارہ روپے  
اقبال نامہ جہانگیری۔ مصنفہ مرتضی العتم خاں۔ ترجمہ زکیہ بمال جھوپ پیسے  
تاریخ فیض ورشاہی۔ مصنفہ سراج عفیف۔ ترجمہ فدا علی طالب ۷/۲۵  
سفر نامہ ابن بطوطہ۔ مکمل دو حصے اربعو ترجمہ۔ پندرہ روپے  
آنکھہ تحقیقت نما۔ مصنفہ اکبر شاہ خاں جیب بادی۔ بارہ روپے  
مکتبہ تجلی۔ دیوبند۔ (لو، پ)

**مومن کے ماہ و سال** (جو سنت سے ثابت ہیں) — اس کتاب کے مولف حضرت شیخ عبدالخنز محدث دہلوی ہیں۔ اور ترجمہ بڑے اہتمام سے ایک پاکستانی ناشر نے چھاپا ہے۔

افادیت نام سے ظاہر ہے۔ ذنوں، ہمینوں اور سالوں کے بارے میں احادیث مع فقد و نظر۔ مجلد آٹھ روپے ۲۵ پیسے۔

**زاد سفر** [سیاض الصالحین کا ادو و ترجمہ دو جلد ہیں کامل۔ یہ کتاب حدیث نبوی کا ایسا مجموعہ ہے جو ہماری روزمرہ کی ضرورتوں پر حاوی ہونے کی وجہ سے بہت مقبول ہوا ہے۔ قمت ہر دو حصہ کامل مجلد سات روپے چھاس پیسے۔

**تحریک انوان ایمن** [اُس ظلم جماعت کے مستند اور مفصل حالات جسے اس جرم میں کھلا جا رہا ہے کہ وہ خدا کی زمین پر خدا کے قانون کی حکومت کیوں چاہتی ہے۔ مصنف ہیں مصر کے محمد شوقي زکی۔ اُردو

ترجمہ سید رضوان علی ندوی نے کیا ہے۔ شگفتہ اور رواں۔ قیمت — تین روپے۔

تجددی تصوف و سلوك • (مولانا عبد الباری ندوی) آٹھ روپے چھیں پیسے۔  
تجددی تعلیم و تبلیغ • (مولانا عبد الباری ندوی) چھروپے

فلسفۃ عجم • (علامہ اقبال) چار روپے چھاس پیسے۔  
تذکرہ شاہ علی اللہ • (علامہ مناظر حسن گیلانی) چار روپے چھاس پیسے۔

الدین لقیم • ( ) چار روپے چھیں پیسے۔  
حضرت ابوذر غفاری • ( ) چار روپے چھیں پیسے۔

داستان کریما • (عبد الرحمن صدیقی) تین روپے ۵۰ پیسے۔  
مکاتیب امام غزالی • (عبد الرحیم نہجوری) تین روپے ۵۰ پیسے۔

علم الکلام اور الکلام • (علامہ مشیلی نعیانی) نو روپے۔  
کتاب لوح • (علامہ حافظ ابن قیم) نو روپے فیسے۔

الاحلام السلطانیہ • مصنفہ علامہ ماوردی بارہ روپے۔  
تاریخ تدقیق اسلام • (دُو حجّ) مصنفہ جرجی زید سو روپے چھیں پیسے۔

اسلامی معاشیات • (منظار حسن گیلانی) بارہ روپے۔  
تذکرہ خواہ گیسو دراز • پانچ روپے چھاس پیسے۔

خیر المیالین ہمیں محفوظاً • خواجه چراغ دہلوی چھیں پیسے۔

بچے کی تربیت • ( ) ہم کیسے رہیں • سانتس اور ضابطہ جات۔

دین کی حفاظت • ( ) مسلم خاتم کرنے کا کام

سات روپے چھاس پیسے۔  
دو روپے  
ایک روپیہ تینیں پیسے۔  
ایک روپیہ چھاس پیسے۔  
ایک روپیہ چھاس پیسے۔

مکتبہ تجھی۔ دیوبند (دیوبند)

کاڈا اور اثر آفسریں اسلوب میں۔ ادب داشت اگر رعنائیوں سے بریزی۔ مجلد ڈیڑھ روپیہ ۱/۵۰  
**مفردات القرآن** [قرآنی الفاظ کی تعریف و توضیح پر امام جو طبی بڑی تفاسیر کیلئے بنیاد کا درجہ رکھتی ہے۔ اُردو و ترجمہ کے ساتھ۔ چالنسل روپے۔

# پکھڑ ادبی تحریف

**تاریخ جمالیات** فلسفہ حسن پر تاریخی تبصرہ۔ یہ بھی جنون گور کھپوری ہی کے پُر کار اور نکٹر طراز قلم کا شہر پارہ ہے۔ قیمت — دو روپے۔

**عرب کا چاند تاریک غاریں** اندارت میر بھی بڑے اپنے کے شاعر گذرے ہیں۔ ان کا کلام دل میں گھر رکتا ہے۔ یہ ابھی کے کلام کا شاننا لگتے ہیں۔ مجموعہ ہے۔ قیمت — ایک روپیہ ۵۰ پیسے۔

**خلیروقت سعی** سعد الدار دوجہاں رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت پر حضرت مامہ الرقادی کی شہور طویل نظم جسے "سلام" بھی کہا جاتا ہے۔ یہ پیسے فن شاعری پر حاملی کی شہور مقدمہ شعر و شاعری انتاب۔ ڈھانی روپے۔

**تعمیر حیث** ذہن کو پاکیز بنانے والے دلچسپ قصہ اور مضمایں۔ دو روپے ۵۰ پیسے۔

کلیات حضرت نبوی سارے ہیں پہنچے

کلیات اقبال چھ روپے

کلیات جلگہ چھ روپے

شعلہ طور جلوج پانچ روپے

آتشیں گل دو پانچ روپے

حرف جنوں دشیش فاروقی کامیابی کلام ۳/۵۰

فردوں کی راہ پانچ روپے ۵۰ پیسے

حہتہ اول و دوم } پانچ روپے ۵۰ پیسے

روزگار فقیر

## شاعر مشرق سے چند ملاقاتیں

ایک نادر تحریر دو جلدیں میں۔ ڈاکٹر اقبال کے نوع بہ نفع مفکرانہ، دانشوارانہ اور مومنانہ ارشادات۔ آپ کے دلچسپ ترین واقعات۔ علم و حکمت کے جواہر ریزے۔ معنوی اعبار سے تو کتاب بیش بہا ہے ہی صوری اعبار سے بھی تحریر کیجئے۔ آرٹ پیسے پر بلاک کی دور بیگ طباعت۔ ڈاکٹر اقبال کے بیشمار فوٹو۔ ان کی تحریروں کے عکس۔ ہر دو جلد کامل مجلد۔ تین آرٹ پے۔ (ملحوظ ہے کہ چند ہی سیٹ آئے ہیں ضروری نہیں کہ بعد میں آنے والی فرائشوں کی بھی تعییں ہو)

**۱۸۵۷ء کے مجاہدین** بدلنے والے جاہدین کے مستند اوپر فصل حالات جناب غلام رسول تھے کے حقیقت نگار قلم سے۔ قیمت — ساڑھے چار روپے۔

**میر و سودا کا دور** اردو شاعری کا عہدہ زریں شناخت کا دل کش حامل۔ قیمت — مجلد بارہ روپے۔

**نقوش و افکار** مشہور نقہ دار اہل قلم مجتوں گور ک پوری کے بعض اہم تقدیدی مضمایں کا مجموعہ۔ قیمت — پانچ روپے۔

**اردو منوی کا ارتقا** عبد القادر سروری کے قلم سے۔ منوی کا موضع ایک لشتری موضوع ہے جس کا مرطاب العہدہ مذاق سخن اور ذوقی تقدید کو تھا۔

بے۔ قیمت — ساڑھے تین روپے۔

مکتبہ تھلی۔ دیوبند (دیوبندی)

گرنے میں اسے تأمل نہ ہے۔  
ذیور ہمی پر جو کیدار بھاننا لگنا ہے اماں کے جائز تحفظ کی طرف

ایک ہی اصول اور ایک ہی تصور زمان و مکان اور احوال و ظروف کے فرق سے اپنی نووں کی شکلیں تبدیل کرتا رہتا ہے۔ مظاہر برلتے رہتے ہیں۔ مینتوں اور ہیلوں میں تغیر ہوتا رہتا ہے۔ یہ ناگزیر ہے۔ خلافے راشدین کے درود میں ہم نہ بہت سادہ تھا۔ قانون بہت سادہ تھا۔ سیاست بہت سادہ تھی۔ زندگی کے تمام عملی اور علمی گوشوں میں جسمے شمار پہلو، جو تج و خم، جو المجاوسے مد نیت کے تدریجی ارتقا اور اور نئے نئے وسائل کی دریافت نے پیدائشیں ان کا کوئی وجود نہ تھا۔ لہذا خلافے راشدین کے رہنمائیں ان کے معاشرتی اسلوب، ان کے مزاج و مذاق اور قانون کے لفاذ میں ان کے انفرادی طرز کو جوں کا توں قانون کا درجہ نہیں یا جاسکتا۔ صرف ان اصولوں اور عقیدوں اور قدر و نگاہ ان اور غیر مترکز لزلزلہ ارادہ یا جائش کی ہے جو روح کے طور پر ان کے افعال میں روان دوام تھیں۔ جیسیں "جیسیں اللہ اور رسولؐ نے داعیٰ قسہ اور دیا تھا۔

خلافے راشدین کے بعد۔ بلکہ ان کے دور ہی میں جب فتوحات کے تجھیں عمیقی اقوام سے رابطہ پیدا ہوا، حالات بدلتے، مسائل بڑھے اور خطرات زیادہ ہو گئے تو اسلامی حکومت کے سربراہوں کو اپنے اور کلیدی منصب داروں کے لئے تحفظات کا اہتمام کرنا پڑا۔ اب وہ بات چلنے والی نہیں تھی کہ خلیفہ تنہما مسجد کے فرش پر جا بڑے یا گورنر کی طیور ہمی پر بیداروں سے خالی ہو۔

ہم اُن خلفاء کی تھیں کہ جنہوں نے اپنے تحفظ اور اپنے امتیاز کو قائم رکھنے کی خاطر جائز محدود سے تجاوز کیا اور ساجد تک ان کی بے اعتدالیوں سے ماون نہیں سکیں لیکن یہ بالکل طبع ہے کہ احوال زمان کے مطابق خلیفہ اور اوقات کی تجہید اشتہب بہر حال ضروری ہے۔ یہ تھوڑے بالکل ملطھے ہے کہ سربراہ ملکت سے ذاتی ملاقات کے

یہ ہے امیر المؤمنین کی شخصیت۔ گویا وہ تمام اقدام سلطنت کا جامع، تمام نظم و نسخ کا ذمہ دار، تمام اختیارات کا خور اور اپنی تمام صلاحیتوں کو پوری طرح اسلامی نظام اعلیٰ کے قیام میں خرچ کرنے کا ذمہ دار اور مستول ہے۔ لہذا جب بھی سلف و خلف میں سے یہ کہا ہے کہ اسلامی حکومت کے سربراہ کے دروازے ہر کس و ناکس پر ٹھکر رہنے چاہیں تو اس کا مطلب یہ نہیں ہوا ہے کہ سربراہ جس مکان میں رہ رہا ہے اس کے تمام دروازوں کا چھپٹ کھلا رہنا اور ہر کس و ناکس کا جس وقت بھی جی چلے بے روک بُک سربراہ کے گھر میں داخل ہو جانا کوئی قانون شرعی ہے بلکہ مطلب ہر یہ ہوا ہے کہ سربراہ ملک بھر میں قائم عدل اور استعمال قلم کے لئے جو نظم نہن قائم کرتا اور جوں انتظامیہ کو تشکیل دیتی ہے اس کے مراحل سے گزرنے کے بعد بھی الگ کوئی فرد یا گروہ یہ گھن کر لے کہ اس کے ساتھ انصاف نہیں ہو تو اس تیلے پر اسالی ہبیا ہوں چاہیے کہ وہ براہ راست بھی پانیکس سربراہ کو پیش کر سکے۔ اسے بتا سکے کہ مجھے انصاف نہیں ملا ہے۔

اسلام کا مقصد و مطلب یہ ہے کہ رعایا کیسا تھا بے لار انصاف ہو۔ تمام افراد کو امن و تحفظ کی زندگی اور وہ جملہ حقوق مال ہوں جن کو تشریعت حق نے حکوم کر بیان کر دیا ہے کوئی طاقت و دسی کمزور پر قلم نہ کر سکے اور اگر کوچاتے تو اس کی زور کے لئے حکومت تک اپنی فسریاں پہنچانا اور قلم کی سزا دلانا آسان ہو۔ اگر ایک اسلامی سلطنت میں واقعہ یہ صورت جاتی ہو تو اسی کو اپ اصطلاحی زبان میں کہہ سکتے ہیں کہ خلیفہ کے دروازے ہر کس و ناکس کے لئے کھلے ہوتے ہیں۔

رہا سادہ عنوان میں اس جملے کا طلاق۔ تو اگرچہ خلفے راشدین کے زمانے میں یہ سادہ اطلاق بھی ہوا ہے لیکن اس سے پہلے کے لئے کوئی شرعی ضابطہ نہیں بن گیا اس کی تحقیق نے بھی یہ کہا ہے نسبی مصروفیات کو عوام کی لامحدود اور تزادہ دخل اندازی سے بچانے کے لئے خلیفہ کا اپنے

## ٹیوشن کی آمدی

**سوال:** از۔ ماسٹر اعجاز الحسن۔ بھجوپال۔

لکھتے ہیں ایک دنی اسکوں میں یچھے ہے اور تجوہ اس سفہ کم ملتی ہے کہ اس نازک دور میں گذارہ طریقہ مشکل سے ہوتا ہے۔ قبیل تجوہ اور موجودہ دور کے حالات کو دیکھتے ہوتے شادی بھی نہیں کی ہے۔ میرا خیال ہے کہ الگین ٹیوشن کوں تو گذارہ باسانی ہو سکے گا۔ مجھے یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ ٹیوشن کا پیسہ جائز نہیں ہے۔ اس لئے آپ سے عرض ہے کہ اگر میں اپنی جانب سے تعیینی خدمات صحیح طور پر انجام دوں تو اسی صورت میں فدوی کی رہنمائی فرماتے ہوئے واضح طور پر یہ بتائیں کہ ٹیوشن کا پیسہ جائز ہے یا ناجائز؟

**جواب:**

تعجب ہے، ایک کوں نے بہ کادیا کہ ٹیوشن کا پیشہ جاء نہیں ضرور ٹیوشن کیجئے الگ تجوہ سے گذار نہیں ہوتا۔ ہاں۔ قانون اگر یہ ہو کہ ٹیوشن نہیں کر سکتا تو ضرور تبدیل کو اپنے ہمارے اجازت لیتی چلے گے۔ وہ اجازت دید کے تو قانونی جواز بھی ہو گیا۔ نہ دے تو شرعاً چھر بھی مرت نہیں فرض کیجئے ہیں۔ صاحب اجازت نہیں دیتے اور آں جانب خفیہ طور پر ٹیوشن کے حاصل ہیں تو شرعاً آپ کی آمدی حرام کے خلاف نہیں نہیں آتے گی۔ البتہ محکمہ آپ سے باز پر من کرے اور کوئی سزا مے ڈالے تو اس کا علاج مقتضی کے پاس نہیں ہے۔

## درگاہوں کی آمدی

**سوال:** از۔ محمد اشfaq حسین۔ ضلع محبوب نگر۔

ڈاکٹر غلام اکٹگیر شید (پی۔ انج۔ ڈی) یہاں کے معروف داعظ و مقرر ہیں۔ انہوں نے حال ہی میں دعاویں تقریر نسرا یا کہندروں کی آمدی سے ہندو حضرات ایک یونیورسٹی اور کئی چھوٹے ٹھوٹے کالج چلارہے ہیں۔ لیکن آج تک یہ بات دیکھنے میں نہیں آئی کہ کسی درگاہ کی آمدی سے مسلمان ایک چھوٹا سا دینی مدرسہ ہی چلا سکیں۔

مسلمان ٹیکسی بھی قسم کی پابندی عائد کرنا اور ضابطہ بنانا اسلامی اسپرٹ کے خلاف ہے۔ نہ یہ تصور درست ہے کہ آج بھی کسی امیر المؤمنین کو حضرت عمرؓ کی طرح مسجد کے فرش پر سو جانا چاہتے اور کوئی گورنر اپنے مکان پر پھرہ بھائے تو اس کی ڈیورٹی میں اگر لگا دینی چاہتے۔

اصول و قانون اور عقائد و نظریات کو ہمیشہ شخصیتوں سے الگ کر کے دیکھنا چاہتے۔ اینیار کے بعد کسی بھی شخصیت کو درجہ معیاریت حاصل نہیں۔ حضرت ابو بکر یا حضرت عسرہ یا عثمان و علی رضی اللہ عنہم بہت عظیم تھے۔ ان کے قدموں کی خاک ہماری آنکھوں کا سرسرہ یکن ان میں سے ہر ایک پنا اپنا مذاق و مزاج اپنی اپنی طبیعت و مرثشت رکھتا تھا۔ ان کی قدرتی انفرادیتوں کو ہمیشہ الگ رکھ کر ان قوانین و اصول اور نظریات و عقائد کو اخذ کرنا چاہتے جن پر شائع کے دو ایک ہر لگادی ہے۔ علاوہ اس کے ان احوال و ظروف سے بھی صرف نظر نہیں کرنا چاہتے جو خلفاء راشدین کے طریقہ عمل کا سانچہ بنانے میں ایک قہری عامل کی حیثیت رکھتے تھے۔

خلاصہ جواب یہ ہے، کہ شایانہ کرد فر رعایا سے ذہنی نقطے، جاہ و حشم کی نمائش، استکبار لاپرواں اور تعقیش سے تو اسلام نے اسلامی مملکت کے سربراہوں کو یقیناً روا کا ہے مگر اس سے نہیں روکا کہ الگ حالات و افتکت میقاضی ہوں تو وہ اپنے جان و مال کی حفاظت اور اپنے کریں۔ کچھ طریقہ بنالیں۔ یہ ضابطہ اور طریقہ اگر ان بطور اور طریقوں سے بالکل مختلف بھی ہوں جنہیں خلفاء راشدین نے اختیار کیا تھا تو مجرد یہ اختلاف ظاہری اور فرقہ ہموروی ان طریقوں کو غیر اسلامی قرار دینے کے لئے کافی نہیں بلکہ دیکھنا یہ ہو گا کہ جو زمرہ داریاں اسلام نے سربراہوں پر ڈالی ہیں وہ بھی ان طریقوں کی موجودگی میں بوری ہمودی ہیں یا نہیں۔ اگر ہمودی ہیں تو ان کا جواز سلیمانی کرنا ہو گا اور الگ نہیں ہو رہی ہیں تو یہ بے شک ناجائز کہلاتیں گے۔

تھی جو حضور نے بتالیٰ۔ مقرر موصوف نے اس واقعہ سے یہ نتیجہ اخذ کیا کہ حضورؐ کو غیب کا علم تھا اور جو یہ کہا جاتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو غیب تھا وہ درست ہے۔

بد عقیدہ ہیں وہ لوگ جو اس بات کو تسلیم نہیں کرتے۔

براءہ تھر بانی جواب دیجئے کہ جو حضرات پر کہتے ہیں کہ حضورؐ کو علم غیب تھا تو ان کی مراد اس "علم غیب" سے کیا ہے؟ اور کیا ذکر صراحت بودا تھے جو اتعہ بیان فرمایا ہے؟ اسے بطور دلیل اس ضمن میں پیش کیا جا سکتا ہے؟

### جواب :-

آپ نہ جانتے کس دنیا میں ہیں۔ حضورؐ کو عالم الغیب مانتے اور متوانے کی شیطنت تو عرصہ دراز سے جلوہ دکھا رہی ہے۔ جس طرح عیسائیوں نے مبالغہ کر کے حضرت عیسیےؑ کو خدا کا بیٹا بنایا اسی طرح پتیرے کچھ سنکر اور شامت زدہ مولیٰ مطاوی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں مبالغہ آرائیوں کو اسلام کا نام دیا اور ان مبالغہ آرائیوں کا ایک آئٹھ بھاٹپڑی سے بالل و فاسد اور عین مشتر کا نہ عقیدہ بھی ہے کہ حضورؐ عالم الغیب ہے۔ ہنقر اللہ ہزار بار خدا کی بناد۔ آپ لکھتے بھجوئے ہیں۔ الگ روچار دس پانچ غیب کی باتیں اللہ تعالیٰ نے کسی کو بتا دیں تو کیا اس سے یہ استدلال کیا جا سکتا ہے کہ شخص عالم الغیب ہے؟ یہ تو ہر مسلمان جانتا ہے کہ حضورؐ کو بے شمار ان ماںوں کا علم تھا جو دہروں کے لئے "غیب" کا درجہ رکھتی ہیں۔ حضورؐ نے اسی علم کے تحت متعدد پیشیوں کی ہیں جو درست ثابت ہوتیں۔ وہ اللہ کے خاص مندی تھے۔ آخری رسول تھے۔ افضل البشر تھے۔ انہیں حکمت و ضرورت کے تحت اللہ تعالیٰ نے کتنی بھی غیب کی باطل کا علم دیا تھا لیکن مگر ابھی تک بڑی اور سب سے قابل نظر یہ ہے کہ جو لوگ حضورؐ کے عالم الغیب ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں ان کا منشاء یہ ہوتا ہے کہ جس طرح اللہ سے اٹھی پچھلی کوئی چیز پوشتیدہ نہیں۔ اسی طرح حضورؐ سے بھی پوشتیدہ نہیں۔ اسے اصطلاحاً

موصوف کا خیال ہے کہ درگا ہوں پر جو چڑھاوے چندے اور نذر و نیاز وغیرہ کی آمدی ہوتی ہے اس سے مسلمان دینی مدارس قائم کریں۔

براءہ تھر بانی جواب دیجئے کہ کیا درگا ہوں کو آمدی کا ذریعہ بنایا جا سکتا ہے اور اس آمدی سے مسلمان بکوں کی تعلیم کے لئے مدارس قائم کیتی جا سکتے ہیں؟

### جواب :-

درگا ہوں پر نذر و نیاز اور چڑھاؤں کا تمام پیسہ ہمارے نزدیک مال حلال کے دائیے سے خارج ہے۔ بھی نہیں معلوم کہ قبروں کے مجاہروں اور سجادہ نشینوں کے حضور قریبیں پیش کرنا مادرگا ہوں کی گولوں میں نقدی ڈالنا قسم اُن یا حدیث کی تسلیم سے جائز اور حلال مصارف کی نہیں میں آسکتا ہے۔ اس کی مشابہت بتوں کی بارگاہ میں میش نئے ہوتے نذر اُنوں سے بالل واخض ہے اور قرون اولیٰ میں اسی کوئی نظر نہیں ملتی۔ امدادیے پیسے سے کوئی بھی کار خیر پھیل پھول نہیں سکتا۔ اور اگر فیضان ہر چیل پھول جائے تو یہ ایسا ہی ہو گا جیسے کچھ لوگوں کو سودا اور جو ہے کار و پیسہ ظاہر ہر اس آجائے ہے مگر انہم کا روح سخت تباہی اور عذاب سے روچار ہوتے ہیں۔ درگاہ کی آمدیوں سے جو دینی مدارسے قائم ہوں گے ان میں خیر و برکت کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ اچھا یہی ہے کہ نذر و نیاز کی تمام آمدی مجاہروں اور سجادوں کے پیٹ میں اُن ترقی رہے۔ جیسا مال ویسا ہی مصرف!

### حضرت کا علم غیب

#### سوال :- (ایضاً)

اسی تقریب میں ذکر صراحت موصوف نے فرمایا کہ یہی کیمی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ عدی بن حاتم کو ان کے اسلام قبول کرنے سے قبل یہ فرمایا تھا کہ عدی! تم یہ نہ سمجھنا کہ ہم مفلس اور غریب ہیں۔ وہ دن تریب ہے جب کہ قیصر و سرسی کا اقتدار اور مال و ذر مسلمانوں کے قبضہ میں ہو گا۔ چنانچہ ایسا ہوا بھی۔ یہ ایک مستقبل میں ہونے والی غیب کی بات

نہیں سے گی۔  
میلاد النبی

سوال ۶:- از۔ محمد عبد الحفیظ۔ حیدر آباد کن۔

جیدر آباد میں ۱۲ اور پچ منور کو ہر سال نالش میں ان رحمتہ العالمین طبے شاندار پیاسے پرمایا جاتا ہے اور حیدر آباد میں یہ علیسہ اپنی نویعت کا ایک واحد جلسہ صحاجاتا ہے اور ہر سال جیدر آباد کے باہر کی متاز خصیتوں کو بھی اس جلسہ کو طب کرنے کی سعادت حاصل ہوتی رہی ہے۔ اس سال لکھنؤ کے ایک شیعہ عالم کو اس پاک جلسہ کو مخاطب کرنے کی دعوت دی گئی ہے جس سے سملانوں میں ایک عاگلے چینی ہے کہ ایسے پاک جلسہ کو مخاطب کرنے کے لئے ہم سے اُن کے عقائد کے تعلق سے شاید اختلافات ہونے کے باوجود کیوں موقع دیا جائے ہے اور خود حضور رسالت تاب صلی اللہ علیہ وسلم سے تعلق سے ان کے عقائد انہیں اشمن ہیں اور کمال یہ کہ موضوع نے گذشتہ حرم الحرام میں حس کو بھی مشکل سے ۲ ماہ بھی نہیں ہوتے اپنی مجالس میں کھلے طور پر اہل سنت والجماعت کی کھلی دل آزاری کی ہے۔ اس کے باوجود ان کے خیالات سے استفادہ کرنا کہاں تک درست ہے؟

جواب ۶:-

اگر نہ مخبر تخلی متفقاً زیر مطالعہ رکھتے تو آپ پر مخفی نہ ہوتا کہ ہم تو سالانہ مجالس میلاد اور جلسہ ہائے سیرت کو بدعات کی فہرست میں رکھتے ہیں۔ ہم کیا رکھتے ہیں۔ قرآن و حدیث نے جو علم دیا ہے۔ اسلاف نے جو دراست اخلاق کو مستقل کر کے۔ ائمہ و فقہار نے جن اصول و بہائی اپنے اسلامی قوامیں کی دیواریں اٹھائی ہیں وہ سب کے سب بہل کہتے ہیں کہ سال بساں تاریخ معینی میں مذہبی نوع کی مجلس کرنا اور غیر مسلم قوموں کی طرح یوم پیاراں منابدعت ہے۔

جب ہم ان مجلسوں ہی کو بدعوت سمجھتے ہیں تو ہم سے یہ سوال کوئی معنی نہیں رکھتا کہ ان میں فلاں کو بلانا کیسا ہے اور کیسا نہیں۔

ماکان و مایکون کہتے ہیں۔ یعنی جو ہو جکا اور جو ہو رہا ہے اور جو ہو گا۔ ایسا علم سواتے خدا کے کسی کو نہیں اور جو لوگ حضور کے لئے ایسے جامع اور ہمسہ گر علم غیب کا عقیدہ رکھتے ہیں وہ باتفاق علماء مشرک ہیں۔ اگر وہ بلا بہرام اعلام نیہ اس عقیدے کا خلاہ رکھیں اور موت بھی ان کی اسی عقیدے سے پر آتے تو ان کی نماز جنازہ نہیں پڑھی جاتے کی کیونکہ وہ حکماتِ قرآنیہ کے منکر اور بکاؤ لگانے خواہ کی تو ہم صریح کے مرتبک ہیں۔ اسی کا نام مترکستہ۔

ڈاکٹر صاحب کی مراد یہ ہے یہ قوڑا کٹھا۔ ہی سے پوچھتے۔ جزوی علم غیب ہو اور ہوتے شک وہ حضور کو تھا۔ جزوی علم غیب تمقدار کی کی بیشی کے ساتھ ہیں اور آپ کو بھی ہے۔ ہم اور آپ عقل و قیاس اور اندازہ و خین سے سیکڑوں امور میں یہ فیصلہ کر لیتے ہیں کہ کل ایسا ہو گا۔ دو ماہ بعد ایسا ہو گا۔ ایک سال بعد ایسا ہو گا۔ جب چاہے یہ پیشین گوئی کر دیجئے کہ پرسوں سوچ اتنے بکراستے منٹ پر نکلے گا۔ ماہرین فتنے تو صد بساں بعد کے اوقات بھی منٹ اور سکنڈوں کی تعین کے ساتھ بتا دیتے ہیں۔ میکی پیشین گویاں آپ ریڈی ہو اور اخباروں میں دیکھتے ہی رہتے ہیں۔ فرق یہ ہے کہ انیماں کو اگر بعض غیب کی باتیں معلوم ہوئیں تو ان کا ذریعہ وحی یا الہام یا القاء تھا اور تم لوگوں کا ذریعہ علم الحساب، قیاس، منطق اور علم مہیئت وغیرہ ہے یہ فرق ذرائع کا فرق ہے۔ اصل واقعہ دونوں جگہ موجود ہے۔ یعنی غیب کا علم۔ جو واقعہ ابھی پیش نہیں آیا بلکہ پرسوں پیش آئے گا وہ فی الحال "غیب" ہی ہے۔ یہاں جزوی معنی میں ہم سب بفرق مراتب علم الغیب ہیں۔ تو کون احتی ہے جو اس کا انکار کر سکے کہ حضور مکر بعض غیوبات کا علم نہیں تھا لیکن اگر ڈاکٹر صاحب کا مشتمار یہ ہو کہ حضور اسی مفہوم میں علم الغیب تھے جس میں خدا عالم الغیب ہے اور ازل سے باہم کی ہر سے حصہ کے علم میں تھی تو یہ صریح مشرک، بدیلی جات قطعی حماقت اور یکسر کو رد مانگی ہے۔ اس سے قبہ کرنی چاہئے ورنہ موت اسی عقیدے پر آگئی توزعاب الہی سے کہیں پناہ

## دارالحرب کا مسئلہ

**سوال ۱:** - از۔ محمد خواجہ۔ ضلع سیدک (اندھر پور بیش) واضح طور پر دو لوگ اور جامع طور پر معلوم فرمائیے کہ دارالحرب کسے کہتے ہیں؟ دارالحرب کے رہنے والوں پر کیا ذمہ داریاں مزید عامد ہوتی ہیں؟ کون فرائض سے مشتمل ہوتے ہیں؟

متاظر حسن گیلانی "اپنی کتاب "اسلامی معاشریات" میں ہندوستان کو دارالحرب قرار دے کر سوداً غیر مسلموں سے لینے کا مشورہ دیتے ہیں؟ آیا ہندوستان کو موجودہ حالات میں دارالحرب کہا جاسکتا ہے یا نہیں؟

**جواب ۱:**

ابھی کچھ عرصہ ہوا مجلس تحقیقات شرعیہ نے بھی سے متعلق ایک فتویٰ شائع کیا تھا۔ پھر مولانا منظور نعمانی نے۔ — جو اس تعلیم میں بوقت بحث شرکیت تھے اسے رسائی میں ایک اداری لکھا جس سے صحیح یافتہ پتائیلاً کو مجلس نے الگ چھ لپٹ شائع شدہ فتوے میں "دارالحرب" کی بحث نہیں چھیڑی ہے بلکہ فتویٰ اسی اصطلاح کے پیش نظر میں یا گلے ہے۔ مدیر محلی — جسے بعض کمفرما چینک آتے تک کا خط لکھتے ہیں بھلا اس اہم مسئلہ میں خطوں، سوالوں اور مراسلوں کی بچھار سے کیوں حفظ رہتا۔ موافق، مختلف سب طرح کے خط آئے۔ پھر مدیر محلی اپنی معروف روشن کے خلاف اس بچھار کو خاموشی کے ساتھ سہبہ گیا تو کمفرما اور بھی جملائے اور شکوہ ختمیت کا دفتر کھول دیا۔ یہاں یہ حال تھا کہ دس بار قلم اٹھایا اور دس بار رکھا۔ مسئلہ کے تمام خفی و جعلی گوشے نظروں کے سامنے تھے۔ ہفت سا وقت کتب میں پر بھی صرف کیا جا چکا تھا مگر جس کیفیت کو مشرح صدر کہتے ہیں (اس کا دور دور پتہ نہ تھا۔ مشرح صدر کے بغیر کسی مسئلہ پر لکھنا زیادہ قابلِ لوگوں کے لئے آسان ہو تو ہو)، بناءً نے تو اسے اتنا انشوار حسوس کیا کہ خدا کی پشاہ۔ بس اسی لئے اجبار کے طبع، بدگمانیاں، شکوئے سمجھی کچھ پی جائے

## غیر مسلم کی ارتقی میں شرکت

**سوال ۲:**

ہمارے محل میں ایک ضعیف العمر غیر مسلم کی موت واقع ہو گئی۔ میں ان کی ارتقی اٹھنے سے جلنے تک شرکیت رہا۔ چونکہ میں بفضلِ تعالیٰ فرائض دین و دنیا کو حقیقت الامکان ادا کرنے کی کوشش کرتا ہوں اس نئے میرے دل میں خیال پیدا ہوا کہ میرا یہ فعل نہ جانے دائرة اسلام کے اندر ہے یا نہیں؟ براہ کرم آنکاہ فرمائیں۔

**جواب ۲:**

آپ کے فعل میں کوئی دینی قیامت نہیں۔ پڑوسی کا تو ویسے بھی بہت حق ہے۔ وہ کافر بھی ہو تو بتیرے حقوق اس کے آپ پر عائد ہوتے ہیں۔ اچھا کیا اگر آپ نے ارتقی میں شرکت فرمائی۔ ہم تو ہر مسلمان کو مشورہ دیتے ہیں کہ اگر اس کے پڑوس میں کچھ غیر مسلم رہتے ہیں تو ان سے حسن اخلاق میں کوتا ہی نہیں کر دی چاہئے۔ وہ بیمار ہوں تو انکی عیادت کرو۔ وہ ضرور تمدن ہوں تو ان کی مدد کرو۔ وہ مر جائیں تو ان کے نغم میں مشرک ہو۔ کسی بھی ایسے ملوک سے دریغ نہ کرو جو شر ماجاائز ہو۔ اسلام کا فروں سے نہیں کفر سے نفرت سکھانا ہے۔ ملکیوں کا نہیں مرض کا دشمن ہے۔ ملکیوں سے تو اسے ہمدردی ہے۔

آپ کا دوسرا سوال مساجد میں نمازِ خجہ کے بعد بلند آواز سے کلمہ وغیرہ پڑھنے۔ متعلق ہے۔ اسے نقلِ کذا طوالت کا باعث ہوتا۔ اصولی بات یہ ہے کہ مسجد میں جو عبادت جس طرح بزرگوں سے منقول اور قروں اولیٰ سے ثابت ہے، اسی طرح ہونی چاہیے۔ اس میں اضافہ بدعت ہے۔ جن لوگوں نے خجہ کے بعد زور سے درود وغیرہ پڑھنا نکالیا ہے وہ بدعت کا ظاہر تو خوبصورت ہوتا ہے مگر باطن سیاہ درود کی فضیلت بہت ہے مگر ٹھیک محل میں۔ نماز کی فضیلت کس قدر ہے مگر کیا آپ اس شخص تو چھاکیوں گے جو خجہ کے فرض بجائے دو کے چار پڑھنے لگے؟)

پڑے۔

بھی یہ جائز ہے کہ انگریزوں اور ہنروں سے سود اور جو کسے کے ذریعہ پسیہ حاصل کر لیں بشرطیک معاملہ فرقین کی رضامن میں سے طے پائے۔“  
مفتی دارالعلوم یہ بھی تصریح کرتے ہیں کہ مولانا گنگوہی صرف مصلحت کی بناء پر اس کا فتویٰ نہیں دیتے تھے ورنہ ان کا مسلک قطعاً یہی تھا۔  
اس کے بعد انھوں نے حضرت مولانا خلیل احمد (صاحب بذال المجهود) کے تصحیح شدہ قلمی شخے سے یہ عبارت نقل کی ہے کہ:-

”اہل کفار سے سود لینا خواہ ان کی نکلوں ہیں روپیہ داخل کر کے یا ان کو قرض دے کر ہندوستان میں طرفین رجہما اللہ کے نزدیک جائز ہے۔ پس جو روپیہ کو رمنٹ کو قرض دیا گیا اس کا سود گورمنٹ نے تو لینا جائز ہو گا۔“

آخر میں مفتی دارالعلوم نے مولانا گنگوہی کا جواہر صوفی فرمودہ ان کے رسائلے ”فیصلۃ الاعلام فی دارالحرب والاسلام“ سے نقل کیا ہے وہ بھی ملاحظہ ہے:-

”ہرگاہ کفار چنان سلطنت شد کہ احکامِ کفر ملے لا اعلان و ان غلبہ جاری کر دند و اہل اسلام آں قدر عاجزہ مغلوب شدن کہ احکامِ خود جاری کر دن نبی تو اند ورد کفر را کہ شیئن و حمار اسلام است قدر تند اند پس کہ ام درجه اسلام باقی است کہ آں را دارالاسلام لفظہ مشود بلکہ سلطنه و غلبہ بکمال کفار را مشد و دارِ حرب گشت۔۔۔۔۔“

لیکن جہاں کفار مسلط ہوں اور احکامِ کفر کو حکم کھلا جاری کریں اور اہل اسلام اس قدر عاجز و مغلوب ہوں کہ اپنے احکامِ نزدیکی کر سکتے ہوں اور جو کفار اسلام کیلئے وجہ شک و عار ہے اس کے رد پر قریب روت نہ رکھتے ہوں تو اسلام کا کیا درجہ باقی رہ گیا جو اس ملک کو دارالاسلام کہا جاتے۔ بلکہ یہ تو پوری طرح کفار کا سلطنت ہو گیا اور ملک دارالحرب بن گیا۔-

آج بھی شرح صادر نہیں ہے گویا تکلف بر طرف یوں سمجھ لیجئے کہ رقم الحروف تو آج بھی اس مسئلے میں جاہلوں کی صفت سے الگ نہیں لیکن کافی دونوں سے ایک استفاضہ اور فتویٰ افریقی سے آیا رکھا ہے اس کا داد العبر کرتے ہوئے جی چاہا کہ لطور ایک ناقل کھجور عرض ہی کر دے قسمی تو احباب کی نہ ہو گی مگر غزوہ و فکر کیلئے چند بینادی اشکے افھیں شاید مل جائیں۔

فتاویٰ جنوبی افریقی والوں نے دارالعلوم دیوبند سے پوچھا تھا۔ یہاں کے مفتی صاحب نے کافی تحقیق و تقصی کے بعد جو طویل جواب دیا اس کے بعض حصے آپ بھی ملاحظہ فرمائیں۔

مفتی صاحب نے ہندوستان ہی پر قیاس کر کے جمہور یہ افریقی میں کفار مسلمین کے درمیان سودی لین دین کا جواز عطا فرمایا ہے۔ دورانِ استدلال میں وہ مولانا حسین احمدؒ کے مکتوبات جلد اول صفحہ ۱۵۸ سے نقل کرتے ہیں:-

لا شک ان المهد دارالحرب دکونی شک نہیں کہ ہندوستان یقیناً دارالحرب ہے، پھر مولانا احمد فاقہم نانو تو یہی اور مولانا رشید احمد گنکو ہی کے نسخہ دو دات نقل فرماتے ہیں۔

مولانا نانو تو یہی کا ارشاد یہ ہے کہ:-

”اسلامی ملکوں کا رہنے والا کوئی بھی مسلمان جب ہندوستان آئے تو اس کے لئے جائز ہے کہ یہاں کے غیر مسلموں سے سود اور جو کے وہ تمام معاملات کرے جن میں دونوں فرق راضی ہوں اور کسی قسم کی ہمہ شکنی نہ ہوئی ہو۔ تیکن جو مسلمان ہندوستان ہی میں رہتے ہستے ہیں ان کے لئے اس کا جواز نہیں۔“

مولانا گنگوہی کا فصلہ یہ ہے کہ:-

”ہندوستان کے رہنے لئے دارالاسلام اور مسلمانوں پر یہی کہلے۔

## مسجد کے مکروں میں لیٹنا

**سوال:** از۔ احمد علی ریگ۔ لکھیم پور

لکھیم پور کی جامع مسجد کی عمارت دومنزدہ ہے اس لئے اس کے خلیل مکرے گرموں کے موسم میں ٹھنڈے رہتے ہیں۔ مغلیٰ کے پھولوگ مستقل دویر میں مسجد میں سونے کے لئے تشریف لے آتے ہیں اور یہ ان کا نام گموں ہے۔ بروئے شرع شریف اطہار خیال فرمائیے کہ ایسا درست ہے؟

**جواب:**

مسجد کے مکروں کامن و عن و حکم نہیں ہے جو مسجد کا بن حصوں کا ہے جن میں مولاً نماز ادا کی جاتی ہے۔ مسجد کے محن غیرہ میں مولاً سونا تو بعض حالتوں میں مکروہ اور بعض حالتوں میں ناجائز ہے۔ لیکن مسجد کے راستی مکرے تو ہوتے ہی اسلئے ہیں کہ ان میں لیٹا بھا جائے۔

اگر متذکرہ جامع مسجد کے مکروں میں بعض اہل محلہ کا لیٹنا کسی بھی متعلقہ فرد کے لئے وقت کا باعث نہیں ہوتا اور کوئی نشستہ و فساد بھی اس سے پیدا نہیں ہو رہا ہے تو اس عمل میں کوئی حرمت نہیں۔ مکرے جب ایسے زائد از ضرورت ہیں کہ متعدد اہل محلہ کو ان میں لیٹنے کی جگہ غالی مل جاتی ہے تو نماز سے غالی وقت میں دہان آرام نہ لینا آنکہ نہیں ہے۔

## سوال کچھ جواب کچھ

**سوال:** از۔ عبد الحمید قاسمی۔ ضلع مرشد آباد۔

دورِ حاضر میں آئے دن آنے والے مصائب سے دوچار ہو کر عوام کیا خواص تک بھی موجودہ حکمرات کی پالیسی "ضبط ولادت" سے تشقق ہوتے جا رہے ہیں۔

اسلامی نقطہ نظر سے اس کا حل کیا ہے؟ کیا روشن خیال کے اس دور میں ضبط ولادت کی کوئی بخوبی نکل سکتی ہے؟

**جواب:**

آپ نے اپنے خط میں یہ بھی لکھا ہے کہ ضبط ولادت کے موضوع پر مولا نامودودی، مفتی محمد شفیع اور مفتی محمد شمشتوت

اب ہم تو اپنے بارے میں عرض کرہی چکے کہ شرح صدر نہ ہونے کے باعث اس سلسلہ میں خود کو جاہل مطلق محسوس کر رہے ہیں لہذا تم سے پھرست پوچھتے۔ البتہ مولیٰ احمد صدر سے جو فضلہ تعالیٰ جمعیۃ علماء کو چلا رہے ہیں ذلک کے سوالات کو لیجئے۔ ان کا نام حضور صدیت سے اس لئے لیا کہ حضرت مولانا حسین احمد رحمۃ اللہ علیہ ان کے باپ تھے۔ جمعیۃ علماء کے صدر تھے۔ دارالعلوم کے استاذالاساند تھے۔ شیخ وقت تھے۔ آسودیاں انھی کی مستادر پیری سنبھالنے ہوئے ہیں۔ وہی اس کے زیادہ سخت ہیں کہ ہندوستان کے بلا ریب شک دارالحرب ہونے کا جو فضلہ مولانا حسین احمد تھے دیا تھا اس پر انہیاں راستے کر سکیں۔

سوالات درج ذیل ہیں:-

(۱) اگر مولا نا حسین احمد کا متفقہ ارشاد دو انگریز کا ارشاد ہے تو کیا موجودہ دور میں اس کا اطلاق ہیں ہوتا ہے؟

(۲) جس ملک میں بے شمار مسلمانوں کے قتل تک کی باضباط تحقیق نہ کی جائے اور قاتلوں کو نیزاں ملے اس پر دارالاہلہ کا اطلاق بجا ہو گایا بجا؟

(۳) گائے کشی کا ملک کا اکثر بیشتر مسلمانوں میں جرم ہونا یا بے شمار مسجدوں پر غیر مسلموں کا غصہ ہونا کیا اتر اس بحث پر ڈالتا ہے کہ ہندوستان دارالحرب ہے، یا نہیں؟

(۴) یہ کہاں تک درست ہے کہ جمعیۃ العلماء کا مقندر گروہ اپنے جماعتی خرچ کو جلانے کے لئے مال نرکوہ کے علاوہ کوئی منافع کو بھی پوری بے تکلفی کے ساتھ استعمال کرتا ہے؟

(۵) یہ کہاں تک درست ہے کہ کلکتہ وغیرہ کے "فساد" کے سلسلہ میں جو کثیر قم جمعیت نے قوم سے جمع کی تھی اس کا بہت طراحتہ اعیان جمعیت نے آپس میں اس دلیل سے بانتی ہے کہ ہندوستان دارالحرب ہے اور دارالحرب میں سب کچھ جائز ہے۔

یہ سوالات آپ مولیٰ آسودیاں سے کر دیجئے۔ توقع یہ ہے کہ وہ جواب نہیں دیں گے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

ہی عن المنکر لیں خاص حالات میں واجب ہوتا ہے نہ صرف عین بھی نہیں ہوتا ان کے دعوے کی کوئی دلیل ہم کے علم میں نہیں

بعمل کے پروگرام سے روندہ ہے ہیں۔ ہمارے نزدیک تو قرع محل اسنتا اور حالت کی تباہت کا عالمانہ تھکنہ ہوتے امر بالمعرفت درہ بھی عن المنکر دونوں جب ہیں۔ جہاں دونوں کی ضرورت ہو وہاں دونوں پر زور دیا جائیگا اور جہاں کسی ایک کی ضرورت ہوگی وہاں سی ایک پرسی وجہہ برکوں کی جائیگی۔ عام امن سے کروہ امر بالمعرفت ہر یا ہمی عن المنکر گو یاذی اہمیت کسی ایک کی بھی دوسرے کم نہیں۔ دونوں ہی امور نہیں۔ دونوں کو اہل ایمان کا فرضیہ شخصی قرار دیا جائے۔ ہمارے سیخیاں کی تصدیق قرآن سے کجا سکتی ہے مثلاً سورۃ اعرات میں حسنور کی بیشان بیان کی گئی ہے یا مرضحہ بالمعروف و فی الدین محسن معروف کا حکم دیا گئے یعنی ہم عن المثلک۔ اور منکرات سے روکتا ہے۔

سورۃ توبہ میں ہمین کا یہ وصف مذکور ہے:-

الَا امْرُ وَنِنْ بِالْمُعْرُوفِ | معرفت کا حکم کرنے والے اور قَالَ النّاسُ هُوَ عَنِ الْمُنْكَرِ | منکرات سے روکنے والے۔

سورۃ حجہ میں اہل ایمان کی یہ خصوصیت بیان ہوئی ہے کہ جب انہیں کسی غلطی ارض پر اقتدار حاصل ہوتا ہے تو امْرُ وَنِنْ بِالْمُعْرُوفِ وَ فِي الدِّينِ لوگوں کو معرفت کا حکم دیتے اور خوآهنِ الحسن۔ منکرات سے روکتے ہیں۔

سورۃلقن میں حضرت نہمان بھی اپنے بیٹے کو یہی تلقین کرتے ہیں:-

يَتَبَّعُنَّ أَقْرِبَ الْمُصْلُوْحَ | اب بیٹھنا ز فرم کرو معرفت وَ أَهْرَنْ بِالْمُعْرُوفِ وَ دَانْتَهُ | کا حکم دے اور منکرات سے لوگوں عنِ الْمُنْكَرِ | کو روک۔

یہ آیات محکمات اس کے سوا کیا بتاتی ہیں کہ امر بالمعرفت اور بھی عن المنکر دونوں کی ذاتی حیثیت یکساں ہے۔ دونوں ایک درجے کی چیزیں ہیں۔ فرق اگر ہو گا تو خارجی حالات کے تقاضوں اور ضرورتوں میں ہو گا اور اسی فرق کے تباہت یہ دونوں کم و بیش کے جاسکیں گے۔ ان کا ذرعن اور تساں اس کھٹایا بڑھا جائے گا۔ ان میں حکیما نہ تزییت فرم کی جائیگی اس سے یہ تیجہ اخذ کرنا مشکل نہیں کہ اصولی حکم دونوں کا یکساں ہے اور جو لوگ اضافی طور پر نہیں بلکہ اصولی اور اضافی طور پر یہ کہتے ہیں کہ امر بالمعرفت کر دو تو ٹھنک نہ کرو تو کوئی خرج نہیں وہ

اب علامہ موصوف کے اُن ارشادات کی طرف آتی ہے جو مولانا محمودی سے متعلق ہیں۔ یہ ارشادات مجلہ میں منتشر نہیں ہیں واصح نہیں۔ ایسے ارشادات پر نقد و نظر نہیں ہوا تا ج زمانہ تعقل کا ہے۔ آپ جہاں رہ رہے ہیں (انگلستان) وہ تو تعقل کا گھر ہے۔ آپ کے یہاں کے چھسلمان علامہ موصوف کے ارشادات سے مستفید ہوتے ہیں انہیں خود سوچا جائیتے کہ کسی بھی شخصیت کے بارے میں کوئی اچھا یا بُر افضلہ کرنے کے لئے کیا طریقہ کچھ بھی معمولیت رکھتا ہے کہ ایک مقرر صاحب ایک ہی ساتھ میں الزامات کی بارش کرتے چلے جائیں اور آپ انہیں وحی الہام کی طرح یہ سے لگائیں ہو لئے میں واصح نہیں اکاہیں، ان کے عقائد و نظریات یہی ہیں اور انہوں نے اب تک جو لکھا ہاں ہے اس کا ذرعن علم و فکر کے میزان میں کتنا ہے اس کا اندازہ کرنے کے لئے ان کی کتابیں دیکھنے اور خود اپنے خلائق وہم کے ذریعے صحیح تاریخ تک پہنچے۔

علامہ موصوف کے منقولہ ارشادات میں جتنے بھی الزامات کے شو شے نظر آ رہے ہیں ان میں سے کوئی ایسا نہیں جس کا شافی اور مدلل موقفل جواب نہ دیا جا چکا ہو۔ یہ جوابات نہ صرف رسالوں میں آچکے ہیں بلکہ کتابی جامہ بھی پہن چکے ہیں۔ اب اگر کچھ لوگ یہ طے کر لیں کہ جس شخص پر وہ ذرعن بزرع الزامات کی بوجھا رکور ہے ہیں اس کی طرف سے کسی بھی صفاتی کو نہیں سنیں گے بلکہ اپنے الزامات و اعتراضات کی جگہ ای کے جائیں گے تو ظاہر ہے کہ ان کی مشاں اُس ریکارڈ کی سی ہو گی جس پر سوچنا کادی گئی ہے اور وہ ہر شے سے بے پرواپی ارشاد لگاتے جا رہے ہے۔

ریکارڈ میں آپ یہ جملہ بھر دیں کہ زیدینے بکر کو قتل کر دیا، اب چاہے قتل کا واقعہ سے دفعہ ہی نہ ہوا ہو، اور بکر زدہ سلامت وہیں ہو گا جہاں یہ ریکارڈ بچ رہا ہے مگر ریکارڈ پر اس کا کوئی اثر نہ ہو گا اور وہ برابر بھو نکے

ضبط ولادت کے خلاف مجاز کوئی شرکاٹم کرے۔ کوئی حساب نظر یا تی بحث میں پھیلا دکھنایش۔ کوئی ضمروت نہیں کہ حکومت بیجا ری کو خواہ خواہ شرکایت کا موقع دیا جائے۔ جو کچھ وہ ”ضبط ولادت“ کے عنوان سے چاہتی ہے وہ ہمارے دیس میں کبھی نہیں ہوتا۔ حتیٰ کہ اگر وہ پروپرینڈسے اور تبلیغ و تلقین سے بڑھ کر قانون کا لرنڈ بھی اٹھاتے تو ان مصیتیوں اور پھکوئی طرح ڈنک اارنے والے مسلموں کا حل نہیں نکل سکتا۔ بھیں وہ ضبط ولادت کے ذریعے حل کرنا

چاہتی ہے۔ ان کا توبس ایک ہی حل ہے۔ انصاف رعایا کے ساتھ بے لگ بے میل بے ریب انصاف ظلم دغا تھبی و مذاقت سے دست برداری۔ غرور و نجاست سے توبہ۔ مکروہوں کی پشت پناہی اور طاقتیروں کی موت تحریر ای۔ رکنیلا کی قیامت صفری اور غل کی میں بنطاہر کوئی منطقی روپ نہیں۔ اور وہ کی حق تلفی سے زربہا دل کی قلبت باذمی التظہر میں کوئی جڑ نہیں کھاتی۔ لیکن ہم پار بار کہہ چکے ہیں اور برا بر ہے میں کے کہ ان سب حقائق میں فی الواقع ایک گھر ارط، ایک تکونی تعلق، ایک معنوی رشتہ ہے جسے دہی لوگ دیکھ اور تحسوس کر سکتے ہیں جن کی بصیرت پر ماڈ پرستی، جہالت اور کج فکری نے پر دے ہمیں دال دیتے ہیں۔ ضبط تولید کے ساتھ آئے توڑو۔ ساری دو این ٹالیوں میں ہمادو۔ لب آسنا کر وکہ جنماظم روز روشن میں بھی اور طھکے پچھے بھی ہو رہے ہیں ان سے توبہ کر کے تلافي ماقات پر صدق دلی کے ساتھ متوجہ ہو جاؤ پھر دکھوآ سماں سیسی باران رحمت بر سما کے۔ زمینیں کیسا ناج اٹھتی ہیں۔ پیچ دریچ مسائل کی زبردستی میں کس طرح مر جہا کرنے میں پر گرتی ہیں۔

بخارت تو خیر اسلامی ملکت ہے۔ بہترے اسلامی حاکم  
کھی ظلم و نفاق میں کسی سستی کچھے نہیں۔ تو عتمیں بدی ہوئی ہیں  
مگر حقیقت ظلم یہ افراط میں ہو جو دے۔ یہ ظلم کچھ عمومی ہے کہ دھوکے  
تو اسلام کا درج بخشن کافروں کے۔ زبان پر ظلمہ توحید اور فرمان  
 تمام کی تمام شکر و زندگی سے چھپی ہوئی۔ نام روحانیت کا

اسی لئے ایک صحابی نے کہا تھا کہ ہزار سال کی عصا و قیس  
بھی لاعینی ہیں اگر دل و دماغ ایمان بالقدر سے خالی ہیں۔  
لیکن ہم ضبط ولادت کی مخالفت اس لئے تحریک  
نہیں چاہتے کہ خلاف اکابر کے بال مقابل انسانی بوجسم  
بمحفل طوں کی یہ ٹک دو نہیں ایک لمحہ پھیل لٹھر  
آتی ہے جسے ہم بڑی دلچسپی سے دیکھ رہے ہیں۔ اچھا  
ہے آدمی یہ بھی کر کے دیکھتے مشیدت ہنس رہی ہے۔  
قدرت پرستی لگا رہی ہے۔

وہی میں کسی جگہ کے "سینٹر" پر ایک صاحب افسوس ہیں۔ اپنے بیوی کے دلچسپ قدر مدرسہ لیجاتے۔ ان کے ایک دوست نے ہمیں بتایا کہ سن۔۔۔ میں اس سینٹر میں سات مردوں نے اپنے آپ کو خصی کرایا۔ ۔۔۔ مگر اپورٹ گئی سات سوکی۔ خصی کرنا تین کام معاوضہ سس روپے مقرر ہے۔ محض سات کا ہند سر اور پرچاٹا و معاوضہ کے خانے میں فقط ستر روپے رکھ ہوتے ہیں۔ سو کا گیا تو سات ہزار ہاتھ لکے اور بہتلوں کا

بلا سووا۔  
یہ ایک چاول ہے اُس دیگ کا جسے آپ ملکیل لفظوں  
س، انتظامیہ (اور علمی) اصطلاح میں سماج کہہ سکتے ہیں۔  
یہ پورا لقین اور اطمینان ہے کہ ہماری حکومت الگ قبیلہ والوں  
دواؤں اور آلوں پر۔ ازروٹے حساب دس لاطر  
پیر صرف کرے گی تو۔ ازروٹے عمل صرف نہ چھپنے  
یا ہزار کا ہو گا۔ دس ہزار بھی مبالغہ ہی کہہ لیجئے یعنی  
مع پر تو تساں بیک اور سوکا مشکل سے ہوتا ہے۔  
رسے شہر میں ایک راج بہا ہے۔ ابھی اس کے ایک  
کے دونوں پہلوں میں چند گزر کی لمبائی تک دو طرف  
ہٹائے گئے ہیں۔ معلوم ہوا کہ منتظر ہی تو ہر دو طرف  
لکھ سندھ کی مکر عملاً خرج ہوئے پائی گئے۔ اب  
ہر اوس طرف آپ نکال دیں۔

- یات بھی اور غیر متعلق ہوگئی۔ جمل مسئلہ غدر بود  
- کبھی بھی چاہتے ہیں کہ کم سے کم ہمارے ملاں میں

شامل ہوتی ہیں اور آمات کی تلاوت عبادت ہی ہے لہذا یہ روشن درست ہے کہ وقت منسوب میں خطبہ نہ پڑھا جائے اور وقت غیر منسوب کا انتظار کر لیا جائے۔

## تصویر والے سامان کی تجارت

**سوال ۱۱:- (الیضا)**

تجارتی سامان میں مثلاً چڑپوں اور مراد آبادی سامان کی اکثر اشتمام پر جاندار وغیر جاندار چڑپوں کی تصاویر ہوتی ہیں ایسے سامان کی تجارت ایک مسلمان نے لئے جائز ہے کہ نہیں؟ جبکہ غیر تصاویر والے سامان کے ساتھ یہ سامان بھی ہوتے ہیں۔

**جواب ۱۱:-**

اگر سارا باہشت سامان تصاویر سے سزا ہو تو یہ تجارت سخت مکروہ ہو گی۔ اور اگر لکھ حصہ ایسا ہو تو من حيث المجموع کا روما رجائز کر لائے گا۔

ویسے یہ حکم محض اُن تصاویر وں تک ہے جن میں جنسی تحریک کا زہر نہیں ہوتا۔ جو اسفل جذبات کو نہیں انجمازیں صیاد مراد آبادی بر تنوں پر کہیں چڑپوں پر کہیں ہر وغیرہ کے نقش بنادیتے ہیں۔ اگر تصویر محش یا یہم محش ہے تو اس سے بر تن کی خرید و فروخت گناہ ہو گی۔ نیز تعصی ظروف پورے کے پورے کسی جاندار کی شکل میں بنائے جاتے ہیں، مثلاً ایش ٹرے یا گل ان یا پسرویٹ بھی کبھی سارے بھی کسی اور پرندہ کبھی عورت یا مرد کی شکل کے بنائے جاتے ہیں۔ ان کی خرید و فروخت ہر حالت میں گناہ ہے۔

**چٹ فنڈ**

**سوال ۱۲:- (الیضا)**

ہماری طرف عام طور پر دو قسم کے چٹ فنڈ کارواج ہے۔ ایک تو یہ کچھ افراد روزانہ مہفتہ اور یا ماہوار قسطوں پر رقومات ایک جگہ جمع کرتے ہیں اور قرعہ دالکر حس کے نام قرعہ (جسے ہم چھی کہتے ہیں) نکلتا ہے پوری رقم اسکو دیدیتے ہیں اور وہ چھی سے لی ہوئی پوری رقم جمع ہونے تک برابر

اور ایمان مادیت پر۔ تلاوت قرآن کی اور شراب، سود اور زنا میں مشیش۔ کوئی ٹھکانہ نہیں اس بے جیانی اور بے غیرتی کا کہ عین اسلامی ملکوں کے سالانہ گوشواروں میں صرف غیر ملکی شراب کی درآمدلا ملکوں روپے کی درج ہو۔ عین بازار میں جنوط رقص و سرود کے ہوں اور قلب کھلے ہوئے ہوں۔ سودی قرضے فخریہ اور علائیہ لئے دیتے چاہیے ہوں۔ سب اس نتیجے کے لئے بہت کافی ہے کہ عرب ممالک اسرائیل کے ہاتھوں ذلیل ہوں اور پاکستان کشیر کے معاملہ میں منصب کی ہوئے۔ وہ تو کہتے کہ اسلام کا دیا ہوا عقیدہ جہاد پاکستان کو بچائے گیا اور نہ اسی درگت بنی کشمیر کا وظیفہ منشوائے کشیر کا تھا تک زبان پر لانے سے تو یہ چھپ لیتے۔ کیا دستیگیری کی تو یہاں بھی اسی اسلام نے جس کو تختہ منشو بنا ادا ہیڑنا، مسلنا اور خندہ اس تھرا کا ہدف بنا اما اسلامی شہزادوں نے اور ہنابھجنونا بنا رکھا ہے۔ باقی حدی ادب!

ذکر حب پھر طگیا قیامت کا  
بات پہنچی تری جوانی تک

## زوال کے وقت نکاح

**سوال ۱۳:- از۔ محمد عبد الستار۔ وجہ وقارہ۔**

ہمارے شہر و جو وقارہ میں عام طور پر نکاح صبح ۱۰ صبح کے بعد ہوتے ہیں اور کبھی بھی دیر ہو کر بارہ بجے کا عمل بھی ہو جاتا ہے۔ ایسے وقت اکثر نکاح خواں حضرات خطبہ نکاح نہیں پڑھتے اور کہتے ہیں کہ بارہ بجے زوال کا وقت ہے اس وقت نکاح کا خطبہ پڑھنا منسوب ہے اس لئے پانچ دس منٹ تک کہ انتظار کرایا جا کر اس کے بعد خطبہ پڑھا جاتا ہے۔ کیا ایسا کرنا شرعاً معتبر حقہ کی رو سے صحیح ہے؟ اور اس زوال کی کیا حقیقت ہے؟

**جواب ۱۳:-**

آفتاب کے طلوع و غروب اور نصف النہار کے وقت عبادت کو اسلام نے منع کیا ہے تاکہ آنس پر تنوں سے مغلات نہ پیدا ہو۔ اب چونکہ خطبہ نکاح میں یا ت قرآنیہ

دینا ہو گا۔ یہ دیکھنا خود ستر کار کا کام ہے کہ واقعۃ نقش  
پہنچا ہے یا نہیں۔

آپ کے امام صاحب اگر متذکرہ دوسرے طریقہ کو جائز  
کہکر اس کے ظلم بنے ہوئے ہیں تو انہیں امامتے الگ  
یکجھے۔ یہ ہڑا ج دینا (ام) کا طریقہ جو سے ملوہ ہے۔ اس  
میں بعض کا نقشان اور بعض کا نقش بغیر کسی تحرارت کے ہو رہا  
ہے۔ اس طریقہ میں بعض وحدہ اور منافرتوں کو پورا نہیں والے  
وہ اجزہ اضافہ نظر آ رہے ہیں جن کی وجہ سے اللہ نے جوے  
کو حرم فسرا دیا۔

### نور محمدی کا قصہ

**سوال** ۔ اے۔ محمد عبد الرحمن۔ ورنگل (آنندھرا پردیش)  
آپنے متی لعلہ کی "تجلی کی داک" میں "نور محمدی  
وغیرہ" کے عنوان کے تحت حافظ علی خان چنار والپنڈی  
کے سوال کا جواب دیتے ہوئے لکھا ہے:-

..... یہ امور قابل اطمینان زدائی سے ثابت نہیں  
ہیں کہ حضور کے نور کو حضرت آدمؑ کی پشت پر رکھا گیا ہو  
اور پھر نیتیں منتقل ہوتا ہو اور میرے پیغمبر وہیں نہیں ہو۔  
اگر انہیں مان ہی لیا جائے تو کچھ حرج نہیں۔ خدا جس طرح  
چاہیے اپنا نظام چلا کر لیکن یہیں غیر موسما نہیں کہ حضرت  
نوح اور حضرت ابراہیمؑ وغیرہ کو سلامتی اسی نوری کی وجہ  
سے میراثی تھی۔

"تکین الفواد بذکر عید المیاد" مصنفہ مولانا شاہ  
محمد حبیب تلندری میں لکھا ہے کہ "جب حضور سرور عالم صلیم  
غدوہ تینوں سے واپس تشریف لائے تو مسجد میں دورعت  
نمایا تھا کہ میٹھے اس وقت حضرت عباس رضی اللہ عنہ  
نے اس مجمع میں وہ اشعار پڑھے جن میں محلابیان مولود  
مشروع سے ہمور پیدائش تک تھا۔

کتاب میں روایت کا خالہ نہیں ہے۔ اب یہ  
آپ ہی پہنچ رہا سن سکتے ہیں کہ ان اشعار کا ذکر صحاح متن  
یا حدیث کی دہمی کتابوں میں ہے یا نہیں۔ اگر ہے تو

قطعہ دار سب کے ساتھ اپنی رقم جمع کرتے رہتے ہے۔ اس دوران  
میں باری باری سے جن جن افراد کے نام (جی دفعہ) نکلتی ہے وہ  
رقمات حامل گرتے رہتے ہیں۔

اور دوسرا طریقہ چٹ فنڈ کا ہے کہ رقومات تو  
مندرجہ بالاحوال ہی پر جمع ہوتے ہیں مگر باری باری سے  
لوگوں کے حامل کرنے کا طریقہ یہ ہوتا ہے کہ جمع شدہ رقم  
پر ہڑا ج ہوتا ہے۔ معمروں میں سے جو صاحب فریادہ ہوئی  
پوئیتے ہیں بولی کی رقم وضع کر کے لبقی رقم ان کے حوالے  
کر دی جاتی ہے اور بولی کی وضع کر دہ رقم تمام معمروں میں تقسیم  
کر دی جاتی ہے۔

زید اور اکثر حضرات کا کہنا یہ ہے کہ پہلا طریقہ حفظ  
فنڈ کا توجہ نہیں کیونکہ اس میں کسی کا حق ملٹ ہیں ہوتا اسپ  
کی رقم سب کو رابرمل جاتی ہے اور اس کے شب تھقاں رکھنے  
کی وجہ سے کسی کو بھی ترجمج نہ دی جا کر قریب کے ذریعہ رقم  
تقسیم کی جاتی ہے۔ اور چٹ فنڈ کا یہ دوسرا طریقہ صریح  
تمار اور جواہ کی تعریف میں آتا ہے سہارے محلہ کی مسجد کے  
پیش امام چندا اس دوسرے طریقہ کو نہ صرف جائز فسرا  
دیتے ہیں بلکہ اس پر خود عالم نیز خود اس قسم کے چٹ فنڈ  
کے فنظم ہیں۔ اس کی وجہ سے اکثر مصلییاں مسجد کو ان پر  
سوت اعراض ہے۔ امداد اوضاع فرمایا جائے کہ زید اور  
پیش امام صاحب میں سے کوئی صاحب حق پر ہیں اور کون  
ناحق پر اور محلہ بالادرنوں طریقوں میں سے کوئی صاحب  
وار کو نہ سنا جائے ہے؟

**جواب** :-  
چٹ فنڈ کا قصہ بڑا خراب ہے۔ اس کی طرح طرح کی  
تکلیف بنائی گئی ہیں بعض صریحًا جوے کی قیل سے ہیں۔ بعض  
سے جوے کی حقیقت دی ہوئی ہے مگر ہے۔ بعض میں نگاہ  
رسے بھی جو انتہیں آتا۔

جو بھی شکل جلی یا خنی قمار سے ملوث ہو وہ بہرے حال  
ہے۔ اگر آپ کے یہاں ایسی کوئی خکل اختیار کی گئی ہے  
ن میں کسی مہر کو کوئی نقشان نہیں پہنچا تو اسے درجہ جواز

جب حضور کی طرف جھوٹے انتساب سے لوگ نہیں چوکے تو یہ کیا  
مشتعل تھا کہ کسی صحابی کی طرف جھوٹا انتساب کریں۔  
حضرت عباسؓ کے منقول اشعار پر کوئی اعتماد نہیں کیا  
جاسکتا اب تک تک کہ قوی روایت کے ذریعہ اس انتساب  
کی صحت محقق نہ ہو۔ والہ سامنے ہوتا تو دیکھا جاتا کہ کس  
راویوں سے اشعار روایت ہوئے ہیں۔ والہ بھی نہیں تو  
اعتماد کا کیا سوال۔ صحاح سنت میں تو ان کا ہونا کوئی معنی بھی  
نہیں رکھتا۔ عامہ رسول کتب میں بھی ہمیں ان کا وجود تھا  
نہیں۔

پھر یہ اصولی نکتہ یاد رکھیے کہ شعرو شاعری ہرگز کسی  
عقیدے پر علم و حی کا مأخذ دینی نہیں بن سکتی۔ شعر کی اثراور فنی  
مسئلہ ہے مگر پھر بھی کسی پیغمبر کو اللہ نے شاعر نہیں بنایا بلکہ قرآن  
میں صاف صاف فرمادیا کہ شاعری رسول کے شایان شان  
نہیں ہے اور شاعر تو تخلیات کی دادیوں میں آوارہ گردی  
کرتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ شاعری علم العقائد اور علم  
الوحی سے فرو تو تحریر ہے۔ وہ حقائی اور عقائد صحیح ہم آہنگ  
ہو تو اس کی حسینی تی جائے گی لیکن خود اس کی حقیقت یا عقیدہ  
کا سرچشہ کبھی نہیں ناجائز ہے۔

پھر حضرت عباسؓ کے منقول اشعار میں وہ مفہومیں  
ہرگز موجود نہیں جن کا ہم نے رد کیا ہے۔ اس میں شاعرانہ  
اسلوب میں یہ کہا گیا ہے کہ آپ ایک صلب سے دوسرا سے  
صلب میں مشغل ہوتے رہے اور جو کہ آپ حضرت ابراہیمؑ  
کے صلب میں بھی موجود تھے اس نے آگ اپنی کیسے جلاتی  
تیزیہ کیا گیا ہے کہ آپ جب پیدا ہوئے تو زمین چکنے کی  
اور آپ کے لیزر سے افق روشن ہو گیا۔

کے نہیں علم کو ترتیقی تصریح کے مطابق زمین و  
آسمان کا نور تو اللہ تعالیٰ ہے نہ کہ کوئی مخلوق (اللہ) نور  
السمواتِ والارض، حضور کو اگر اللہ نے نور کہا ہے  
تو فقط اس معنی میں کہ آپے دنیا کو مکمل اسلام دیا جو فور ہی  
نور ہے۔ ہدایت ہی ہا یہ ہے۔ اور جب کوئی شاعر

اُن اشعار کے متعلق آپ کا کیا خیال ہے جب کہ ان اشعار  
میں بھی وہی تھیں ہے جو آپ کے نزدیک غیر مدنی ہے۔  
معاملہ کی اہمیت یوں بھی ہے کہ یہ اشعار کسی اور کے  
نہیں حضور اکرم صلم کے خاص چاہیے حضرت عباسؓ رضی اللہ  
 عنہ کے ہیں اور خود حضور نے اپنے مبارک کا لذن سے انکو  
ساعت فریا ہے۔ نہ آپ نے ہی حضرت عباسؓ کو ان  
میں سے کسی شحر پر ڈکا اور نہ صحابہ کرامؓ کو ان کے نزدیک ہی  
یہ قابلِ اعتراض ہے۔

یوں بھی یہ تھیں مسلمانوں میں عام ہے کہ حضرت آدمؑ  
حضرت فوجؓ اور حضرت ابراہیمؑ علیہم السلام کی صیتوں  
میں حضور اکرمؑ کے نام پاک کا توسل کام ہیا۔ چنانچہ ایسے  
اشعار بھی پڑھنے اور سنتے میں آتے ہیں۔

کشتنی نوحؓ میں نار نکرود میں بطن ماہی میں یونس کی فرباد میں  
آپ کا نام نایا اے صلی علی ہر جلکہ ہر صیبت میں کام الی  
کیا یہ بھی غیر مدنی تھیں ہے؟

مزید دلیل کے اشعار کے متعلق آپ کا کیا فیان ہے؟  
حضرت عبد سلفت و اشرف آدم تو ہے

لوجب خلقوت ایجاد دو عالم تو ہے  
شعاع قدیل سر عرش معظم تو ہے

گوئو خر ہے گرسب سے مقدم تو ہے  
نور تو اول و آخر نہ پور آمدہ

لعنی دیر آمدی و ازدہ دور آمدہ  
(از تسلیم الغواد)

### جو ایسا :-

آپ کے منقول عربی اشعار اسبب طوالت حذف کر دیئے گئے۔  
یاد رکھیے کوئی اہم عقیدہ جس کا متعلق اصول و مبانی سے ہو پکے  
پکے دلائل سے ثابت نہیں ہوا کرتا اور امیر غیب کی خبریں بھی  
مستند مأخذ چاہتی ہیں۔ میلاد کی کتابوں میں اکثر مشترک جو وہی  
روایتیں اور لایعنی کہاںیں جمع کر دی گئی ہیں ان کا کوئی مقام  
دین میں نہیں۔ لوگوں نے بے شمار حدیثیں مٹھیں۔ حدیث حضرت  
کام علطبے، سید الابرار صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف جھوٹا انتساب

پاتے چلے گئے۔ قبولیت عوام کوئی چیز نہیں۔ اصل کسوئی ہیں  
قتراں و سنت۔ ان پر گھس کر دیکھو۔ جو طریقہ ترے لے لو۔  
جو کھوٹا اُم ترے روکر دو۔

بعد میں جو اردو اشعار آپ نے نقل کئے ان کی دادِ ہم سے  
جتنی جاہے نہ لیجھے۔ لیکن جہاں تک ٹھوں حقائق کا سوال  
ہے حضرت فوج اور حضرت ابراہیم اور حضرت یوسف علیہ السلام  
کا مصیتوں میں پڑنا اور نکل آنا ہرگز کوئی واسطہ حضور صلی اللہ  
علیہ وسلم کے نام نامی یا زادت کرامی سے نہیں رکھتا۔ وہ سب  
اللہ کی حکمت تکوئی بھی کے تحت ہوا۔ اور محمد می کو علت یا واسطہ  
بناتے بغیر ہوا جو تم کے مضمایں مقولہ اشعار میں پائے جا  
سچے ہیں یہ تو دراصل ہماری عقیدت ہوں کے میں شاعرانہ ظاہر  
ہیں۔ ہمارے خدا بڑھتے محبت کی صدائے بازگشت ہیں۔ ان کو  
یا ان کے کسی جزو کو کوئی سنجیدہ اور ٹھوں فہرہ دینے کیلئے قرآن  
کی آیت یا حدیث صحیحہ جاہیئے ورنہ ان کا کوئی مقام دین ہیں  
نہیں۔

ہاں حضور کا خرا'د 'سرورِ آدم' تمام مخلوق سے اشرف  
و عظیم ہونا سنجیدہ مضمون ہے جو قرآن و سنت سے ثابت ہے

حقیقت یہ ہے کہ غیر مسلم اقوام کی محبت نے خداوندوں  
میں اپنے بزرگوں کے لئے مبالغہ اور اپنی کاشوق ہاک کر دیا ہے۔  
وہ بھی شعوری، کبھی نیم شعوری اور بھی لاشعوری طور پر فکر و  
خیال کی اُسی سطح پر آکر حضور کی اور اولیاء اللہ کی ملجم و شنا  
کرتے ہیں جس سطح پر اُنکے لپنے دیوی دلتوں کی اور  
عیسائی حضرت عیسیٰ کی اور یہودی حضرت عزیزی کی شان  
میں دون کی ہاتکتے ہیں۔ حد ہے کہ آپ کی آنکھوں کے سامنے  
مسلمانوں ہی کا ایک فرق موجود ہے جو دن کی روشنی میں پھر ٹو  
کی پوری قوت کے ساتھ یہ جاہانہ اور عقل دشمن را لاتا  
ہے کہ رسول اللہ عالم الغیب ہیں حاضر و ناظر ہیں اور جو انہیں  
بشرط ہتھیں وہ دہا بی ہے۔

اب دیکھیجئے کہ ایسے باطل، ایسے خلاف قرآن، ایسے  
مشترکانہ راگ کے لئے بھی کوتاہ فہم لوگ آئینیں وہ حذشیں

حضور کے نور کو زمین کا اجالا کہتا ہے تو یہ ایک لیے ہی تشبیہ یہ تو  
ہے جیسے محبوب کے چہرے کو چاند سے اور زلفوں کو راستے تشبیہ  
دی جاتی ہے۔

درائیئن۔ شاعر کہتا ہے:-

صحیح محسوس اخ نبودی شد نماز من قضا

مسجدہ کے باشدروں اچوں فتاب یہ درود

دلے محبوب بمحبب تو علی الصبلح میرے سامنے

آیا تو میری نماز فخر قضا ہو گئی کیونکہ جب سورج طلوع  
ہو جاتے تو سجدہ کب جائز ہتا ہے)

یعنی یہاں تو بجا ہے چاند کے محبوب کو سورج ہی بنا

دیا گیا۔ ظاہر ہے کہ جو بھی صاحب ذوق اس شعر کو سئے گا داد

دے سکا۔ شاعر کی جدید طبع کو سرا ہے گا۔ لیکن اس داد دینے

اور سرا ہے کا مطلب یہ تو نہیں کہ وہ شاعر کے محبوب کو کسی بھی

درجے میں سورج اتنے لے گا۔

غور کیجئے۔ اگر حضرت ابراہیم کے آتش نبود میں نہ جلنے

کی علت وہی نور محمدی ہو جوان کی پشت میں منتقل ہو کر آیا ہے

تو یہی نور اُن رفع الشان نبیوں کے معاملہ میں علت کیوں

نہ ہے اچھی طرح طرح کی اذیتوں سے گذرنا پڑا۔ جن پر مصائب

کے بہار ٹوٹے۔ جو حلاڑے لے گئے۔ آروں سے چیر دیئے گئے

جن شی داڑھیاں ہٹنگی گئیں۔ انبیاء کے اجما پر پر نیوالی افدادوں

کا اثر اگر واقعہ اُس نور محمدی پر بھی پڑتا ہے جو صلب میں

منتقل ہو کر آیا ہے تو ما نشان چاہیے کہ تمام ظالوم انبیاء کیسا تھہ

نور محمدی بھی دروکرب اور اذیتوں کا انشانہ بنتا رہا ہے۔ اور

اگر انبیاء کے اجما پر گذرنے والے وادت کا اثر نور محمدی

پر نہیں پڑتا تو حضرت ابراہیم کے جل جانے سے اس نور کو

کیا نقصان پہنچتا!

تخلیقات اُم کو چھوڑئے۔ غلط روایتوں کی اشاعت

اور ناصاف تصورات کی ترویج کرنی تازہ حادثہ تو نہیں۔ یہ تو

عوسمہ دراں سے بالغ پسند اور کوتاہ ہم داعظوں اور عالموں کا

شیوه رہا ہے اہذا ایسے ہی خیالات و عقائد عوام میں قبولیت

## جواب :-

ہر قول اپنے سیاق و سباق اور پیغام پر نظر میں ایک معنی درست ہے معلوم نہیں علم ہم صوف نے امر بالمعروف اور نبھی عن المنکر و الی بات سچ سے کس سیاق و سباق میں خواہی لہذا ہم کیسے جانیں کہ ان کا ٹھیک ٹھیک مافی الفضیر کیا تھا۔

مجرم نقول فتووں پر ہمارا تبصرہ یہ ہے کہ امر بالمعروف اور نبھی عن المنکر اپنی معنوی حقیقت کے اعتبار سے دو جدید اکاذب چیزیں نہیں بلکہ ایک ہی شکے درپر اور ایک ہی تھویر کے دو سڑخ ہیں۔ جلوگ اللہ کے دین سے قلبی تعلق رکھتے ہیں، جو تہذیب دل سے اللہ کو فرمان رو اور شہنشاہ مانتے ہیں، جن کے اندر اعلاف کلمۃ الحق کی طرف اور خدا کے دین کو دوسرا نہیں باطل دنیوں پر غالب کرنے کی لئے اور انہاں کے ان کے لئے تو امر بالمعروف اور نبھی عن المنکر دونوں کی شیش بیکار اور دنیوں کی ضرورت شدید ہی ہوگی۔ وہ جہاں اس بات سے دکھ محسوس کریں مگر کہ اللہ نے جن کا مون کو گئے کی ہدایت کی ہے ابھی نہیں کیا جا رہا ہے وہیں وہ اس آت سے بھی دکھ محسوس کریں گے کہ جن کا مون کو اللہ تعالیٰ منع کرتا ہے وہی عمل میں لائے جا رہے ہیں۔

اور دکھ محسوس کرنے کی صورت میں قادر تی طور پر آدمی اسے دور کرنے کی ممکنہ کوشش کرتا ہے۔ لہذا خدا کا سچا بندہ اور دین کا سچا شیدائی و فقیری اصطلاحات سے بنے نیاز ہر کو آپ ہر ممکن کوشش کرے گا اک معروف نات کو شیع ہوا وہ مکمل ختم ہو جائیں۔ اسے ان باریکوں میں پڑنے کی ضرورت نہ ہوگی لکھ لئی کوشش پر واجب کی اصطلاح چیل ہوتی ہے اور کب وہی چیز فرض کیا جائے یا فرض عین بن جاتی ہے۔ دُھکہ درد کے مدارے کی سچی فطرت انسانی میں داخل ہے۔ الگوئی شخص اصطلاحات کی آڑ لیکر امر بالمعروف اور نبھی عن المنکر کے معاملے میں تسابل اور لا پردازی سے کام لیتا ہے تو چاہے وہ ظاہر میں لکھا ہی بڑا صوفی شیخ یا عالم و فقیر یا مفکر ہو یا کسی حقیقت اس کے سوا کچھ نہ ہوگی کہ اس کے دل میں درد ہی نہ ہو گا۔ اسے دُھکہ نہ ہو گا کہ لوگ دین حق کی پاکیزہ قدر ہوں کوبے عملی اور

حکم کر لائے ہیں تو بھلا دہرے من گھرست عقیدوں کے لئے کچی پیچی روانیں اور اسحاق لانے میں انھیں کیا تماں ہو گا۔ ان کے چکر سے کچے درند ماغ گلے سڑ بخفاہ کا جو جب ہے جائے گا اور جرنے کے بعد وہ درگت بنتے گی کہ خدا اپنی پنله۔

## مولانا مودودی

**سوال** :- از اقبال اعجاز۔ مِنْكُمْ (انگلیزی)

پاکستان سے ہمارے ایک کم فرمایہ فنیز علامہ خالد محمود صاحب فاضل دیوبند ہمارے شہر میں بطور خطیب تشریف لائے ہیں۔ (اس شہر میں تقریباً پیس ہزار صرف پاکستانی مسلمان ہیں۔ علامہ صاحب فرماتے ہیں کہ امر بالمعروف اگر کرد تو ٹھیک ورنہ کوئی حرج نہیں لیکن ہبھی عن المنکر صرف چھ خاص حالات میں ہیں واجب ہی ہوتا ہے۔ ہر مکلف کے لئے واجب۔ فرض کفایہ یا ارض کسی صورت میں نہیں۔ علاوہ از اس یہ بھی فرماتے ہیں کہ مولانا مودودی کو گمراہ جھتنا ہوں کیونکہ وہ ابیام علیہم السلام اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر تحقیر کرتے ہیں۔ کچھ احادیث اور سلف کے خلاف بھی فرماتے ہیں۔ تفہیم القرآن یا ان کا دوسرا طبع اس قابل نہیں کو اسے پڑھاڑھایا جائے کیونکہ اُن میں بہت ساری عفتائد اور نظریات کے لحاظ سے غلطیاں ہیں وغیرہم۔ اُن کے اس طبع عمل نے یہاں کچھ انتشار کی سی صورت پیدا کر دی ہے جبکہ اس کی کچھ تحریک ہنسنے والے لوگ دست و گرباں ہوتے ہیں تو دوسرے دین اور دینہاروں سے بذلن، یکونکہ یہاں تو پہلے ہی بے رأس روحی کا دور دورہ ہے۔ اس کے علاوہ علامہ صاحب بیہقی فرماتے ہیں کہ مودودی صاحب کی جماعت میں کچھ علماء بھی ہیں لیکن وہ صرف یا سی حلزون نظریات کے لحاظ سے ہر دین اُن کا ساختہ دیتے ہیں عقائد و نظریات کے لحاظ سے کوئی بھی مستذر عالم دین ان سے شفقت نہیں۔ براہ کم ان چند سطور کو بھی کی اشتبہ اشاعت میں جگہ دے کر سیر خالص بحث نہ رائیں تاکہ بہت سارے پریشان اذہان کو طمایر مل سکے۔ اللہ آپ کو اس کا اجر دے۔

ہنی عن المنکر بس خاص حالات میں وہ جب ہوتا ہے فرض  
عین بھی نہیں ہوتا ان کے دعوے کی کوئی دلیل ہمکے علم میں نہیں

بعلی کے مروں سے روشن ہے ہیں۔ ہمارے نزدیک اور قبح محل استھان اور  
حالات کی تباہی کا عادل سمجھتے ہوئے امر بالمعروف وہ نہیں عن المنکر  
دونوں جسمیں۔ جہاں دونوں کی ضرورت ہو وہاں دونوں پر زور داجا رکھا  
اور جہاں کی ایک کی ضرورت ہو گی وہاں کی ایک پرسی وجہ درکوزی  
جاہیگی۔ عالم اس سے کروہ امر بالمعروف ہو یا نہیں عن المنکر۔ گویا ذاتی تہیت  
کسی ایک کی بھی درستے کم نہیں۔ دونوں ہی مامور ہیں۔ دونوں کو  
اہل یمان کا فرضیہ منصبی قرار دیا گیا ہے۔ ہمارے سچ جیان کی تصدیق قرآن  
ستیجیا سکتی ہے مثلاً سورۃ اعراب میں صفوڑ کی یہ شان بیان کی گئی ہے  
یا مَرْحُمٌ بِالْمَعْرُوفِ وَ مُنْكَرٌ - وہ انھیں معروف کا حکم دیتا ہے  
مُنْكَرٌ عَنِ الْمَعْرُوفِ - اور منکرات سے روکتا ہے۔

سورۃ قمر میں ہونین کا یہ وصف مذکور ہے:-

**الْأَمْرُ وَنِعْمَةُ الْمَعْرُوفِ** معروف کا حکم کرنے والے اور  
**وَمُنْكَرٌ عَنِ الْمَنْكَرِ** منکرات سے روکنے والے۔

سورۃ حج میں اہل یمان کی یہ خصوصیت بیان ہوئی  
ہے کہ جب انھیں کسی خطعہ ارض پر اقتدار حاصل ہو تو ہمہ تو  
امْرٌ وَنِعْمَةُ الْمَعْرُوفِ وَ مُنْكَرٌ - وہ لوگوں کی معروف کا حکم دیتا ہے اور  
مُنْكَرٌ عَنِ الْمَنْكَرِ -

سورۃ القمر میں حضرت نعمان بھی اپنے بیٹے کو یہی تلقین

کرتے ہیں :-

**إِنَّمَا زَانَ قَاتِلَهُ** اسے بیٹھنا زان قاتل کر اور معروف  
**وَ أَمْرٌ بِالْمَعْرُوفِ وَ نَهْيٌ** کا حکم دے اور منکرات سے لوگوں  
**عَنِ الْمَنْكَرِ** کو روک۔

یہ آیات حکمات اس کے سوا کیا بتاتی ہیں کہ امر بالمعروف  
اوہ نہیں عن المنکر دونوں کی ذاتی حیثیت یکسان ہے۔ دونوں  
ایک درجے کی پیزیں ہیں۔ فرق اگر ہو گا تو خارجی حالات کے  
تعاقبوں اور ضرورتوں میں ہو گا اور اسی شرق کے تباہی سے  
یہ دونوں کم و بیش کے جاسکیں گے۔ ان کا اذن اور تناسب  
گھٹا یا بڑھا یا جا سکے گا۔ ان میں حکیما نہ ترتیب تحریر کی جائیگی  
اس سے یہ نتیجہ اخذ کرنا مشکل نہیں کہ صوبی حکم دونوں کا یکسان ہے  
اور جو لوگ اضافی طور پر نہیں بلکہ اصولی اور آئندی طور پر یہ کہتے  
ہیں کہ امر بالمعروف کر دو تو ہٹک شکر تو کوئی حرخ نہیں دهد

اب علامہ موصوف کے ان ارشادات کی طرف آئیے  
جو میلانا مودودی سے متعلق ہیں۔ یہ ارشادات مجلہ میں فصل نہیں  
نہیں میں واضح ہیں۔ ایسے ارشادات پر فضول نظر ہے ہم اور  
زمانہ تعقل کا ہے۔ آپ جہاں رہ رہے ہیں (انگلستان) وہ  
تو تعقل کا ہے۔ آپ یہاں کے ہمیں علامہ موصوف کے  
ارشدات سے مستفید ہوتے ہیں انھیں خود سوچا چاہئے کہ  
کسی بھی شخصیت کے بارے میں کوئی آچھا یا بُر افضلہ کرنے  
کے لئے کیا یہ طریقہ کچھی معقولیت رکھتا ہے کہ ایک مقرر  
صاحب ایک ہی ساش میں الزامات کی بارش کرنے جل جائیں  
اور آپ انھیں وحی الہام کی طرح سینے سے لگائیں یا لٹھا تو دی  
کیا ہیں، ان کے عقائد و نظریات کیسے ہیں اور انھوں نے اب  
تک جو لکھا یا کہا ہے اس کا ذریں علم و فکر کے میزان میں کتنا ہے  
اس کا اندازہ کرنے کے لئے ان کی کتابیں دیکھئے اور خود اپنے  
عقل و ہم کے ذریعے صحیح شناخ نکل پہنچے۔

علامہ موصوف کے منقولہ ارشادات میں جتنے ہی الزامات  
کے شوشنے نظر آ رہے ہیں ان میں سے کوئی ایسا نہیں جس کا شافی  
اور مدد لالہ فضل جواب نہ دیا جا چکا ہو۔ یہ جوابات نہ صرف  
رسالوں میں آچکے ہیں بلکہ کتابی جامہ بھی ہیں چکے ہیں۔ اب  
اگر کچھ لوگ یہ طے کر لیں کہ جس شخص پر وہ نوع بر نوع بر نوع الزامات  
کی بوجھا رکر رہے ہیں اس کی طرف سے کسی بھی صفائی کو  
تھیں سیں گے بلکہ اپنے الزامات و اعتراضات کی جگہ کئے  
جائیں گے تو ظاہر ہے کہ ان کی مشاہ اُس ریکارڈ کی سی پڑی  
جس پر سوئی لگادی گئی ہے اور وہ ہر شے سے بے پرواہی رہتے  
لگائے جا رہے ہے۔

ریکارڈ میں آپ یہ جملہ بھر دیں کہ زیدینے بکر کو قتل  
کر دیا۔ اب چاہئے قتل کا واقعہ سے سے واضح ہی نہ ہو ایہ،  
اور بکر نہ سلامت وہیں کھڑا ہو جہاں یہ ریکارڈ نجی ہے  
لگر ریکارڈ پر اس کا کوئی اثر نہ ہو گا اور وہ برابر بھوکے

دیا گیا ہے۔ اب یہ تو نامکن ہے کہ ادھر کی مقرری الزامات کی فہرست پڑھی اور ادھر ہم پھر سے ہر الزام کا جواب دینے بیٹھے گئے۔

تفہیم القرآن کیا ہے اور کیا نہیں۔ اسے ہر طالب حق خود مطالعہ کر کے معلوم کر سکتا ہے۔ ہم تو اس اتنا ہی کہہ سکتے ہیں کہ مولانا مودودی کے طبع میں میں تجھ نکلنے والے حضرات میں غالب لشیت ایسے مخزوں کی ہیں جو اگر سات باہر کھینچیں تو بھی ایک صفحہ مولانا مودودی جیسا نہیں للہست۔ غصب یہ ہو گیا ہے کہ چلاؤنا کہ مولانا مودودی کے مدد آتے ہیں کیونکہ ان کے لیڈر اور شیوخ خنز است کار تو اب قرار دیا ہے۔ اب بتائیے جا ہلوں سے عقل و دراست کے کن رواں یوں سے نہجا سکتا ہے۔

عقائد و نظریات کا جہان تک تعلق ہے تیپھی طور پر جھوٹا الزام ہے کہ مولانا مودودی علمائے حق سے الگ کوئی عقیدہ رکھتے ہیں۔ اساسی عقائد و نظریات مولانا مودودی کے چھیند و ہی ہیں جو قرون اولی سے آج تک عین حق سمجھے جاتے رہے ہیں۔ رہا فروعات و جزئیات میں اختلاف تو دنیا کو نے دو عالم ہیں جو تمام فروعات میں ہم خیال رہے ہوں۔ صحابہ پیغمبر سے مسائل میں مختلف تھے۔ انہر و فقہا کے اختلافات فتحیم محلہات کی شکل میں موجود ہیں۔ عصرِ وجود کے علمائے حق باہم دگر سکلروں جزئیات میں الگ الگ رائے رکھتے ہیں۔ لہذا اچھے اس نوع کے طبعی اور فطری اختلاف خیال و سادہ لوح عزم کے سامنے ہوتا بلکہ پیش کرتا ہے اور مولانا مودودی کو ذیلیں رو سو اکرنے کے درپے ہوتا ہے اس کی معقولیت اور عدم معقولیت کا فصلہ آپ ہی پر جھوڑا۔

یہ کو راجھوٹ ہے کہ عقائد و نظریات کے لحاظ سے کوئی بھی مستند عالم دین مولانا مودودی مستحق نہیں۔ یہ ایسا ہی وابھی اور لعنتیں دعویٰ ہے جیسے قریب سوت بیغیوں کا ٹولیید ہوئی کرتا ہے کہ دیوبندی نومگراہ ہیں اور تمام مستند عالم ہمارے ہی عقائد سے الفاظ رکھتے ہیں۔

لئے طرے طرے علماء اور لئنی و افسر تعداد میں مولانا

جائے گا کہ زید نے بکر کو قتل کر دیا۔

انبیاء اور صحابہ پر تقدیم (معنی تدقیقیں) کا الزام بہت سال ہوئے مولانا مودودی پر چیل کیا گیا تھا چیل تو خیر کیا کیا جاتا۔ ھٹر اور تراش کر لادا پسیکو کے بھوپل سے اچھا الگیا تھا۔ وابھی، الغاو و سرسرش رائیز۔ خود مسی اور ہٹ دھرمی کے انداز میں مولانا مودودی کی کتابوں سے جملہ ٹھاتے گئے اور انھیں خالصتہ من مانے مفاہیم دے کر شور چایا گیا کہ یہ شخص انبیاء و صحابہ کی توہین کرتا ہے۔ مولانا مودودی اور ان کے عقیدتمندوں نے ابتداءً اینجیسال کر کے کہ الزام کسی غلط افہمی کا شیخ ہو گا ہمایت معقولیت اور علمی وظیفی انداز میں اس غلط افہمی کو دور کرنے کی کوشش کی لیکن غلط افہمی ہوتی تو دوڑ ہوتی۔ وہاں تو نصیب تھا۔ عناد تھا اور ان جذبات رذیلہ پر کہیں جہل کا ملیح تھا کہیں اناہیت کا اور کہیں مقاالت کا۔ حد ہے کہ مولانا مودودی کی عبارتیں بدی گئیں۔ ناچکن کو ملکن اور تردد کو تایید نہیں کیا۔ تمام وہ ذیل اور ایمان سوز حرکتیں کی گئیں تھیں اللہ تعالیٰ نے مُحَمَّدُ قُرْنَ الْكَلِمَ عَنْ مَوَاضِعِهِ کو تھوڑے جلدی میں سیط دیا ہے۔ کسی کے قول کو اسے سیاق و سباق سے جدا کر کے لینا اور غلط سلط معنی پہننا نما قساوت قلبی کی علامت ہے جیسا کہ قرآن نے سورہ نامہ میں بیان کیا ہے اہذا قسادت پیدا ہونے کے بعد خوف خداوندی اور کشم و جیما کا لذ کہا۔ بار بار پورے شرح و بسط کے ساتھ واضح کیا جا چکا کہ انبیاء و صحابہ کی توہین کا الزام سرسر جھوٹ سرسر من ھٹر سرسری بر جماعتی بر جماعتی ہے مگر توہ۔ یہ توہ کا طریقہ گیا تھا کہ ھٹر تھا ہی رہا اور اب بھی جگہ جگہ بجا یا جاتا ہے۔ آپ دور نہ جاتیے۔ ابھی ہم نے جعل کے حاصل مطالعہ نہیں ہی میں متعدد مضامین ایسے دیئے ہیں جنھیں پڑھ کر کوئی بھی معقول آدمی اس نتیجے پر نہیں پہنچ سکتا۔ انہیں روہ سلسلہ کہ مولانا مودودی نظرلم ہیں۔ ان کے ساتھ زیادتیا کی ہیں اور کی جا رہی ہیں۔ ان مضامین کے ملاؤہ آپ یا کوئی بھی چاہتے تو ہم ایسی متعدد کتابیں جیتا کر سکتے ہیں جنھیں علماء و صوفی کے ذکر فرمودہ الزامات کا ماملہ و مکمل جواب

مودودی کے فکر و تفہیق، اصحابِ فکر، فہم دن اور عین قدری صلاحیتوں کی تحسین کرتے ہیں اس پر بھی کتابیں جھپٹ چکی ہیں جن میں سے بعض ہمارے پاس بھی ہیں۔ اب علماء خالد مودودی کوئی اور علمائے الہ راس خوش نہیں ہیں مبتلا ہو کر مستند علم دین بن دیجیا وہ میں ہیں جنہیں وہ خود مستند سمجھتا ہے اور باقی سب طفانی کھانتے ہیں تو اس کا کوئی علاج نہیں۔ اللہ کے فضل سے میلانا مودودی کو ہدف اعتراض بنانے والے علماء کی طرح ان کی تحسین و تائید کرنے والے علماء کی بھی کمی نہیں ہے۔ مولانا مودودی کی مخالفت شدود مدت سے نہ کی جاتی، ان پر الزامات نہ اسخے جاتے، ان کے خلاف زور شور کا پروگرمنڈ نہ کیا جاتا تو میں اور ہر اس شخص کو جو تابع اور نفسیات کی پچشہ بدھ رکھتا ہے یہ ماننا پڑتا کہ مولانا مودودی کی مخالفت کچھ زیادہ وزندار اور ان کی تحریک اسلامی پھر زیادہ زور و قوت کی حامل نہیں ہے۔ تابع اور نفسیات دونوں گواہ ہیں کہ پھر طبق مصلح اور ہرقی تحریک کی مخالفت شدید سے شدید تر ہوئی ہے۔ نا حکمن ہے کہ اصلاح کا قدم اٹھے اور پھر راستہ نہ روکیں۔ تجدید و احیاء کا کام شروع ہو اور کاویں سر کھڑی کی جائیں۔ ابو عینیق، ابن تیمیہ، جمال الدین افعانی، اسے میں شہید، ان سب کو شدید خلق القبور سے لوزنا پڑا۔ آج تک ابو حنفیہ بریے سرو پا الزماں لگایا جاتا ہے کہ انہیں حدیث نہیں آئی تھی۔ آج تک ابن تیمیہ اور اسماعیل شہید کو مراہ اور بددین کہنے سے لوگ نہیں چوکتے۔ تو خلاصہ غفتگو کا یہ ہے کہ جسی کی شخصیت سے متعارف ہونے کی ضرورت ہو وہ غیر ذمہ دار مقرر وں کے انشادات پر تکید نہ کرے بلکہ خود تحقیق و تلاش سے کام لے۔ دنیا میں تو ہر طرح کام چل جائے گا لیکن آخرت دور نہیں ہے۔ اس دن ہر شخص کو اپنے ہر عمل، ہر عقیدے اور ہر طرز عمل کی جواب دیجی کرنی ہوگی۔ اس دن اگر ہم نے سوکھا سامنہ بنائیں کہ میرا کہہ دیا کہ ہم نے تو علماء خالد یا حضرت فلاں کی زبان سے سن کی مولانا مودودی کو مراہ جان لیا تھا تو جواب ملے گا کہ اے حس! اپنی دیجی پی کے تمام معاملات میں تو تو سامنگ

**اسلام کا نظامِ امن** | اسلام سے بڑھ کر امن و ضبط کوئی نہیں۔ اس نے جہاد کا حکم بھی صرف اس وقت دیا ہے جب امن سوز اور انسانیت دشمن فتنوں کی سر کو بی ضروری ہو۔ اس کتاب کو پڑھ کر آپ امن و ضبط کے بارے میں اسلام کا موقف واضح طور پر دیکھ سکیں گے۔

قیمت — آٹھ روپے (محمل نزد پے)

**کیا ہم مسلمان ہیں؟** | اور ایمان افروز سلسلہ مضامین اپنے تاریخ کی نظر سے ضرور گذرا ہو گا۔

کا انتخاب۔ حصہ اول آپ کی نظر سے ضرور گذرا ہو گا۔ اب حصہ دوم بھی چھپ کیا ہے۔ قیمت تین روپے (جن حضرات نے حصہ اول نہ دیکھا ہو وہ دونوں حصے ہمراہ منگالیں۔ اس صورت میں انہیں آٹھ آنے کی رہائی دیکر دونوں حصے پانچ روپے کے لگائے جائیں گے)۔

**التکشیف** | اہم اہم تصور ہے مولانا اشرف علی کی مشہور کتاب جو ختم ہو جکی تھی۔ اب پھر ہم آپ کو محروم پہنانے پر دے سکتے ہیں۔ پاکستانی ایشنا قیمت — آٹھ روپے

**اسلام کا نظامِ اراضی** | مولانا اتفاقی محمد فیضی کی مفید اقسام۔ ان کے احکام کی تحقیق، عشر و خراج کی تفصیلی احکام۔ ہندو پاک کی زمینوں کی حدیث۔ ساری ہے سات روپے۔

مولانا عبد الرؤوف رحمان

# جب اسلام کا فرماتھا

اس نسہ کے واقعات سے حضرت عمر کی غایت درج  
پسند تھے۔ ایک واحد لامختہ ہو۔ حضرت  
(۶۷) حضرت عمر کے ایک عامل معاذ بن جبل تھے جس کے لئے بھی  
عمر خدا آپ کو بنو سعد کے قبیلہ میں تخصیل زکوٰۃ کے لئے بھی  
تمھارے آپ نے وصولی بی کی اور بیان کے مقامی غرباً بیں  
تقسیم کر دی۔ تھنہ تھا اُنف اپنے لئے پڑھی نہ لائے۔ ان کی بیوی

نے کھا بھوپول کے لئے سفر سے واپسی میں پچھھی نہ لائے۔ کان میں ضاغط  
نے فرمایا میں کس طرح کوئی چیز لانا۔ کان میں سمجھا کہ حضرت عمر  
اسی لئے ایک مخانق ان کے ساتھ تھیج، میں ظاہر ہے بخار س کا دکر  
میں شوہر معاذ کی دیانت و امانت پر بھروسہ نہیں کرتے  
ان کے لئے تکالیف دہ تھا انہوں نے بھرپور کوہ ادھر ادھر اس کا انھوں  
بھی کیا۔ شدید شدید حضرت عمر نے اسکی اطلاع پہنچا اپنے

نے حضرت معاذ کو طلب کیا۔ پوچھا بھائی کیا قصہ ہے میں کہیں  
نے تمہارے ساتھ کس مخاطب سمجھا تھے حضرت معاذ نے تمہارے کوئی بھی  
کا مقدمہ۔ تو یہ تھا کہ خدا مخاطب نہیں ہے۔ میں کس طرح کوئی بھی  
ناحق طور پر کے سماں اور بیال بھوپول کو بطور تکفیر دیدیتا۔ لیکن اس  
اللہ کی بندی نے میرے اس جملہ کو ظاہر سعی پھوپول کر دیا ہے  
حضرت عمر نے یہ سننا تو ستاشہر ہوئے اور بطور عظیمیہ حضرت معاذ

کو کھو دیا اور فرمایا کہ میری طرف سے یہ جزاں بھوپول کو دے کر  
المیہ کو خوش کرو۔ دستاب الاموال ص ۱۳۴

جون للہ عزیز کے پرچے میں  
فاضل مؤلف نے  
”مال کیلئے ہدایہ رشتہ“  
کے زیر عنوان اسلامی تاریخ  
کے پائیخ واقعات نقل فرماتے  
تھے اب آگے چلئے۔

(۱۲) امام سروق حضرت عبد اللہ بن مسعود عامل کو فر کے شاگرد ہیں حضرت ابن مسعود نے ان سے یہ حدیث بیان کی تھی کہ کسی مسلمان کا کام کر دینے پر جو ہدیہ ملے وہ مال "سخت" یعنی حرام ہے۔ امام سروق کے پاس بعض المدعی پرہدایا آئے آپ نے ان کو مسترد کر دیا۔

السیاستہ الشعیہ (ابن تیمہ ص)

(۱۳) اسی طرح حضرت عمر بن عبد العزیز کے عہد بارک میں بیت المال کی طرف سے سکینوں مسافروں اور سعد زدوں کے لئے لنگر خانے کا انتظام تھا۔ اس میں دو حصے ہیں جویں کھانے میں دیا جاتا تھا۔ ایک دن اتفاقاً اس بادچی خانہ سے دو حصہ کا ایک پیا لے آپ کی لونڈی لیکر جا رہی تھی۔ پوچھا یہ کیا ہے۔ لونڈی نے کہا کہ آپ جانتے ہیں یہوی صاحب حاصلہ ہیں ان کو دیکی کی خواہش ہوئی برق کے ہیں ان کے جزیرے کی قسم سے اسی قدر وضع کر دو۔

اس لئے مہماں خانہ میں سے لیکر جا رہی ہوں۔ یہ سن کر آپ نے

لونڈی کے ہاتھ سے پیالہ لیا اور گھر میں پہنچ کر فرمایا اگر غریب و فقر ارہی کے کھانے تے بچہ پیٹ میں چھوڑ سکتا ہے۔ تو خدا تیرے پیٹ سے بچہ گوارا۔ یہوی لے لاعلمی ظاہر کی اور اسے والپن کر دیا۔ (طبقات ابن سعد جلد خامس)

(۱۴) جب دن میں کام ختم نہ ہوتا تو حضرت عمر بن عبد العزیز رات میں بھی کام کرتے اور حکومت کی شعب استخراج کرتے لیکن اگر اسی وقت کسی ذاتی ضرورت کے لئے کچھ لکھنا پڑتا تو ان کو ہٹا کر ذاتی شمع دان جلا کر اس کی روشنی میں لکھتے۔ (طبقات ابن سعد جلد خامس ص ۲۹)

(۱۵) ایک بار حضرت عمر بن عبد العزیز کو سید کھانے کی خواہش ہوئی گھر میں سے کچھ میسے منکوائے۔ یہوی نے جواب دیا کہ پیسے با نکل نہیں ہیں۔ اتنے بعد خزانہ ہی کے ایک شخص کی طرف سے ایک طباق سبب لطور ہدیہ آگئے۔ سبب آپ کو بہت مرغوب خاطر تھے اور ابھی ابھی اور کی تلاش بھی تھی۔ مگر اس کا تحفہ قبول نہ فرمایا۔ ایک سبب کو طباق سے اٹھا کر فرمایا کہ بہت عمرہ ہے کچھ طباق میں کہ کر

العمال غلوں۔ عمال کا ہر یہ لینا خیانت ہے خلیفہ پر واجب ہے کہ ایسے اموال کو عمال سے والپن لے۔ (السیاستہ الشعیہ ص ۲)

(۱۶) حضرت عمرہ نے اپنے عمال کو ہدایت دے رکھی تھی۔ ایسا کہ وہ ایسا فاعل نہیں اور اس نے

مسیرۃ عمرہ (ص ۲)

خبردار ہوئے لیا کر دیے سب رشوت کے قابل ہیں۔ حضرت عمرہ کی تکمیلہ وہدایت کا خاطر خواہ انہر ہوا اور عمال نے ہر طرح کے تھوڑی تھاکر سے احتساب فرمایا۔ (عن احمد اللہ)

(۱۷) حضرت عالیٰ وغیرہ نے بعض اقوام کے سیش کردہ ہدایا کو مصلحت قبول ہی کیا تو سیدھے بارگاہ صدیقی میں بھیج دیا اور وہاں سے حکم کیا کہ جن لوگوں نے یہ ہدایا کی کے ہیں ان کے جزیرے کی قسم سے اسی قدر وضع کر دو۔

الشهر مشاہیر الاسلام (ص ۵)

(۱۸) اسی طرح خلافت فاروقی اور خلافت عثمانی میں عمال نے جو ہدایا وصول کئے انھیں جزیرے کی رقم میں محسوب کر دیا۔ (الشهر مشاہیر الاسلام ج ۱ دس ۳۷)

(۱۹) حضرت عمرہ کو معلوم ہوا کہ حاکم بصیرہ حضرت ابو موسیٰ اشعری نے کہ پاس ایک میرنشی فصرافی نے ہے۔ حضرت عمرہ اگرچہ اس کی خوش نوبتی سے بید خوش تھے۔ لیکن اس کا فصرافی ہونا واضح ہو گیا تو فرمایا کہ یہ رشوت کو حلال سمجھتے ہیں اور تم نے اس کو این سمجھلیا۔ فوراً اسے معطل کر دو۔ ورنہ سزا کے مستوجب ہو گے۔ (الزالة الخفاء و منتخب کنز العمال)

(۲۰) حضرت عمرہ نے فرمایا کہ خبردار ہبود و نصیب ای کو کرنی عہدہ نہ دو۔ اس لئے کہہ لوگ رشوت کو حلال سمجھتے اور قبول کرتے ہیں۔ کہا جعل فی دین اللہ الرضا اور اللہ کے دین میں رشوت جائز نہیں ہے۔

(مستطفی فی جلد اول ص ۹)

تجارتی اور روزانہ کام میں شغل رکھنے سے عہدہ داروں، افسروں اور حاکموں کو اس پیغام کر دیا گیا کہ ممکن ہے جمالت عہدہ و افسری ان کاموں کے لئے اپنے عہدے اور اثر سے کچھ ناجائز فائدے حاصل کریں۔ (رضی اللہ عنہ)

## سادہ دل اور دیانت پر عمل

ایک مرتب حضرت عمر بن عبد اللہ بن ابی عبیدہ کو ایک مجلس میں فرمایا کہ سب لوگ اپنی اپنی تنائیاں کرو۔ کسی نے کہا کہ بیری تنائی ہے کہ یہ مکان سوتے سے بھرا ہوا جھجھکتا اور میں سب اللہ کے رلات میں خرچ کر دینا۔ آخر لوگوں نے حضرت عمر بن عبد اللہ سے کہا کہ آپ بھی اپنی تنائیاں ہر کچھی عمر رکھنے لگے اتنی لوائے ہے کہ اس امر ممکنہ سر جالا مثلاً ابی عبدیہ بن الجراح ۷۱ و معاذ بن جبل و حدیقة۔ (تمذیب الاسماء جلد اول ص ۱۵۲) و صفة الصفوة جلد اول ص ۱۳۵ و اشهر مشاہیر الاسلام جلد اول و ثالث ص ۱۵۰ بیری تنائی ہے کہ یہ گھر ابو عبیدہ بن جراح اور معاذ بن جبل اور حدیقة جیسے مقدمی و قدسی صفات لوگوں سے بھرا ہوتا حضرت عمر بن عبد اللہ کو اس زمانہ رخیر القرون میں امانت و دیانت والے آدمی کی تنائی کرنے پڑی۔ تو اچ اس امانت و دیانت کے فقردان و قحط کا ذکر ہی کیا ہے۔ اب ایسی پاکیزہ تنار کھنے والے ہی موجود نہیں۔

(۱۱) ایران کی بڑائی میں حضرت ابو عبیدہ بن جراح سلطان کے پیغمبر سالار تھے۔ چند یاری امراء آپ کی خدمت میں کھائے اور جلوے تباہ کر کے لائے۔ ابو عبیدہ بن جراح نے پوچھا کیا اسی طرح کے کھانے سے بوری فوج کی دعوت کی گئی ہے۔ انہوں نے کہا ایک ہی کھانا ماسب کے لئے کیسے مکن تھا فرمایا ہم ایسے کھانے کی دعوت قبول نہیں کرتے جو عام مسلمانوں کو چھوڑ کر کسی خاص شخص کے لئے علیحدہ بنایا گیا ہو۔ ابو عبیدہ تو صفت اس کھانے کو کھاس کرتے ہے جو خدا نے سب مسلمانوں کو عطا کیا ہے اور جسے عام طور پر سب کھاتے ہیں۔ (تاسی میخ طبری ص ۲۱۵۲)

والپس کر دیا۔ کسی صاحب نے عرض کیا آپ کو خواہش تھی اور تخفہ آپ کو مل بھی گیا بھرا آپ نے کبیوں والپس کر دیا حالانکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم و حضرت ابو بکر و حضرت عمر بن عبد اللہ نے تخفہ قبول فرمایا ہے۔ جواب دیا انہا لا ولیا کہ مدد و ہدی للعماں بعد کسر شوہر۔ (طبقات ابن سعد جلد خاس ص ۲۷۴ و سیرۃ عمر بن عبد العزیز ص ۲۸۶ و النهایہ جلد تاسیع ص ۲۷۲ و تاسی میخ الحلفاء للسیوطی ص ۱۵۲)

یعنی ان قدسی صفات کے لئے تخفہ بیشک ہدیہ کا حکم رکھنا تھا۔ لیکن ہم جیسے عمل کے لئے اب ایسی چیزوں رشوت کا حکم رکھتی ہیں۔

(۱۲) حضرت عمر بن عبد العزیز کی نگاہ دور رسم کی داد دینی پڑتی ہے جس طرح انہوں نے ہدیہ کالین دینی عمال کے لئے منع فرمایا۔ اسی طرح عامل و حاکم کو عہدہ پر فرار رہنے تک ہر قسم کے تجارتی کاروبار سے منع فرمایا اس کے کلمات حکمت دیکھنے ارشاد ہوتا ہے کہ ای جمل عامل تجارتی فی سلطانہ اللہ ی حوعلیہ۔ عامل اپنی عملداری میں کوئی بھی کاروباری شغل اختیار نہیں کر سکتا۔ سیرۃ عمر بن عبد العزیز ص ۹۹ و اصحابہ لا بن حجر جلد اول ص ۲۹۷

تمام عمل کو حضرت عمر بن عبد العزیز کی زبانہ ملازمتوں میں تجارت سے قطعاً رد ک دیا تھا۔ تاکہ اصل کام سے توجہ ہرٹ نہ جائے۔

(۱۳) اسی طرح عمر فاروق رضی امراء الشکر اور عمال کے متعلق یہ اعلان کر دیا تھا۔ ان عطاء هم قائم ہیں وہ نہیں عیالہم سائل فلا یُؤْسِحُونَ وَ لَا  
یُرَأُسُّونَ۔ اشهر مشاہیر اسلام جلد اول ص ۳۱۶

یعنی ان عہدہ داروں کا رکنوں کا وظیفہ قائم ہے اور ان کے اہل دعیاں کا راشن مقرر ہے۔ لہذا یہ لوگ نہ خود محبتنی کر سکتے ہیں۔ نہ کسی سے کر سکتے ہیں۔ دوسرے کسی

بیوی نے پوچھا تو پھر کیا قیامت کی نشانی ظاہر ہو گئی؟ فرمایا  
ہاں اس سے بھی بڑی بات پیدا ہوئی۔ بیوی نے کہا آخر کی  
بات ہے؟ فرمایا۔ دنیا اور اس کے فتنے پر مجھ پر دھاوا کی  
ہے۔ آخر آپ نے اس رقم کو لے کر جماں میں اور عازیزان اسلام  
کے مصارف میں خرچ کر دیا۔ صفتہ الصفوۃ جلد اول  
۲۵۰ صفحہ و مستطیف الحجداول خدا و مردوج الذہب  
للمسعودی جلد ثانی ص ۲۱۳)

(۵) عیاض زخم و المصلحتے ان کے پاس ان کے  
کچھ رشتہ دار حاضر ہوتے۔ والیسی کے وقت آپ نے ہمارا ایک  
رشتہ دار کو دس دس اشرفیاں دس عضووں نے کم سمجھ کر واپس  
کر دیں۔ آپ نے فرمایا۔ میں آپ لوگوں کے حق قراۃ سے  
غافل نہیں ہوں۔ بیشک مجھے اور دینا چاہیے تھا لیکن آپ  
لوگوں کو معلوم نہیں کہ میں نے اپنی بعض چیزوں کو فروخت  
کر کے یہ خدمت کی ہے۔ اس سے نیا وہ اس وقت میرے  
لئے ممکن نہیں تھا۔ اب رہایہ کہ بیت المال سے کچھ آپ کی  
مد کروں تو میرے لئے محالات میں سے ہے پھر فرمایا۔ فو اللہ  
لو اخی اشراق بالمنشار احبابی من ان اخون  
فلسا اور اسی ق مال اللہ یعنی مجھے اسے چڑھا تو قبول  
جائے لیکن میں بیت المال کے ایک پیغمبر کی خیانت نہیں  
کر سکتا۔ (صفۃ الصفوۃ جلد اول ص ۲۱۴)

(۶) کوفہ کے ایک قاضی شریع تھے۔ ان کی کمال دیانت  
مل اخطبوط۔ رادی کا بیان ہے کہ ایک دن ان کا لاکا آیا اور  
ان سے کہا اباجان مجھ سے اور فلاں سے ایک زمین کے معاملہ  
میں اس قسم کا جھگٹا ہے اگر قانون کی روشنی میں فیصلہ میرے  
سرافی ہو سکے تو میں ان سے مقدمہ کروں۔ ورنہ معاملہ سے  
بازار آجائوں۔ قاضی صاحب نے صحا جزاۓ کو مقدمہ دار کر کی  
اجازت دی دی۔ آخر یہ مقدمہ قاضی شریع کے پاس پہنچا۔ انہوں  
نے اپنے بیٹے کے خلاف اور مدعا علیہ تک موقوف قبضہ کر دیا  
بیٹے نے کھر پر ٹکرایا۔ آپ سے کہا کہ آپ نے جنم رسو اکردیا فرمایا  
حق تعالیٰ کی قسم تیری محبت ان سب پر غالب ہے لیکن اللہ کا  
حکم تجد سے زیادہ عزیز ہے۔ بیٹے نے کہا پھر آپ نے مجھ پہلے

(۷) حضرت ابو عبیدہ بن جراح کا وقت آخر آگیا تو  
حاضرین سے کہا کہ امیر المؤمنین سے میرا سلام عرض کر دینا اور  
یہ بھی بتا دینا کہ سب طرح کی امامتوں کو میں والپس کرچکا ہوں اور  
حضرت عمر بن عثمان نے جو سود نیار میں پاس بطور تضاد ارسال کئے تھے۔ وہ  
بھی حضرت عمر کو واپس کر دینا۔ کچھ لوگوں نے کہا اسے کیوں واپس  
کر دیے ہیں۔ آپ کے خاندان میں بہت سے حاجمہ بیٹے ہیں  
تھیں کہ دیکھنے فرمایا ان کے حوالہ کر دو۔ (اشہر مشاہیر الاسلام  
کو امیر المؤمنین کے حوالہ کر دو۔ جلد اول جزء ثالث ص ۱۹)

(۸) میں زمانہ میں حضرت سلماں فارسی حضرت عمر بن عثمان کی طرف  
سے مدائیں کے گورنر تھے تو ایسے سادہ اور لو سیدہ لباس میں  
رہتے کہ یہ معلوم نہیں ہو سکتا کہ آپ مدائیں کے گورنر ہیں۔ شام  
کے ایک نادائقف آدمی نے لاعلی میں ان کو مزدوری کے لئے  
کہا۔ آپ نے بخوبی منتظر کر لیا۔ وہ آدمی آپ سے اپنے بوجہ  
اطھو اکارے چلا دیا۔ میں لوگوں سے اس نے ساکھی یہ تو امیر  
مدائی ہیں۔ اس نے نذامت کے ساتھ معافی چاہی۔ فرمایا  
کیا ہو اپنے حرج نہیں۔ اسی طرح آپ نے اس کا سامان اٹھا کر  
اس کے گھر تک پہنچا دیا۔ (صفۃ الصفوۃ جلد اول ص ۲۱۵)

(۹) حضرت عمر بن عثمان بسفر شام میں گئے۔ تو اس کی مختلف  
اوہ آپاکتیوں سے ہوئے خص بیچے تو فرمایا ان آپاکتیوں کے  
غربا کی ایک فہرست بناؤ۔ فہرست میں امیر حرص فاروق گورنر  
سعید بن عامر کا بھی نام تھا۔ حضرت عمر بن عثمان بحجب کرتے ہوئے  
پوچھا کیف یکون امیر کو فقیر اگر میں عطا کو  
سی سن قلہ۔ یعنی تمہارے لیے کیسے فقر اور غربا کی فہرست میں  
شان ہو گئے۔ آخر ان کے عطیات اور ان کا دلیلیہ کیا ہوتا  
ہے جو لوگوں نے جواب دیا۔ جو کچھ پاسئے ہیں وہ سب خیرات  
کر دیتے ہیں۔ اور خود بڑی تنہی سے بس کرتے ہیں۔ حضرت عمر  
نے ان کے پاس ہزار اشرفیاں بھیجیں۔ وہ اس رقم کو بیکر  
زور زور سے "انا للہ وانا الیہ راجعون" بڑھنے لگے  
بیوی نے پوچھا کیا ہوا۔ کیا امیر المؤمنین کا انتقال ہو گیا؟  
فرمایا بل اعظم مرنڈالٹ۔ بلکہ اس سے بھی بڑی بات ہے

ہی سے کبھی نہیں بتا دیا کہ فیصلہ نیرے خلاف ہو گا۔ فرمایا جسے یہ خوف دامن گیر ہوا کہ اگر پہلے ہی میں نے تمہیں بتا دیا کہ تمہارا کمیں مکروہ ہے اور فیصلہ تمہارے خلاف ہو گا تو ایسا نہ ہو کہ بجائے دعویٰ دائر کرنے کے قریب تناولی سے صلح کر لو اور صالح کے ذریعہ ان سے کچھ اپنے لئے حاصل کرلو۔ حالانکہ اس میں تمہارا حق کچھ بھی نہیں تھا۔ (صفہ الصفوۃ جلد دهم ص ۲۷) (۴) ایک یا حضرت عرب نے حضرت مسیح بن عامر سے فرمایا (الاصابہ الابن حجر جلد ثانی ص ۱۱)

## دریجہ دس مکہ

### ہزاروں لوگ روزانہ استعمال کرتے ہیں

آنکھوں کی بیماریوں کا دشمن - بینائی کا محافظ

ایک تولہ روپے۔ ۶ ماشہ سارٹھیوں روپے — کوئی سی تین شیشیاں ایک ساتھ طلب کر پر ڈاک خرچ ڈیڑھ روپیہ

### تریاقِ معدہ

معداً و جگر کیلئے ایک نعمت  
ریاحی تکالیف کے لئے خاص تحفہ  
خوارک صرف ایک رتی۔ مفصل ترکیب ساتھ بھی جاتی  
ہے ۲۱ دن کا کورس تین روپے۔

عطر یا تریاقِ معدہ دریجہ کے ساتھ طلب  
کیا جائے تو علیحدہ ڈاک خرچ نہیں لگتا۔

### دار القیض حمامی۔ دیوبند (ریوپی)

### عطر و حجمیں

دلوازاً اور پرگیفت خوشبو تیز اور دیپا  
ایک تولہ بارہ روپے — چھ ماشہ سارٹھی پر چھ روپے  
تین ماشہ سارٹھیوں روپے — ڈیڑھ ماشہ دو روپے

### گمراہ سینٹ

نسبتاً اہلکی خوشبو۔ فوحت بخشش و روح پر  
ایک تولہ دش روپے — چھ ماشہ سارٹھی پانچ روپے  
تین ماشہ تین روپے — ڈیڑھ ماشہ ڈیڑھ روپیہ

# تفسیر حفاظی

ایک اعلیٰ درجے کی تفسیر

یہ تفسیر عام فہم بھی ہے اور معلومات و مطالب کا بیش بہا خزانہ بھی۔ قرآن پر جتنے بھی اعتراضات کئے جاتے رہے ہیں ان سب کا شافی و کافی جواب اسیں ملتا ہے۔ معرفت و روحانیت کے علم بھی اسیں علوم شریعت کے ساتھ بڑی حد تک منضبط کئے گئے ہیں۔ آیات کا شان نزول۔ آیات کا ربط اور احادیث کے ذریعے قرآنی قصص و اوقاعات کی تفصیل و تشریع میں مضرنے حقیقی کا حق ادا کر دیا ہے۔ عرض تفسیر اپنی نوعیت میں بیکتاب ہے۔ عوام و خواص سب کے لئے نافع۔ عام قیمت ۲۷ روپے ہے مگر ہم شائقین کو ۶ روپے میں پیش کرتے ہیں۔ مجلد ہمولی ۲۲ روپے۔ مجلد بہترہ ۶ روپے۔

## البيان في علوم القرآن

یہ اسی تفسیر کا تقدیم ہے مگر جو ایک کتاب بھی ہے ضخیم اور مبسوط۔ اسیں قرآن فہمی کے لئے بیشمار معلومات جمع ہیں اور علوم فرازیہ کی ہر شاخ کو ہمارے معانی کے ساتھ موجود ہے۔ بہت دلچسپ اور مفید۔ چھر دپے (مجلد سات روپے) مخصوص رعایت ہے۔ جو حضرات پوری تفسیر اور البيان ایک ساتھ طلب کریں گے ان سے مقصول نہیں لیا جائے گا۔ وہ اپنا ریلوے کمیشن ضرور تکھیں۔

بنحو طریقہ حریقہ کے ساتھ جملہ اللسان

ابیان افروز اور بے حد دلچسپ تاریخی حالات۔ حصہ اول و دوم کی مجموعی قیمت ایک روپیہ ۳ پیسے۔

معراج المؤمنین قرآن و حدیث کی روشنی میں نماز کے معصوم عد۔ قیمت دو روپے ۲/-

بیشال زندگی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مختصر

ایک جامی سیرت جدید اسلوب میں حافظاناً الدین رامنگری کے حکمۃ اور روانہ کم سے ۲۵ پیسے

حصن حصین شب دروز کے تمام تہولات اور زندگی کے ہر جیسے متعلق حدیث سنتے تقویں

دعاوں کا مشہور مجموعہ عربی میں اردو۔ قیمت دس روپے ۲/-

خطیبات مدرس زندوی کے شہرو آفاق خطبات اپنی نوع کی واحی پریساً ساڑھے تین روپے ۳/-

دیوبندی۔ دیوبندی

بہترین عربی اردو مکشی ہزاروں الفاظ محاورے۔ ضرب الالٹال مکشی ہزاروں الفاظ

قاموس القرآن الفاظ قرآن کی لا جواب لغت۔ قرآن کو خود اس کی زبان سمجھنے کے لئے یہ لغت

بہت مفید اور کامیاب سمجھی جاتی ہے۔ مجلد تو روپے ۹/- اسلامی حکومت کے نقش و شکار اسلامی تاریخ کی سبق آموز

جہلکار، بلند کرداری اور عدل و امانت کے اعلیٰ نمونے۔ پانچ دو روپے ۵/-

صحابہ الصحابہ الشدائد اسلام لانے کی سزا میں صاحبہ بڑتے کیا کیا نہیں جھیلنا۔ اس داستانی خونچکاں کو فو رائسن بخاری کے ثرف نگار قلم سے پڑھیں۔ مستند اور سبق آموز۔ دو روپے ۲/-

مسلمانان سہنہ پاکستان کی تاریخ یہم تالیف پروفیسر اوز شریعلی ایم اے جو اشتی و تعیینات۔ سفتی انتظام اللہ شہریانی۔ قیمت پانچ سات روپے ۵/-

مکتبہ تخلی۔ مکتبہ عثمانیہ ۲۲۸ بینا بازار۔ پیرا ہبی بخش کاؤن۔ کراچی عہ (پاکستان)

از مولانا فہیم الدین حبیب اصلاحی

## قرآن مجید کی اثر انگیزی

شاعرانہ کمال کا اس سے اندازہ پوتا ہے کہ اموی دور کے مشہور اور ظیم شاعر فرزدق کے متعلق بیان کیا جاتا ہے کہ وہ ان کے ایک شعر:-

د جلاد السیوں عن الطبلوں حکاها  
نر بر تجول هتوپها افتلامها  
(ترجمہ) سیلانے طیوں کو لکھنے والے کاغذ کی طرح  
صاف شفاف بنادیا ہے کہ  
کوئی سکر سبی رہ دیز ہو گیا تھا۔ لیکن ایسا بامال اور بلند پایہ  
شاعر بھی قرآن کے زور و اثر دیکھ کر اس درجہ مہمودت  
اور حجور ہوا کہ اس کے بعد اُس نے شاعری ہی ترکیب کی  
امیر المؤمنین حضرت عمر بن الخطاب نے ایک دفعہ ان سے  
شعر طرفتھے کے لئے کہا تو انہوں نے جواب دیا۔ جب خدا  
نے ہمیں بقرہ اور آل عمران سکھا دیا ہے تو پھر شعر کہنا  
ہم کو زیب نہیں دیتا۔

لبید بن ربعہ نے زمانہ جاہلیت میں قسم کھاتی تھی کہ  
اگر پروہوا جلے گی تو اونٹ ذبح کر کے احباب کی دعوت  
کریں گے۔ اسلام لانے کے بعد یہ صورت میش آئی مگر  
اس وقت ان کے پاس نہ تراونٹ تھے اور نہ ان کو  
خریدنے کے لئے رقم۔ و لبید بن ربعہ عقبہ کو جو حضرت عثمان  
کی جانب سے کوفہ کے گورنر تھے معلوم ہوا تو ان کے یہاں  
ملحقات الشعراہ لا بن قتیر ص ۱۷۳ اسنیعاب لا بن

عبدالبر ص ۲۴۵

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کو عربوں کی زبان میں نازل کیا تھا اور عربوں کو اپنی قدرت کلام، فضاحت و بلا غت، زور بیان، زبان دانی اور طلاقتِ لسانی پر بڑا نازخانہ وہ اپنے علاوہ ساری دنیا کو عجم یعنی گونجا کہتے تھے لیکن انھیں عربوں کے پاس جن کو اپنی خطابت اور لسانی کا بڑا اعظم اور گھنڈھ تھا جب قرآن کی آیتیں اُنہیں تو وہ دم بخود اور ہیرت زدہ ہو گئے اور اس کے زور میان اور طنز کلام کو دیکھ کر اپنے آپ کو عاجز اور درمانہ تصور کرنے لگا اور اس کی بلا غت و فضاحت کے سامنے اپنی فضاحت و غلت کو حقیر و بے مایہ سمجھنے لگے اور جب انھیں عربوں کو چوپا پتھ کو رب سے بڑا زبان دان اور ساری دنیا کو گونجا کہتے تھے۔ قرآن مجید نے یہ تعلیم کیا کہ اس کے جیسی کوئی ایک سورہ یا دس آیتیں یا ایک ہی آیت میش کر دو تو تمہاری لسانی کے کرتب اور زور بیان کا کمال تیزم کر لیا جائے گا مگر وہ اس تحدی کا جواب نہ دے سکے اور اسی طریقے سے بڑے شاعروں خلیفہ اور اعلیٰ درجہ کے ادیب و انشا پرداز کو بھی یہ جرأت نہ ہوئی کہ قرآن حکیم حیدا کوئی کلام میش کرے اور قرآن کے زور بیان اور طرز کلام سے سب بہوت اور سب کی زبانیں گنگ ہو گئیں۔ لبید بن ربعہ عرب کے بڑے نامور اور ممتاز شاعر تھے یہ اسلام سے بھی مشرف ہوئے۔ زمانہ جاہلیت میں جن سات شعرا کے فضاحت خانہ کعبہ میں ویزے تھے۔ ان میں ان کا بھی ایک تھیمیدہ تھا ان کی بلند پائیسی اور

کہا جاسکتا ہے کہ اسلام کی شوکت و قوت سے مرعوب ہو کر لوگوں نے اس سے آگے متسلیم ختم کر دیا۔ بنی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاقی فاضلہ اور اعلیٰ سیرت و کیفیت نے منتظر اور بزرگ طبیعتیوں کو مانن و متوہجہ کر لیا۔ قرآن مجید نے غیب کے متعلق جو خریں دین اور یہیں گوئیاں کیں جب وہ صحیح ثابت ہونے لگیں تو اس کے باعث لوگ اسلام کی صداقت قبول کرنے پر حبور ہو گئے علی ہذا القیاس اسلام کی تہمہ گیر اور جامع دعوت<sup>۱</sup> اعلیٰ القیام اور ابدی اصول قوائیں نے لوگوں کو اس کا گرد ویدہ بنادیا یہ سب صحیح ہے لیکن غور کیجئے اب اگر نہ تو اسلام کی تہمہ گیری اور جامیعت کا لوگوں کو تجویز ہوا تھا اور نہ اخبار غیریکے درست اور صحیح ثابت ہونے کا اور اس وقت اسلام کی قوت و شوکت سے مرعوب ہونے کا بھی سوال نہ تھا۔ البته رسالت امام صلی اللہ علیہ وسلم کی پاکیزہ سیرت و کردار دیانت و امانت اور صدق و عقافت وغیرہ کا ضرور تجویز تھا۔ لیکن یاد ہو گا کوہ صفا پر جب اپنے اپنے اخلاقی فاضلہ کا حوالہ کر لوگوں کو حق و توحید کی دعوت دی تو وہ کتنے لوگوں کو مل کر سکتے ہوں نے تو اس وقت یہاں تک کہہ دیا تھا۔<sup>۲</sup> اسی الکاظمیہ امداد غوثاً تھار استیاناں ہو کیا اسی لئے ہم کو بیان کر لیں یہاں تک کہہ دیا تھا۔<sup>۳</sup> پس یہ تو آن کی بلا غافت و تاثیر تھی جس نے صدیوں تک پرانے ہاطل اور لغو خیالات و عقائد کو خھوڑی دست میں تبدیل کر دیا۔ تاریک اور مردہ دلوں کو روشن اور شاداب بنادیا۔ وادیٰ ظلمات میں بھٹکنے والوں کو راہ ہدایت و سعادت پر چاہا مزن کر دیا۔ خود مشترکین عرب بھی جو اپنی خند اور ہدایت دھرمی کی وجہ سے اسلام کی صداقت آشکارا ہونے کے باوجود بھی اپنے باپ دادا کے دین سے چھٹے رہے۔ قرآن کے اثر و نفعوں کے پوری طرح معرفت تھے اور اس کی غیر معمولی تاثیری کی وجہ سے اس کو سحر، شعبدہ اور شعر اور آنحضرت پھلیم کو ساحر، کاہن اور شاعر کہتے تھے۔ قرآن مجید میں متعدد م الواقع پر ان کے ان اقوال و آراء کو نقل کر کے ان کی تردید کی گئی ہے اور ظاہر ہے کہ ان چیزوں کی

دشیں اونٹ بھجوائے اور جن شعر کہنے کی فرماںش کی۔ حضرت بیہد نہاد نظوں کو تو ذبح کر دالا لیکن شعر کوئی ترک کر جکے تھے اس لئے اپنی لڑکی سے شعر کہنے اور شکریہ ادا کرنے کے لئے کہا۔ اس نے جواب لکھ کر انکوڈھلایا تو انھوں نے پس کیا مگر آخری شعر:-

### فعدان الکدریم لام معاد

و ظنی یا ابن اروی ان نجعو در

(ترجمہ) آپ دوبارہ بھی اسی طرح سخاوت بھجئے اور ہم کو ہمیں بھجھئے کیونکہ تحریف آدمی بار بار ہوتی ہے کرتا ہے اور اسے ابن اروی میرا خیال ہے کہ آپ دوبارہ اپنی فیضیوں سے ہم کو حجوم نہ رکھیں گے۔

میں چونکہ مزید طلب اور بخشش کی تمنا ظاہر ہی تھی اس لئے انھوں نے کہا مزید طلب کرنے کی ضرورت نہ تھی لڑکی نے جواب دیا امیر و حالم سے مزید طلب کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ وہ عام لوگوں میں ہوتا تو میں مزید کی درخواست نہ کرتی۔

مولانا شبیعی<sup>۴</sup> نے خواجه حافظ کے کلامات اور ان کی شاعری کی عظمت و اثر انگریزی کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھا ہے:-

"خواجه حافظ کے بعد اصول ارتقاء کے خلاف

غزلیہ شاعری کی ترقی دیپر ہم سو برس تک رک

صحیح، جس طرح قرآن مجید کے نازل ہونے کے بعد

شعراء کی زبانیں بند ہو گئیں۔"

یہ تو آن کی عظمت و بلند پائیگی اور اس کا غیر معمولی اعجاز و اثر ہی تھا کہ سخت سے سخت دل بھی نرم ہو گئے اور وادیٰ ظلمات میں بھٹکنے والوں کو سراج منیر مل گیا۔ اور نہایت قلیل عرصہ میں اسلام کا ہر درخشاں عرب کے افق سے آجے بڑھ کر دوسرے خھوٹوں اور ملکوں کے مطالع پر خوضتاہی کرنے لگا اور حشیم زدن میں لوگ فوج در فوج خلقہ بیویش اسلام ہو گئے۔

آپ کے رفقاء کے ساتھ جو ظالماً نہ اور حشیانہ سلوک کیا اس کو دیکھ کر جنکل کے وحش و بہائم بھی شراگئے ہوں گے۔ دستتوں اور خیر خوا ہوں نے بھی بھجا اک خواہ خواہ اپنی جان جو حکم میں ڈالنے اور ذمہرات مول یعنی سے کیا خاندہ؟ تینک آپ پرچھ حقیقت مشخصت ہو چکی تھی اور قرآن کی بستائی ہوئی راہ ہدایت سے دست کش ہو جانا کسی حال میں بھی گوارانہ تھا۔ کیا یہ قدر آن کی اثر انگریز یوں کا کر شہ نہ تھا کہ ہزاروں مخالفتوں اور شاریدتوں مصائب و محنت سے گھبرا کر ایک لمحظہ کے لئے بھی راہ حق سے منعہ موڑ لینے کا دل میں خیال نہ گزرا۔ غور کیجئے جب ابوطالب جسما شفیق و علمسار چاہی جو شش محبت میں سرشار ہو کر نہایت الحرج کے ساتھ دینِ حق کی دعوت و تبلیغ سے منع کرتا ہے تو آپ ان کو اس کا لیا جواب دیتے ہیں؟ یہی ناکری محروم! الگریلوں میں سے ایک ہاتھ میں چاند اور دسمے میں سورج بھی ہدایت تو میں اپنی دعوت فیضیخ اور نشر ریفیہ حق کی ادائیگی سے متبردار نہ ہوں گا۔

قریش حیران تھے کہ آخر اپس اس قدر سختیاں کیوں جھیل رہے ہیں کیا وجہ اور اسباب اور ایسی کیا کشش ہے جس کے لئے ساری اذیتیں اور ٹکلیفیں گوارا ہیں۔ لیکن دعوت قدر آنی سے اختلاف گوارا ہیں۔ ظاہر ہے کہ عام انسانی ذہن طبیعت ایسی سخت جانشنازی و جانبازی اور اتنی غیر معمولی ریاضت و نفس کشی کا سبب و مقدمہ جاہ و دولت کی طلب، عورت و ریاست کی آرزو، نام و نوکری خواہش اور شہوتوں و ہوس رانی کی تکمیل کے علاوہ اور کن چیزوں کو قرار دے سکتی ہے۔ چنانچہ مشرکین مکہ اور کفار قریش نے بھی یہی بھجا اور عتبہ بن وہیعہ ان کی نمائندگی کرتا ہوا دربار رسالت میں حاضر ہو کر عرض کرتا ہے:-

”محمد کیا چاہتے ہے؟ ممکہ کی ریاست، قریش کی سیادت کسی بڑے گھرانے کی جیں و جبیل عورت سے شادی یا مال و دولت کا ذخیرہ تم کو مطلوب ہے؟ تم لوگ یہ سب کچھ تھمارے لئے ہتھیا کر سکتے ہیں۔ تم کو اپنا سردار بننے کے لئے بھی تیار ہیں اور ہم کو یہ نظرور ہے کہ سارا ملہ تھمارے زیر

آخر آفسیخ بالکل مشتم ہے دمیرے سحر و شعر و غیرہ کیکروہ کلام اتھی کو لوگوں کی نگاہ میں بے وقت بنا ناجاہتے تھے تاکہ لوگ اس کی طرف کوئی دھیان اور توجہ نہ دیں کیونکہ اخیر قرآن کے اعجاز و اثر پر پورا القین تھا اور وہ بجھتے تھے کہ جس نے ایمانداری اور عمر جانداری میں ساختہ اس کو شناوه اُس کی دعوت کو قبول نہیں کیا تھا۔ اسی لئے وہ اپنے حدود امکان بھر گام لوگوں کو قدر آن سُننے سے باز رکھنے کی پوری کوشش کرتے تھے:-

**وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا إِنَّ رَبَّنَا أَنَّا مَنْ نَرِدْنَا عَلَىٰهُ وَمَا يَرَىٰنَا**  
**كَلَمَنَّا مَنْ نَرِدْنَا عَلَىٰهُ وَمَا يَرَىٰنَا**  
**وَالْغَوَّافِيَهُ عَلَلَمَنَّا عَلَلَمَنَّا**  
**(حمد السجد ۲۷)**

یر بات اچھی طرح ذہن شیخ رہنی چاہیے کہ مشرکین عرب قرآن حکم تو سحر و شعبدہ صروف اس کو بے وزن اور کمتر ثابت کرنے کیلئے کھلتے تھے اور اگر بالفرض تسلیم ہی کر لیا جائے کہ وہ اس کو واقعہ کہا نہیں سخوار شعری بجھتے تھے تو پھر سوال پیدا ہوتا ہے کہ اس وقت جیسا کہ حافظ وغیرہ نے تصریح کی ہے بے شمار بڑے بڑے خطیب و شاعر بھی تھے اور کاہن وساحر بھی لیکن کیوں کی کوئی مجال اور حریث نہ ہوئی کہ قرآن کا چیلنج قبول کرتا اور اس کے مبیسی ایک آیت بھی پیش کر کے دکھادیتا معلوم ہوا کہ قرآن کے اثرات بڑے دور رس اور نتیجہ خیز ہوتے تھے اور ہم اذہن میں اور سادہ طبیعتوں کے سامنے بھی اس کی آواز گوئی تھی تو وہ ان میں جگہ پیدا کئے بغیر نہیں رہتی تھی۔ ذیل میں ہم تاریخ و سیر اور حدیث کی کتابوں سے پڑھائیے واقعات نقل کرتے ہیں جن سے قرآن کے کمال تاثیر کا پورا اندازہ ہو جائے گا۔ باقی اسباب تاثیر و جہہ اعجاز اور اسرار باغت سے عرض کرنے کا بیچل نہیں ہے قدیم علماء اور موجودہ زبان کے بعض مصنفوں نے اس پرستقل کتابیں لکھی ہیں اور الگ ضرورت ہوئی تو انشاء اللہ آئستہ اس پر بھی لمحہ جائے گا۔

”خنزیر مصلی اللہ علیہ وسلم نے جب دعوت حق بلند کی اور اسلام کی باقاعدہ تبلیغ شروع کی تو کفار قریش نے آپ اور

یہ تمہاری عوت ہی کا سامان ہو گا ورنہ عرب خود اس کو فنا کر دے گا۔

یہ تو رسول الکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عملی زندگی سے قرآن کی اثر انگیزی کا ثبوت ہے کہ ہزاروں غافتوں کے باوجود یہ اس کی عجیب تاثیر اور حیرت انگیز شیش تھی کہ آپ اس کی تبلیغ و تلقین تک کہنے پر کسی طرح آمادہ نہ ہوئے، لیکن دوسری جانب قرآن سُنْنَة اور اس کے پڑھ جانے سے بھی آپ شدید طور پر تاثر ہوتے تھے۔ صحابہؓ سے قرآن سُنْنَة خواہش کرتے اور حجب کوئی سنایا لطفِ الذات اور حجومیت کی عجیب کیفیت آپ پر طاری ہو جاتی۔

حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مطابق عمر بن مزراہؓ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کو قرآن سنا۔ اخھوں نے عرض کیا آپ پر تو قرآن نازل ہوتا ہے۔ ہم آپ کے سامنے قرآن مجید کیا پڑھیر ارشاد ہو میں اسے دوسروں سے سُننا پسند کرتا ہوں۔

چنانچہ اخھوں نے سورہ نساری کی آیت :-

نَعْيَفُ إِذَا حَتَّنَا مِنْ  
كُلِّ شَهِيدٍ شَهِيدٌ  
وَحَتَّنَا بِأَعْلَى هُنُوْءٍ  
لَوْعَ شَهِيدًاً  
(نساء ۲۵) ۴ ۴ ۴

تلادوت کی توہینے فرمایا مگر جاؤ اور اس وقت آپ کی آنکھوں سے آنسوؤں کا سسلہ جاری تھا۔

حضرت ابراہیمؑ سے متعلق اللہ نے فرمایا ہے کہ انھوں نے اپنی قوم کے بارہ میں کہا ہے :-

سَرَبٌ إِنْهُنَّ أَصْلَانُ  
خَدَا وَنَدَانٌ بَرُونَ نَهَى الْكُرُونَ  
كَثِيرٌ أَهْنَى الْمَسَاسَ  
كُوْكُرَاهْ كُرَدَيْهْ پِنْ جِنَّ نَهَى  
فَهُنَّ قَعْدَنِي فَإِذَلَهْ هَرَقَي  
مَيْرِي مَتَابِعَتْ كَيْ وَهَجَسَتْ  
(ابراهیم ۲۶) ۴ ۴ ۴

اور حضرت شیخ کا قول ہے کہ :-

۱۵۹ صفحہ بخاری ج ۲۶ ص ۲۴۳ م ۲۷۰ ج ۲۶ م ۲۷۱

فسرمان ہو جائے، لیکن خدا کے لئے اپنی ان باتوں کو ترک کر دو۔

صتبہ کو لیجن تھا کہ اس کی درخواست مسترد نہ ہوگی اور قریشؓ میں اس کی مقبولیت و اعزاز کا ایک بڑا بیان ہاٹھا آیا گرہ اس کو کیا معلوم سرو رکائیات کی عظمت و شان اس سے تنقی باالا ہے؟ اور اس نے مقام رسالت و منصب بیوتوں کی تنقی شدید گستاخی کی ہے:-

بِرَوْ اِيْ دَامْ بِرَرَخْ دَرَرَنْهَرْ  
كَعْقَارَابِلَدْ رَاسْتَ آَشِيَانَهَ!  
فَقِبَرْهَ کَتَرَغِيَاتَ کَجَابِيَاتَ آَپَ نَقْرَآنَ مجِيدَ

کی یہ آئین تلادوت کیں :-

قُلْ إِنَّمَا آنَا بَشَرٌ مُّتَنَاهٌ  
يُؤْحِي إِلَى آنَمَاءِ الْهُدُمَ  
الْمَوْأِدَ حَدَّا فَاسْتَقِيمَهُوا  
إِلَيْهِ أَسْتَغْفِرُوْهُ  
وَوَقِيلُ لِلْمُسْتَكِينَ

الَّذِينَ كَلَّبُوْتُ  
الْوَرْكُوْةَ وَهُمْ بِالْأَخْرَى  
هُمْ كَافِرُوْنَ إِنَّ الَّذِينَ

أَهْمَنُوا أَدَعَمَلُوا الْمَلْعُوتَ  
لَهُمْ أَجْرٌ غَيْرٌ مَّمْنُونٌ  
قُلْ أَعْتَكُمْ لَتَكْفِرُوْتَ  
بِاللَّذِي حَلَّتِ الْأَرْضَ

فِي وَحْمِيَّتِ وَتَجَلَّوْتَ  
لَهُ أَمْدَادًا ذَلِكَ رَبُّ  
الْعَلَمِيَّنَ ۵

پیدا کیا اور تم اس کے مشکل کا پھیرتے  
ہووہ تو تمام عالم کا خداوند ہے

غَبَرْ بِرَانَ آئِيُوں کا یہ اثر ہے اک قریش کو جا سکے جگہ نے  
لگا کہ محمدؐ جو کلام پیش کرتے ہیں وہ شاعری ہیں کوئی اور

چیز ہے۔ سیری رائے یہ ہے کہ تم ان کو ان کے حالی پر  
چھوڑ دو۔ اگر وہ کامیاب ہو کر عرب پر غالب آگئے تو

اس نے غور و فکر کے بعد کہا اسکا سحر پوشردیہ ایسا جادو ہے جو ہمے لوگوں سے نقل نہ توانا چلا آ رہا ہے ۱۷  
وتراں کی اثر انگریز اور دشمنی کا یہ حال تھا کہ اسے شن کرو لوگوں پر بیبیت طاری ہو جاتی تھی اور ان کا دل بزر لرز اٹھتا تھا۔ متعدد لوگ اسی طرح آیا تھا اسی سن کو مقاضی ہوتے اور انہوں نے اسلام قبول کر لیا۔ جبیر بن مطعم بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول کیم صلعم کو مغرب کی نماز میں سورہ طور پر ہٹے سن اور جب آپ نے یہ آئیں :-

أَمْ حَلَقُوا مِنْ غَيْرِ شَكٍ<sup>۱۸</sup> كیا وہ لوگ خود بخدا کسی چیز کے پیدا ہو گئے ہیں یا وہی پیدا کرنے میں ہے اُمْ هُمُّ الْخَالِقُونَ<sup>۱۹</sup>  
أَمْ حَلَقُوا السَّمَوَاتِ وَاے ہیں یا انہوں نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا ہے (ہیں) اُمْ حَلَقُوا هَنَّ مَبْلَجَ الْأَدَمَ<sup>۲۰</sup>  
يُوْقُونَ أَمْ عِنْدَهُمْ<sup>۲۱</sup> یہ سب کچھ ہیں (یا وہی) حقیقت یہ ہے کہ خَرَاعِنَ وَرَسَائِكَ أَمْ هُمْ<sup>۲۲</sup> وہ یقین ہیں رکھتے کیا ان کے پاس اُمْ حَلَقُوا هَرَوْنَ<sup>۲۳</sup>  
تیرے خداوند کے خزانے ہیں یا (طور، ۳۵ تا ۳۷)<sup>۲۴</sup> وہی دراو فہیں۔

تواتر کیں تو میرا دل دھڑکنے لگا اور اس کی عجیب یقینت ہو گئی۔ اور یہی وہ پہلا موقع تھا جب اسلام کی عظمت و تاثیر میرے دل میں راستخ ہو گئی۔

دعوت نبوی کا پانچواں سال تھا اور مسلمانوں پر قلم و ستم کے پھاڑ توڑے جا رہے تھے اور شرکیں کی تکلیف دایا اسلام روز بروز شدت اقتیار کرتی جا رہی تھی اس لئے مسلمانوں کو ہجرت جبکہ کام کلارک اور وہاں کے رحم دل اور منصف مراجع عیسائی بادشاہ نجاشی کی سلطنت میں پہنچ مسلمان امن و اطمینان کی زندگی لگا رہیں۔ لیکن شرکیں مسلمانوں کے آرم و آساش کو کب گوارا کر سکتے تھے انہوں نے اپنا ایک وفد پہاڑا اور تھاں کے ساتھ نجاشی کے پاس پھیجا تاکہ مسلمانوں کی خلاف اس کو بر افراد خستہ کر دیں اور وہ ان مظلوموں کو ان کے ہوا کر دے۔ لیکن نجاشی اس کے لئے کسی طرح آمادہ نہ ہوا۔

سلہ الفقان ج ۲، ص ۲۶۷۔ سلہ صحیح بخاری ج ۲ تفسیر سورہ طور ۱۷

۱۷ ان تعداد بھم فا نھم  
عِبَادُكَ فَإِنْ تَغْفِرُ لَهُمْ  
فَإِنَّكَ مَعَافٌ كَمَرَكَ  
أَنْتَ الْعَزِيزُ<sup>۲۵</sup>  
الْحَكِيمُ۔ (دامتہ، ۱۱۸)

عبد الدین عمر بن عاص مرواہ کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آئیں تواتر کیں تو اپ پر محبت تاثر پہاور آپ اپنے دنوں ہاتھوں کو اٹھا کر آنکھ مارستی احتی کہنے اور یونے لے لے

ان واقعات اور آپ کی عملی زندگی سے یہ بات اچھی طرح عیاں ہو گئی کہ خود رسول کیم پر قرآن حکیم کا کیسا گھرا اثر تھا۔

حاکم کی مستدرگ سے علام سیوطی حضرت عبد الدین عباس کے حوالے سے تحریر فرماتے ہیں کہ :-

"ولید بن نبیرہ بارگاہ رسالت صیہن حاضر ہوا تو آپ نے اس کو قسر آن کا کوئی حصہ پڑھ کر سنایا اس سے اس پر رفت طاری ہوئی مگر حب ابو جہل کو اس کی اطلاع ہوئی تو اس نے کہا جچا جاگا! آپ کی قوم آپ کو مال و دولت کا ذخیرہ دینا چاہتی ہے تاکہ آپ حمد کے پاس جا کر ان کی باتیں نہ ہٹتیں۔ ولید نے کہا قریش کو معلوم نہیں کہیں ان میں سب سے زیادہ دولت مدد ہوں۔ ابو جہل نے کہا تو پھر حمود کے متعلق ایسی باتیں کہیں جن سے قریش کو لقین ہو جائے کہ آپ کو ان سے نفرت و بیزاری ہے ولید نے کہا مجھ سے زیادہ شعروجن کا ماہر اور نفتاد کون ہو سکتا ہے مگر غیر اذ اجلال کی قسم ہم لوگ اس کے متعلق جو کچھ کہتے ہیں بالکل غلط ہے۔ اس کے کلام کو شعرو سحر سے کوئی تعلق نہیں۔ اس میں حلاوت و شیرینی ہے اور وہ مفید و بار آ در غالب آنے والا ہے۔ اس پر غالب نہیں ہوا حاصلتاً وہ دوسروں کو پاش پاش کر دا لے گا۔ ابو جہل نے کہا آپ کی قوم کبھی ان باقتوں کو پس نہیں کر سکتی اور نہ وہ آپ سے خوش ہو سکتی ہے ولید نے کہا اچھا بھے سوچ جا کر نہ کاموں دو۔ جا چھے لئے صحیح سلم باب بخاری البیضی رامۃ -

آن اثر ہوا کہ وہ کہنے لگے کہ میں نہ کاہنوں، ساحروں اور خانوں کی باتیں سی ہیں، لیکن تھارے کلام کو ان سے کوئی واسطہ نہیں، اس کا اثر تو سندروں پر بھی ہو سکتا ہے پھر انہوں نے اسلام لائے کی خواہش ظاہر کی اور مسلمان ہوئے۔

عبداللہ بن عباس حضرت عثمان بن عطیون کے متعلق بیان کرتے ہیں کہ وہ ایک مرتبہ رسول کیم صلم کی جلسہ میں تشریف فرمائے کہ حضرت جبریل علیہ تشریف لائے ان کے جلوے کے بعد رسول اللہ نے عثمان پر سے فرمایا ابھی تھاری موجودگی میں حضرت جبریل اُسے تھے انہوں نے دریافت کیا کہ جبریل نے آپ کے لیکاہا آن حضرت نے سورہ سکل کی بیہ آیت پڑھی:-

إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ  
وَالْحُسَنِ وَإِيتَاءِ  
الْمُحْسِنِي وَالْيَتَامَاهِ وَالْمُكَفَّرِ  
عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ  
وَالْمُنْعَنِ  
تَذَكُّرُ وَقَدْ  
عَمَانِ بِنِ عَطِيَّونَ كَہتے ہیں یہ سکریپٹ دل پر بڑا شر ہوا،  
اور قلب میں ایمان را خیوگیا اور میں آنحضرت سے بڑی محبت کرنے لگا۔

غزال عدوانی نے سفر طائفہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سورہ طارق طریقہ سناتو گو اس وقت اسلام نہیں قبول کیا لیکن کلام ائمہ تائیر دل میں پوری طرح ٹھکر گئی اور وہ پوری سورۃ ان کو زبانی یاد ہو گئی۔

طفیل بن عمر دسی جو اپنے قبیلے کے سردار بڑے زیر اور اچھے شاعر تھے خود اپنے اسلام لائے کا حال بیان کرتے ہیں کہ جمک آئے اور قریش کے کھلوگوں سے ملنے کا الفاق ہوا۔ ان لوگوں نے کہا طفیل قمث اغراقی ہو اور اپنی قوم کے رئیس و مطاع بھی۔ ہم کو خطرہ ہے کہ اگر تھاری اس شخص سے ملاقات ہو گئی اور اس کی کوئی بات تم نے سُن لی تو وہ سحر کی

۱۵ صحیح مسلم کتاب الجمیع ۲۵۷ مسنداً حمد بن جبل ج ۱ ج ۲ -

۱۶ مسنداً حمد بن جبل ج ۳، ص ۲۵۵ -

اور حقیقت کے لئے اس نے مسلمانوں کو طلب کیا، حضرت جعفر طیار نے جو اس جماعت کے قائد تھے ایک پر اشارہ تقریبی کی جس سے نیماشی بہت متاثر ہوا۔ اس کے بعد اس نے کہا اچھا تھا لے بنی پر جو کلام اُترتا ہے اس میں سے اگر کوئی حصہ یاد ہو تو ہم کو بھی سنا۔ حضرت جعفر نے سورہ هریم کی کچھ آیتیں سنائیں جن کو سکریٹری خاشی اور اس کے درباری اس قدر رزار و قسطار روئے کہ ان کی داڑھی اس تر ہو گئیں۔ پھر اس نے کہا کہ یہ اور حضرت سعیج کا دین ایک ہی چراخ کے پر تو ہیں اور کفتار سے کہا تم لوگ جاؤ میں انھیں تھارے خواہ نہیں کو سکتے۔

جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت تو حید کا قرب و جوار میں چسہ چاہو تو قبیلہ غفار کے حضرت ابوذر غفار نے اپنے بھائی آیش کو ملکہ بھیجا تاکہ اس نبی کے متعلق تصحیح معلتا حاصل کریں۔ انہوں نے آنحضرت کی باتیں نہیں تو اپنے بھائی کو آگر بتا یا کہ وہ توہنہایت عمدہ ہا تو اس کی تسلیم دیتا ہے اور جو کچھ خدا کا کلام سناتا ہے بخدا وہ شعرو کہا نت نہیں۔ میں خود شاعر ہوں اور میں نے اس کی باتیں شعر کے اوزان پر رکھیں مگر محمد نہ شاعر ہیں اور نہ ان کے کلام کو شعر کہا جا سکتا ہے۔ اس کے بعد حضرت ابوذر کا اشتیاق اور بڑھا اور وہ خود مکہ تشریف لے گئے اور وہاں کلام آئی سے اس قدر متاثر ہوئے کہ اسلام قبول کر کے واپس آئے۔

حضرت عبد اللہ بن عباس بیان کرتے ہیں کہ قبیلہ ازد کے ایک شخص ضماد جو جھاڑ پھونک کرتے تھے ملکہ آئے ہیں ان انہوں نے لوگوں سے سنا کہ محمد دیوانہ ہیں انہوں نے سوچا کہ اگر میری اس سے ملاقات ہو جائے تو یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ انھیں شفار دیے گا۔ اس نے وہ آپ سے ملنے آئے اور کہا محمد میں جھاڑ پھونک کا کام کرتا ہوں اور جسے اللہ چاہتا ہے میری بدولت اس کو شفا ہو جاتی ہے۔ اگر تم چاہو تو میں جھاڑ پھونک کر دوں۔ آپ نے ان کے سامنے خدا کی حمد و شناسہ بیان کی اور پھر کلام جید کی کچھ آیتیں پڑھیں سچنا دیر ان کا

۱۷ میرت ابن ہشام برحاشیہ روض الانفج ج ۱ ص ۱۱۱ - ۱۸ صحیح

مسلم باب فضائل ابی ذر۔

جہشہ کی بحیرت کے لئے روانہ ہو رہے تھے انہیں میرے  
والد حضرت ابو بکرؓ بھی تھے مگر وہ ممکن سے دو یا ایک دن  
کی مسافت طے کر سکے تھے کہ راہ میں ابن الدغنه سے ملاقات  
ہو گئی۔ انھوں نے دریافت کیا ابو بکر کہاں کا قصہ ہے  
جواب دیا ہماری قوم نے ہم کو نکال دیا ہے۔ طرح طرح  
کی تکلیفیں دتی ہے۔ ابن الدغنه نے کہا آخر تم جیسے آدمی  
کے ساتھ یہ سلوک کیوں کیا جا رہا ہے تم تو بہت خوب آدمی  
ہو اور عشر بیوں اور ضرورت مندوں کے کام  
آتے ہو، نیک کام کرتے ہو اس لئے فایس  
چلو تم میری پشاہ میں رہو گے۔ چنانچہ والپ لوث آئے  
اور جب مکہ پہنچے تو ابن الدغنه قریش سے کہا میں نے  
ابو قحافہ کو پیناہ دی ہے اس لئے کوئی انھیں تنکاش کرے  
انھوں نے کہا تم نے ایسے آدمی کو امان دی ہے جو ہمیں  
تکلیفیں دیتا ہے۔ اس شخص نے ایک چھوٹی مسجد بنائی  
ہے اور اس میں جب نماز پڑھنا اور تلاوت قرآن کرنا ہے  
تو اس پر رفت طاری ہو جاتی ہے اور وہ رفتہ لگاتا ہے  
یہ دیکھ کر ہمارے پیچے اور عورتیں اپنے بھائیوں جاتی ہیں اور قرآن  
سے متاثر ہوتی ہیں۔

جہش سے تقریباً ۲۰ عصاٹی آنھیوں صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کی اطلاع پا کر مکارہ آئے۔ انھیوں نے آپ کو مسیح میں پایا وہیں آپ کے پاس بیٹھ کر باتیں اور سوالات کیئے۔ حب اُن کے سوالات تمام ہوئے تو آپ نے انھیں خدا پرستی کی تلقین کی اور قرآن فتنیا۔ وہ دوگ قرآن منکر زاد و قطار روتے اور پھر ایمان لائے ور خدا کی پیکار بر لبک کرئے۔

حج کے موقع پر مختلف قبیلوں اور شہروں کے لوگ  
اسکھ ہوتے تو آپ اس موقع سے فائدہ اٹھا کر لوگوں  
کو اسلام کی دعوت دیتے اور قرآن مسناتے، مدینہ منورہ  
سے چلوگ آتے اور جنہوں نے دین حق قبول کیا اور  
حیب لفارڑیش کا ظلم و ستم حد سے بڑھا تو آپ اور  
الہ سیرت ابن ہشام ج ۱ ص ۲۳۱ - ۲۳۹

طرح تھا رے دل پر اشناز اور ہم جائے گی۔ اس لئے تم خوب  
چکنے اور ہوشیار ہو ورنہ ہم لوگ جس ہیں مبتلا ہیں اسی میں وہ  
تم کو اور تمہاری قوم کو بھی مبتلا کر دے گا یہ شخص مرد و زدن اور باپ  
بیٹوں میں جو اپنی پیدا کر دیتا ہے طفیل کہتے ہیں کہ اسی طرح وہ  
لوگ ہم ابراہمرار کے ساتھ نہ کرتے رہتے اور وہیں نے بھی طے  
کر لیا کہ مسجد میں کان بندر کر کے داخل ہوں گا۔ چنانچہ میں  
ایسے کافنوں میں روئی ٹھوٹس کر مسجد میں گیا۔ وہاں رسول اللہ ص  
کھڑے نظر آئے۔ میں بھی آپ کے قریب کھڑا ہو گیا۔ اللہ  
کو سنانا منتظر تھا آپ نے میں قرآن مجید پڑھ رہے تھے میں نے  
ایسے جی میں کہا یہ آدمی تو بڑا شاندار معلوم ہوتا ہے اور بخدا  
جھٹے اپنے اوپر پورا اعتماد اور اطمینان رکھا کہ کسی حیر کا سبب  
نہ ہوئے تھے اس لئے میں نے طیکالاس کی بات  
ضرور سن کر ہوں گا اگر درست معلوم ہوئی تو قبول کر لوں گا اور  
اگر وہ ٹھیک نہ ہوگی تو اس سے اختناک کروں گا۔ آپ  
میں نے اپنے کافنوں کی روئی نکال دی اور آپ کی باتیں توجہ  
سے سُننے لگا واقعہ یہ ہے کہ اس سے بہتر کلام دلکش انداز  
اور خوبتر الفاظ میں نے کبھی نہ سُننے تھے۔ اس کے بعد میں کپکا  
انتظار کرتا رہا۔ جب آپ اپنے گھر تشریف لے چلے تو میں  
بھی آپ کے ہمراہ ہو لیا اور گھر پہنچنے کے بعد میں نے عرض کیا  
آپ کی قوم مجھ سے اس اس طرح کہہ رہی تھی اور اس نے  
شدت کے ساتھ آپ کی باتیں سُننے سے منع کیا تھا۔ لیکن  
خداؤندقدوس کو سنانا منتظر تھا۔ اس کو سُننے کے بعد میں  
اس نتیجہ پہنچا کہ آپ جو کچھ فرماتے اور پیش کرتے ہیں  
وہ بالکل سچ ہے اس لئے آپ میرے سامنے اپنے دین  
پیش کریجئے۔ چنانچہ اپنے پیش کیا اور قرآن کی تلاوت کی  
خداؤندقدوس کے اس سے بہتر اور برتر کلام میں نے کبھی نہ سنا تھا  
اس لئے میں مسلمان ہو گیا اور آپ کے عرض کیا کہ میں اپنے قبیلے

کام سردار ہوں ان کو بھی اسلام کی دعوت دون گا۔  
 اُم المؤمنین حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ جو مسلمان  
 لہ استیغاب لا بن عبد البر رحمۃ اللہ علیہ نے اس الفا بہ اور یہ  
 ابن ہشام میں بھی یہ واقعہ ملتا ہے ۱۲

یہ تو چند واقعات ہیں۔ تاریخ اسلام اور خصوصیات اور  
نبوت کے واقعات کی الگ چانہ بین کی جائے تو متعدد اشخاص  
کے اسلام اور اعتقاد خداوندی کا اولین سبب باعث  
و قرآن کی تاثیر و بلاغت ہی نظر آئے گی ہم اس سلسلے کو  
خلیفہ شانی امیر المؤمنین حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ  
کے واقعہ اسلام پر ختم کرتے ہیں۔ جو بڑا ہم پر سوز اور پر  
اثر ہے۔

حضرت عمر رضی کے اسلام و ایمان کا خود سرکار و حامل  
صلی اللہ علیہ وسلم کو انتظار تھا۔ ان کے قبول اسلام سے مسلمانوں  
کو بڑی تقویت ملی اور اسلام لانے کے بعد ان کو جس درجہ  
شدید تعلق اس سے ہو گیا تھا اسی درجہ کو تعلق آپنے آبائی  
دین سے بھی تھا چنانچہ جب اس دین کی ان کو خبر ہوئی تو  
سخت برمیم ہوئے یہاں تک کہ رسول خدا کی زندگی سی کامبیشہ  
کے لئے خالیہ کر دینے کا ارادہ بھی ان کے دل میں آیا۔ میشیٹ  
ایزدی کو کچھ اور ہی متنظر تھا۔ چنانچہ کلامِ ربیانی کی چند آیتیں  
کافوں سے فتح کریں تو دفعۃٰ تمام نقشہ جنگ ہی بدی گیا۔  
محمدؐ کے قتل و ہلاکت کا ناپاک حذبہ ان کی عقیدت و محبت  
کے پاکیزہ جذبے میں تبدیل ہو گیا اور وہی تلوارِ جو محمدؐ کا سر  
قلم کرنے چلی تھی اب ان کے دشمنوں کے قتل کے لئے مشغیر  
بران بن جاتی ہے۔

کتب ہیرین حضرت عمر رضی کے اسلام لانے سے متعلق کئی  
رواہ میں ملت ہیں لیکن و قرآن کی اخراجیگزی کی حد تک ان ارب  
کا قدر مشترک ایک ہی ہے۔ ہم مولا نا شبیحؐ کے قلم سے اسی اتفاق  
کو تمام و کمال نقل کرتے ہیں۔ کیوں کہ۔

داستانِ عہد گل رازِ ظیہری باز پرس

عذریب آشفہ ترکفت امرت ازیں فسانہ را

حضرت عمر رضی کا ستائیسوں سال تھا کہ عرب میں آفتاب  
رسالت طلوع ہوا لیعنی رسول اللہؐ میتو بھوت ہوئے اور اسلام کی صد  
بلند ہوئی۔ حضرت عمر رضی کے گھر نے میں زید کی وجہ سے توحید  
کی آذان بالکل ناماؤں نہیں رہی تھی۔ چنانچہ سب سے پہلے زید کے  
بیٹے سعید اسلام لاتے۔ سعید کا نکاح حضرت عمر رضی کی بہن فاطمہ

آپ کے اصحاب کو وہیں بلا لیا۔ اس طرح مدینہ لگے جل کر اسلام  
اور دعوتِ رسالت کا اولین مرکز بنا، لیکن اول اول حج کے  
موافق پرہیت لوگ قرآن کی اثر آفرینی ہی کی بدولت حلقد  
بگوشِ اسلام ہوتے تھے۔ اب مہتمام کا بیان ہے کہ آپ نے  
انھیں قرآن سنایا اور خدا کے واحد کی بندگی کی دعوت  
رہی۔

سعید بن معاذ اور اسید بن حضیر کے مامنے جب  
معصوب بن عبدی پھر نے اسلام میت کیا اور قرآن مجید سنایا تو  
وہ اس کی حقانیت و تاثیر سے اسلام قبول کرنے پر آمادہ  
ہو گئے۔

ابوالعبیارہ بن حارث، ابوسلہ بن عبد الاسود۔ ارقام  
بن ابی الارقم اور عقبان بن مظعون رسول اللہؐ کے پاس آئے  
اور آپ نے ان لوگوں کے سامنے اسلام کو پیش کیا اور قرآن  
پڑھا تو وہ اس سے متأثر ہوئے اور اسلام لائے اور لوگوں کی  
دی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بدایت و بصیرت پر ہیں۔  
متعدد لوگوں نے قرآن کی بلاغت کی داد اور اسکے کمال  
تاثیر کی شہادتیں دی ہیں۔ مثلاً ولید بن مغیرہ کے سامنے  
جب آپ نے اَنَّ اللَّهَ يَا عَزُّوْ رَبُّ الْعَدْلِ دَالْحَسَانِ  
وَإِيمَاعُ ذِي الْقُرْبَى الْأَبْدَلِ عَلَىٰ، (۹) پڑھی تو اس نے  
کہا اس کلام میں اہل ذوق کے لئے بڑی حلاوت اور دلاؤ بی  
ہے اور یہ بڑا پورن اور پرجمالی ہے۔ اس کی جستین  
مضبوط اور شاخیں برگ و بار اور ہے۔

ایک اعرابی نے ایک شخص کو فاصدَاعِ یہ سا  
تُوْ هَمْ وَأَعْرَاضُ عِنْ الْمُسْتَكِبِينَ (آلایہ) پڑھتے سننا  
تیوہ اس کی بلاغت سے اس قدر متعجب و متأثر ہو اکابر  
میں گرد پڑا۔

ایک اعرابی نے فلمہ اسٹیجہ سو اہنسہ  
حلہ مُؤْمِنْجیادِ یوسف (۸۰) سے تو بول اٹھا کہ اس طرح کا کلام  
کسی مخلوق کا نہیں ہو سکتا۔

له سیرت ابن مہتمام ج ۳۶۵ ص ۲۴۲ تک ایضاً ص ۳۷۵ اسدا فاسہ  
ج ۴ ص ۳۷۷ تک مترجم الشفاجی ص ۲۷۵ و ۲۷۶ اسدا فاسہ  
ج ۵ ص ۳۷۸ تک مترجم الشفاجی ص ۲۷۵ و ۲۷۶ اسدا فاسہ

دیکھا تو یہ سورۃ ظھی سُتْحَرَ اللَّهِ مَا فِي السَّمَاوَاتِ  
وَالْأَرْضِ وَهُوَ أَعْلَمُ بِمَا تَحْكِيمٍ۔ ایک ایک لفظ  
پر ان کا دل مرعوب ہوتا تھا، تھا، ہبھاں تک کہ جب اس  
ایت پر پہنچے امتوں ایا اللہ یا وَرَسُولُہٗ تو یہ اختیار  
یکار آئے تھے کہ آشہد ماذن لَذَّالَّهُ إِلَّا اللَّهُ فَوَأَشْهَدُ  
أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ يَوْهُ زَمَانَهُ تھا کہ رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم اور قم کے مکان میں جو کوہ صفا کی طرفی میں  
واقع تھا پتا ہگیں تھے۔ حضرت عمر نے آستانہ مبارک  
پر پہنچ کر وہ تکب دی چونکہ شمشیر بیکن گئے تھے اور اس  
تازہ و اقد کی کسی کو اطلاع نہیں تھی، اسلئے صحابہؓ کو تردید  
ہوا، یہ مکن حضرت عمر نے اندر قم رکھا تو رسول اللہؐ  
خود آگے بڑھے اور ان کا دامن پکڑ کر فرمایا یہوں عمر  
کس ارادے سے آیا ہے؟ نبوت کی صبر رعب آواز  
نے ان کو کیپا دیا۔ ہمایت خضوع نے ساہنہ عرض  
کی کہ "ایمان لائے کے لئے آ خضرتؐ بے ساختہ  
اللہ اکابر یکاد آٹھے اور سانچہ ہی تمام صحابہؓ نے  
مل کر اس زور سے اللہ اکابر کا نصرہ مارا کہ تمام پہاڑیاں  
گوچ اٹھیں۔"

قرآن کے حیرت انگیز اثرات سے انسان تو انسان  
جنات بھی مرعوب و متاثر ہوتے۔ ابن ہشام کا بیان ہے  
کہ "رسول الکرم جب طائف سے ہو کر مکہ کوٹ نہیں تھے  
تو ایک شب وادی بجھ میں نماز پڑھنے کھڑے ہوتے  
اور تلاویت قرآن نشر وع کی تو جنون نے اس کو سنکر  
حیرت انگیز اثر قبول کیا اور بعد میں اپنی قوم کو بھی اس کی  
دعوت دی۔ سورۃ احتفاف اور سورۃ جن میں اس کی  
جانب اشائے کئے گئے ہیں۔ سورۃ احتفاف میں ہے:-  
وَإِذْ هَمَرَقَنَا إِلَيْكَ نَفَرَ اور یاد کرو جب ہم نے تھاری  
مِنْ الْجِنِّ سَسْتَمَعُوتَ طرف جنون کا ایک گردہ قرآن  
الْقُرْآنَ فَلَمَّا حَصَرَ دَاهِ سُنْنَتَ کے لئے پھر دیا۔ جب

سے ہوا تھا۔ اسی لفاظ سے فاطمہؓ بھی مسلمان ہو گئیں۔ اسی خاندان  
میں ایک اور معزز شخص نعم بن عبد اللہ نے بھی اسلام قبول کریا  
تھا۔ لیکن حضرت عمرؓ ابھی تک اسلام سے بالکل بگانہ تھے۔ ان  
کے کافروں میں جب یہ صدای بھی تو سخت بہم ہوتے ہیا نہ کرتے  
کہ قبیلے میں جو لوگ اسلام لا جائے تھے ان کے شیش بن گھے لیتھے  
ان کے خاندان میں ایک نیز تھی جس نے اسلام قبول کریا تھا  
اس کو بے شاشامارتے اور مارتے تھک جاتے تو کہتے  
کہ ذر ادم سے لوں تو پھر باروں گا۔ لیتھے کے سو اور سب جس پر  
قاپو چلتا تھا زد کو پسے دریغ نہیں کرتے تھے لیکن اسلام کا نشہ  
ایسا تھا کہ جس کو جو طبق جاتا تھا اُترنا نہ تھا۔ ان تمام سختیوں پر  
ایک شخص کو بھی وہ اسلام سے بدل نہ کر سکے۔ آخر جمورو ہو کر فیصلہ  
کیا کہ (نوفوز بالشد) خود بانی اسلام کا قصہ پاک کر دیں۔ "لوگوں  
کو سے لگا سید ہے رسول اللہؐ کی طرف چلے۔ کارکنان قضاۓ ہمہ

آمد آن یارے کہ ما می خواستم

راہ میں الفاقات نعم بن عبد اللہ سے ان کے تیوڑی کیجے  
کر پوچھا خیر ہے؟ بولے کہ "محمدؐ کا فیصلہ کرنے جاتا ہوں۔"  
اخنوں سے کہا پہلے اپنے گھر کی خبر لے، خود تھاری بہن اور اپنی  
اسلام لا جائے ہیں۔ فوڑا پہلے اور بہن کے ہیاں پہنچو وہ قلن  
پڑھرہ ہی تھیں، ان کی آہٹ پاکر جب ہو چکیں اور ستر آن  
کے اجزاء چھالئے لیکن اُوان اُوان تے کا لون میں پڑھی تھی۔  
بہن سے پوچھا کہ یہ کیا آواز تھی؟ بہن نے کہا پچھے ہیں۔ بولے  
کہ "نہیں میں ہن چکا ہوں کہ تم دونوں مرتد ہو گئے۔" پہنچہ کر  
بہنی سے دست و گریبان ہو گئے اور جب ان کی بہن  
بیجا نے کو آئیں تو ان کی بھی خبر لی۔ بہن تک کہ انکا بدن  
لہو ہیاں ہو گیا۔ اسی حالت میں ان کی زبان سے نکلا  
کہ "عمرؓ جو بن آئے کر دیکھن اسلام اب دل سے نہیں  
نکل سکتا۔" ان الفاظ نے حضرت عمرؓ کے دل پر ایک  
خاص اثر کیا۔ بہن کی طرف محبت کی بگاہ سے دیکھا۔  
ان کے بدن سے خون جاری تھا یہ دیکھ کر اور بھی رفت  
ہوئی فرمایا کہ تم لوگ جو بڑھ رہے ہے تھے مجھ کو بھی مناؤ  
فاطمہؓ نے قرآن کے اجزاء اگر سامنے رکھ دیئے۔ اُنھا کہ

میں اس کو سنتے ہیں (اور اگر اس کی بھی توفیق نہیں ہوتی تو یہ اور زیادہ شرم ناک بات ہے) لیکن ان کے دلوں میں سور و گدال اور طبیعتوں میں خوش دلولہ نہیں پیدا ہوتا اور منا کی ذلتیں اور پیشان عظمتوں اور رفتاروں میں تبدیل ہوتی ہیں۔ حالانکہ قرآن تو مجھیں عزت و عظمت ہی بخشت، امنگ و حوصلہ دینے اور وادی طبلات سے نکلنے ہی کئے آیا تھا۔

مُحَمَّدُ اللَّهُ يَعْلَمُ بِمَا يَصْنَعُ إِنَّمَا يَنْهَا الْمُجْرِمُونَ  
وَمَنْ يَنْهَا فَإِنَّمَا يَنْهَا لِأَنَّهُ أَنْتَ أَنْتَ الْمُنَذِّرُ  
أَنَّمَا يَنْهَا الْمُجْرِمُونَ  
يَأْتِيَكُمْ مِّنْ أَنْفُسِكُمْ وَمِنْ أَنْفُسِ الظَّاهِرِ  
أَنَّمَا يَنْهَا الْمُجْرِمُونَ  
مِنْ أَنْفُسِكُمْ وَمِنْ أَنْفُسِ الظَّاهِرِ  
(حدیث ۹)

تو یکا خدا کا یہ قانون بدیل گیا ہے جو نہیں۔ وہ تو کہتا ہے کہ تو چند لسٹوں (اللہ تعالیٰ نہیں)۔ حقیقت یہ ہے کہ قرآن اور اس کی دعوت حق و سعادت اب بھی اپنے اندر پوری کشش اور حاذہ بیت رکھتی ہے مگر ہمارے دلوں کی سختی و سنگدی اتنی بڑھ چکی ہے کہ وہ کوئی اخیر ہی قبول کرنے کیلئے تیار نہیں۔

طالبِ بعل و گھریت و گرفتار خورشید  
بچنیں عملِ معدن و کانست کر بود  
عمل ہے کہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو قرآن مجید ٹھیک  
طور سے پڑھنا اور اس سے خاطر خواہ اخذ فتنوں کی وقوع  
عطاف میں۔ یونکہ اپنا حقیقہ اور ایمان یہ ہے کہ یہی ان کی اصل متارع اور حقیقی دولت ہے۔ اس سے تھی دامن ہوا کہ اگر دنیا جہاں کی تمام دولتیں بھی ان کوں جائیں تو وہ فقیر و گدابی برپا گے۔

یہی تھے ساقی مساجع فقیر  
اسی سے قیری میں ہوں میں لامیں  
مرے قاتلے میں لشادے اسے  
ٹاپے ٹھکانے لگادے اسے  
(بنکویہ میثاق۔ لاہور)

وَهُوَ الَّذِي أَنْصَطَ لِأَفْلَامَهُ تَعْهُدَ  
وَتَوَلَّ إِلَى قَوْمٍ مُّنْذَرِينَ  
قَاتُلُوا إِيمَانَنَا تَسْمَعُنَا  
كَتَأْبَا مُتَزَلَّ مِنْ نَاعِصِ  
هُوَ الَّذِي مُصْدَرًا فَالْمَاضِينَ  
يَدَاهِيهِ يَهْدِي إِلَى الْحَقِّ  
وَإِلَى طَرِيقٍ مُّسْتَقِيمٍ  
يَا قَوْمَنَا أَحْبَبْنَا إِلَيْهِ  
اللَّهُ وَأَمْسَأْنَا إِلَيْهِ  
مَطَابِقَنَا هُوَ حَنْ أَوْ رَبِيعَ  
رَاسِتَهُ دَكْهَانَیْ ہے۔ اے قوم  
کے لوگو! اللہ کی طرف بلانے  
وَاسِلَةً كَوْ جَابَ دَدَا وَاسِلَةً  
ایمان لَاؤْتُو وَهُوَ تَحْمَلَنے گناہوں  
کو معاف اور قم کو دردناک  
غذا بے بچائے گا۔

ایک جگہ قرآن مجید نے اپنی عظمت و تاثیر کا اس

طرح ذکر کیا ہے:-  
وَأَنْزَلْنَا هَذَا الْقُرْآنَ  
عَلَى جَبَلِ لَرْأَيْتَهُ خَاصِيَّةً  
مُّصْدَرًا مَا مِنْ خَشِيَّةٍ  
دِبَاءُ وَپَاشُ پَاشِ نَظَارَهَا اور  
يَهْشَالِيْسِ ہُمْ وَگُوْنَ سے اس  
نَضَرُهُ بِهَا لِنَسِسِ لَعَنَّهُمْ  
لَئِنْ يَمَانَ كَرْتَهُ مِنْ تَأْكِمَهُ وَهُ  
يَقْتَلُكُمْ وَهُوَ مُنْكَرُكُمْ -  
(حشر ۲۱)

کیا ان تفصیلات کے بعد بھی کسی کو قرآن کی اثر لگیزی اور دل کشی میں کوئی کلام ہو سکتا ہے؟ مگر یہ بات بڑی قابل غور ہے کہ جس قرآن کی تاثیر کا یہ حال تھا کہ دفعۃ دلوں کی دنیا بدل جاتی تھی اور کفر و ضلالات پس طبیعتیں، ایمان و ہدایت سے سرفراز ہو جاتی تھیں اور جس کے اثرات کی یہ کیفیت ہو کہ پہاڑ بھی سُسیں تو پاش پاش ہو جائیں مگر آج وہ ایک ذہن و دماغ کو اپیں نہیں کر رہا ہے اور دلوں کا لذکر ہی کیا خود مسلمان جو رخانہ اس کی تلاوت کرتے اور نمازوں

## عوامی تشور

### مسلم مجلس مشاورت کیا چاہتی ہے؟ ورکنگ کمیٹی آل انڈیا مسلم مجلس مشاورت کا ایک فکر انگیز فیصلہ

- ۳۔ مولانا ابواللیث صاحب۔
  - ۴۔ مولانا استد ابو الحسن علی صاحب ندوی۔
  - ۵۔ مولانا محمد نظور صاحب۔ نعمانی۔
  - ۶۔ ڈاکٹر محمد عبد الجبلیں صاحب۔ فریدی۔
  - ۷۔ مولانا عبدالخیر صاحب۔
  - ۸۔ الحاج ملا جان محمد صاحب۔
  - ۹۔ مسٹر ایم۔ ایم۔ افروض صاحب۔
  - ۱۰۔ سید تاظہ رام صاحب۔
  - ۱۱۔ سید ابراہیم سیمیان خاں۔
  - ۱۲۔ الحاج محمد ذو الفقار اللہ صاحب۔
  - ۱۳۔ مولانا محمد مسلم صاحب۔
  - ۱۴۔ مولانا عبدالخیر صاحب۔ نعمانی۔
  - ۱۵۔ مسٹر محمد نظور عالم صاحب۔
  - ۱۶۔ محترمہ ایس قدوائی صاحبہ ایم۔ پی۔
- علاوہ ارکان کے حضرات ذیل نے بھیت مدعو خصوصی جلسہ میں شرکت فرمائی:-
- ۱۷۔ مولانا عبد الرزاق صاحب لطفی (جید آباد)
  - ۱۸۔ مسٹر محمد یعقوب یونس صاحب (پٹیہ)
  - ۱۹۔ حافظ اکرم احمد خالص صاحب (لکھنؤ)
  - ۲۰۔ مسٹر سیل احمد خاں صاحب۔ بنی اے (آنریس) ٹھ

جبوریہ ہند کے آنے والے انتخابات کے پیش نظر میں  
ملک کے موجودہ حالات اور مسلمانوں ہند کے مخصوص مسائل پر  
بہت سچراں کے ساتھ غور و تکری کے بعد ورکنگ کمیٹی آل انڈیا  
مسلم مجلس مشاورت نے اپنے اجلاس منعقدہ نی ادبی بس اربع  
۲۲ نومبر ۱۹۷۳ء میں ایک نہایت صلاح اور صحتمند  
فیصلہ مرتب کیا ہے جس میں مختلف بیانی جماعتوں کے اندماز  
تکریے بالآخر ہو کر خالص و طفی اور ملی فلاح و بہبود اور وقت  
کے امیر ہوئے تھا اپنی لوگوں کو خواطر کھٹکتے ہوئے ان بیان  
نکات پر نور دیا گیا ہے جو آج کے حالات میں "عوامی تشور"  
کا درجہ رکھتے ہیں۔

مجلس نے اپنی تمام شاغر اور رہنماء کار سے اپنی کی  
ہے کہ اگست کے تیسرا سے چھٹے میں عام اجتماعات منعقد کر کے  
ان نکات کو عوام کا پہنچانے اور روشناس کرنے کیلئے  
اول ملک کی رائے عامہ کو بیدار کرنے کے لئے پوری تندی  
سے کام لیں۔

ورکنگ کمیٹی آل انڈیا مسلم مجلس مشاورت کی اس ٹینک  
میں حضرات ذیل نے شرکت فرمائی:-

- ۱۔ ڈاکٹر سید محمود صاحب ایم۔ پی۔ رصدر کل ہند مسلم  
 مجلس مشاورت)
- ۲۔ مولانا مفتی عقیل الرحمن صاحب عثمانی۔

پائیداری کتھوں کی فضایا جائیں۔  
دینا کی جن قومیں نہ مشکلات و مصائب سے گھرانے  
کی وجائے ان کا مقابلہ کرنے اور آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر  
آئے ہوئے کاتھیہ کیلئے خدا کی نہ رانیوں نے انکھیں کبھی  
ماں پس نہیں کیا بلکہ اس کی حمیتیں ان کی حوصلہ مندیوں کے  
لئے اپنادا من و سچ کر فیصلی کی ہیں۔

لھنؤ کے اس اجتماع ہم نے مسلمانوں کو یاد دلا یا کہا نکا  
کام صرف اپنے آب کو سدھارنا اپنے بگاروں کو دور  
کرنا اور اپنی مشکلات کا مدار اور تلاش کرنا ہی نہیں ہے بلکہ  
قرآن کرم نے انکھیں یہ تعلیم دی ہے کہ وہ دوسروں کے بگارا کو  
بھی دور کرنے میں لگ جائیں۔ اس اجتماع میں مسلمانوں کو یہ بھی  
یاد دلایا گیا کہ فتنہ آن کیم انکھیں انسانیت کا بھی خواہ قرار دیلے  
اور اس لئے ان پر یہ فتنیہ عائد ہوتا ہے کہ وہ ذات پیات  
زنج و نسل اور فرقہ نہ ہب کافر و اعیان کے بغیر سبکے  
ساختہ حسن سلوک کریں اور ضرورت پڑنے تو اس کام کے  
لئے اپنی جان تک کی بازی لگانے سے در لغ نہ کریں۔ اولاً  
تو اس لئے کہ یہ ان کے مقام و منصب کا تقاضا اور قرآن مجید  
کا ان سے مطالبہ ہے۔ ثانیاً اس لئے کہ ملک میں اخلاقی  
قیادت و دعوت کا یکسر فقدان ہے اور انسانیت کی فلاح و  
ہبود کو سامنے رکھ کر بے لوث کام کرنے والا کوئی اداوارہ اس  
وقت موجود نہیں رہتا ہے۔ وہ کانگریس جس کے اصولوں اور  
کاندھی جی کی امداد اور خدمت اخلاقی زوال کا نتھا ہے اور  
ذمہ داری تھی وہ خود سخت اخلاقی زوال کا نتھا ہے اور  
اقتفت اور پرسنی کے سید اگر دہ اندر وہی لھنؤ نے اخلافات  
نے اس کے اخلاقی احتطاٹ کو تو آخری حد پر پہنچا دیا ہے۔ بہ حال  
اخلاقی قیادت کے اس خلا کا بھی ملت اسلامیہ سے مطالبہ  
ہے کہ وہ آجے اگر اس ملک میں اپنے خیراتیت اور عادم خلق  
ہٹنے کا رول ادا کریں۔

### آئیوائے انتخابات

ابھی چند دنوں میں آزاد مدنی و ستان کے چوتھے

- ۲۱- جناب حامد برکتی صاحب (مالیگاؤں)
- ۲۲- جناب محمد یوسف صدیقی صاحب (جیفی طیبیہ مسیں)
- ۲۳- جناب محمد مصطفیٰ خان صاحب ایڈوکیٹ (بنارس)
- ۲۴- قاضی نختار احمد صاحب (کان پور)
- ۲۵- مولانا محمد عقال صاحب، الہ آباد (آفس سکریٹری کل ہند  
 مجلس مشاورت)

## عوامی ملسوٹ

### مجلس کے سفر کا آغاز

اب سے تقریباً دو سال پہلے ادائیۃ علیہ میں ہم  
ایک بہت بڑی صیبعت سے دو چار ہوٹل کے بعد لکھنؤ میں  
جمع ہوتے تھے اس وقت شرقی ہند اور وسطی ہند کے ملکوں  
میں ایک تملکہ چاہو تو اتحاد اسلامی اس صیبعت کا سب سے بڑا  
نشان تھے۔

ازباب حکیمت جن پر ان حالات کو سدھارنے  
کی سب سے بڑی ذمہ داری ہائے ہوتی ہے یہ کہہ کر قائم ہو چکے  
تھے کہ یہ سب رتوں عمل ہے امن و امان کے سب سے بڑے  
ذمہ دار ان کی زبان سے رو عمل کے فلسفہ کی تائید نے حالات  
کو تاریک تر بنادیا تھا اور مسلمانوں کے ذہنوں اور دلوں میں  
یہ وسوسہ جگہ پڑنے لگا تھا کہ ان کا مقابلہ ملک میں محفوظ  
نہیں ہے۔

عام طور پر اس وقت کے مخصوص حالات اور ما حل  
میں یہ تحسیں ہو رہا تھا کہ مسلمانوں ہند کے سامنے دوسری راستے  
رمگئے ہیں یا تو وہ مالیوں ہو کر پاکستان کا رخ کریں یا یہ کہ وہ  
اپنی عزت نفس اور غیرت ملی کو ختم کر کے اپنے آپ کو حالات  
کے حوالے کر دیں۔ ہم نے ان دلوںیں بھروسہ اس توں کو مجاتے  
دوسرے حوصلہ منداہ راستے اختیار کئے ہم نے فیصلہ کیا کہ  
مسلمان رونا پیٹنا اور ماتم سرائی کرنا چھوڑ کر اپنی ہوئی  
ہمتوں کو والپس لانے اور اپنے شش ورز بدلے کی تو شش کریں  
دوسرے وہ اپنے وطن عزیز کو یا ہمیشہ مکش اندر ہوئی خلفشار  
اور بے اعتمادی کی دلیل سے بکال کریں جس حقیقی اختداد اور

انتخابات ہونے والے ہیں، اس سلسلے میں ہر جگہ شدت سے یہ سوال اٹھ رہا ہے کہ ان انتخابات میں مسلمانوں کا روایہ کیا رہے؟

مسلمانوں میں عام طور سے یہ احساس پایا جاتا ہے کہ پچھلے ۱۹ بررسوں میں چوپاری مسلسل برقرار اقدار ہی ہے جس کی تائیخ اور اسلامی اصولوں سے سب سے زیادہ اس کی توقع کی جاتی تھی کہ وہ فرقہ داریت سے بلند ہو کر تمام فرسقوں اور اقلیتوں کے ساتھ متفاہار اور مساواۃ نسلوں کرے گی اور ان کے ان حقوق اور جائز اور قدری طالبات کو دیانتداری کے ساتھ پورا کرنے کی کوشش کرے گی جن کی ملک کے دستور نے ضمانت دی ہے اور اسی اہمیت پر پچھلے تینوں انتخابات میں مسلمانوں کی غالب اثرت نے اس پارٹی کی حمایت کی، لیکن اب مسلمانوں میں عام طور پر یہ احساس ابھر رہا ہے کہ اس پارٹی نے اسے اعلیٰ اصولوں پر قائم رہنے اور خاص کر مسلمانوں کے مصالحت میں اس دیانتداری کا ثبوت نہیں دیا جس کی ایک بڑی اصول جماعت سے بجا طور پر توقع کی جا سکتی تھی مسلمان خوسوس کرتے ہیں کہ اس روایہ میں شاید اس غلط فہمی کو بھی دخل ہے کہ مسلمانوں نے دائمی طور پر اپنی قسمت اسی ایک پارٹی سے وابستہ کر دی ہے۔

مسلم مجلس مشاورت اس سلسلے میں اصولیہ و اضطراب دینا چاہتی ہے کہ مسلمانوں نے کسی پارٹی کے لئے خط غلامی نہیں لکھ دیا ہے وہ اپنے حق انتخاب کو اپنی صواب دید کے مطابق اپنے اور ملک کے مقاد کے لئے بہتر سے بہتر طریقہ پر مستعمل کر سکتے ہیں۔ مجلس مشاورت مسلمانوں کے ہندو رجہ بالا احساسات گذشتہ ۱۹ سال تجربات اور ملک کے موجودہ حالات کو سامنے رکھتے ہوئے اس سبب سمجھتی ہے کہ اتنے والے انتخابات کے سلسلے میں وہ ملک کو اور خاص کر مسلمانوں کو رہنمائی دے اور وہ موقف اختیار کرنے کا مشورہ دے جو ملک و ملت مسلمانوں کے لئے مفید ہو اس سلسلے میں مجلس نے ابتداء تیغور و فکر کے بعد ایک تو نکالی مینڈیٹ تیار کیا ہے جس کی بنیاد چند رہنماء اصولوں پر ہے وہ رہنماء اصول یہ ہیں:-

## رہنماء اصول

پہلی بات یہ ہے کہ ہندوستانی مسلمانوں کی چیزیت عملہ چاہے دوسرے درجہ کے شہری کی ہو چکی ہو مگر اصولی اور دستوری اختیار سے وہ برادر کے شہری اور برادر کے شرک حکومت ہیں۔ ہمیں اپنی ہر کوشش میں یہ بات ملاحظہ رکھنی چاہیے کہ مسلمان خواہ گر کر اپنی یاد مصروف کی وجہ سے کسی بھی اتفاق پر چرخ ہے ہیں لیکن ہماری ذمہ داری ہے کہ اس پست مقام سے اٹھا کر اپنیں اصول اور دستور کی عطا کر دے پوری لذیش لائی جائے دوسری بات یہ ہے کہ وہ جو بھی فیصلہ کریں اس میں "خیر امداد" کے دعوے سے بوری مطالبہ کرتے پائی جائے وہ جماں اپنے علم و آلام کا مدد اور امداد حصونہ ہیں وہیں اس ملک میں بھرپور ہوئے کروں گے انسانوں کے رنجوں پر بھی مرسم و بھیں اور ان کی مصیبتوں کو اپنے دلوں کی دھڑکن بنانے کی کوشش کریں۔

تیسرا بات یہ ہے کہ وہ اس امر کو بھی فرماؤش نہ کریں کہ اس ملک میں اکثریت اور اقلیت میں خاصیتے اعتمادی پائی جاتی رہیا ہے اس لئے یہاں جو بھی قدم اٹھایا جائے وہ اسی قوت کا میباشد ہو سکتا ہے جب اکثریت کا ایک بڑا طبقاً سے اپنے دل کی آواز بنا نے کے لئے آمادہ ہو جائے۔

ان تینوں رہنماء اصولوں کو اپنے ذہن میں رکھئے اور پھر سوچیجے کہ مسلمان اپنے شرکی حکومت ہونے کی ذمہ داری کو کس طرح پورا کر سکتے ہیں۔

## تونکاٹی ملنی فسطو یامینڈیٹ (تشور)

جن طرح ملکی مارٹیاں اپنی امنگوں کو مینی فشوی تکلیم میں عوام کے سامنے پیش کر رہی ہیں اسی طرح ماٹے دہندہ گان کو بھی حق پہنچا رہے کہ وہ اپنی امنگوں کو کسی ہینڈیٹیٹ کی شکل دیں اور اس کے پیچھے رکھے ہامہ کو اکٹھا کر کے تمام پارٹیوں کو یہ سوچنے پر آمادہ کریں کہ اس ملک کے شہری کیا چاہتے ہیں۔

آسٹریلیا، سینگھری اور کسی اور جمیں مغربی جرمیں میں اس کے کامیاب تحریات کے جا چکے ہیں اور اس وقت ان ملکوں میں اس کا رواج ہے۔

سم۔ ریاست کے ویفیر کردار کا استحکام۔ دنیا کا ہر زندہ اجتماعی نظام اس بات کا پابند ہے کہ عوام کی فلاح و ہبود کے مقاصد کو سامنے رکھ کر ریاست کا انتظام کرے۔ ہم نے دنیا کے نقشہ میں ایک نئی جمہوری حکومت قائم کی ہے جس کے لئے ہم یہ ضروری سمجھتے ہیں کہ وہ اگر دوسری ریاستوں سے بہتر فلاحی جیزیں نہ پیش کر سکے تو اس کے فلاح پر گرام کم از کم ان کے ہم یہ ہوں اس سلسلے میں ذیل کے اجزا کو ہم پختے ہیں شامل کرنا چاہتے ہیں۔

- معذوروں اور اپا، بخوبی وظیفہ تعلیم کا ہر مرحلہ تک مفت انتظام ● بے روزگاروں کے وظیفے یا متداول کام ● رہائش کا اصرام ● مفت علاج کی ہوں ہمیں ● جان وال کے تحفظ کی گارٹی اور بصورت عدم تحفظ اس کا معاف و نہ ● حادثات کا شکار ہونے والوں کو خوب بہاکی ادا یکی کسی پر اطمینان نہیں ہوتے کہ ایک عائد کرنا قابل دست اندازی ہوں جنم قرار دیا جائے ملک کا ہر شہری ایک دلیفیر یا سرت کا طشدہ نہیں ہے جب تک کہ اس کے خلاف ایکی نیشنل ہونے کا عدالتی ثبوت نہ ہو۔ لیکن یہ واقعہ ہے کہ ملک کی اکثر پیشتر یا متعدد میں اس کی خلاف ورزی ہو رہی ہے۔ ملک کے متعدد باوقار اور اس پر اعتماد کیا ہے اور اس خلاف ورزی کی تفصیلی شاذی کی ہے) ضروری ہے کہ اس نقطہ نظر سے نہ کہا جائز ہے اور اس کی صلاح کی جائے۔

فرانس کے دستور کے دیا چہ میں کہا گیا ہے کہ ہر شہری جو اپنی جسمانی یاد مانگی حالت یا اتفاقاً دی مشکلات کی وجہ سے کام کا اہل نہ رہا یہ ریاست کی ذمہ داری ہو گی کہ اسے معیاری زندگی لگادرنے کی سہولت عطا کرے۔

بلفاری میں ہر شہری کو بیماری عاداثہ، ناکارہ پن، بے روزگاری اور بڑھلپے کی حالت میں ریاست پیش، امداد

ہمارے نو نکات ہے۔ ۱۔ پختے رہنے اصولوں کی روشنی میں ہم نے جمعیتی طبق تحریک کیا ہے وہ ذیل کے نو نکات پر مشتمل ہے۔

۱۔ نظام تعلیم کی اصلاح۔ ہمارے نزدیک نظام تعلیم میں مندرجہ ذیل میں رخوں سے اصلاح کی شدید ضرورت ہے۔ (۱) اخلاقی تعلیم و تربیت کو نظام تعلیم کا اہم عرصہ بنایا جائے ہماری نئی نسل کی بے راہ روی کا بڑا سبب یہی ہے کہ اخلاقی تعلیم و تربیت کو ہم نے اپنے نظام تعلیم میں وہ مقام نہیں دیا ہے جو اس کا حق ہے۔

(ب) جو تاریخ ہمارے اسکوں میں پڑھائی جا رہی ہے سمیر ایسا غصہ داخل ہو گیا ہے جو ملک کے مختلف فرقوں خاص اس سے بڑی تعداد رکھنے والے دلوں فرقوں دہنہ دوں اور مسلمانوں کے درمیان بے اعتمادی بلکہ ممتازت کے حد ذات پیدا کرتا ہے۔ اس نقطہ نظر سے نہایتے تاریخی حصہ کی اصلاح کی جانے اور تاریخ اس طریقہ پر پڑھائی جائے جس سے ملک کے مختلف فرقوں میں اتحاد و اعتمادی فضا پیدا ہو۔

(ج) ہندوستان جیسے ملک کے لئے جو مختلف مذاہب کا گھوارہ ہے یہی صحیح ہے کہ سرکاری نصاب تعلیم خاص کا تبدیلی اور شانوی درجات میں نامذہبی دسیکولر رہے اور ہر فرقہ اپنی فرمی تعلیم کا خوب نہیں دیتے اور ہر دستور ہندو میں کہا جھی گیا ہے۔ لیکن یہ واقعہ ہے کہ ملک کی اکثر پیشتر یا متعدد میں اس کی خلاف ورزی ہو رہی ہے۔ ملک کے متعدد باوقار اور اس پر اعتماد کیا ہے اور اس خلاف ورزی کی تفصیلی شاذی کی ہے) ضروری ہے کہ اس نقطہ نظر سے نہ کہا جائز ہے اور اس کی صلاح کی جائے۔

۲۔ طرق انتخاب میں تبدیلی۔ ہمارے ملک میں اس وقت سینگھ ووٹ ملکی انتخاب کا طریقہ رائج ہے اس کا ایک واضح نتیجہ یہ ہے کہ نمائندگی کا حق پوری طرح اور انہیں ہونے پاتا ہم چاہتے ہیں کہ اس کی جگہ متناسب نمائندگی دیروڑی نہیں پر پڑھنے کا سامنہ رکھ کیا جائے یہ سب اس وقت دنیا کے ایک درجن سے زیادہ ملکوں میں رائج ہے: تجمیع، ہائینڈ، ڈنمارک، سویڈن، ناروے، فن لینڈ، آٹلی، انڈونیشیا، سوئیٹزر لینڈ،

اور معاو خدا داکرتی ہے۔

سعودی عرب میں ریاست نے غریبوں سکینوں، منس سیدہ لوگوں، معذوروں، بیپاؤں، مطلق عورتوں بے سہارا لیکیوں، بے روزگاروں اور ملضیوں کے لئے وظیفہ دینے کی ذمہ داری لی ہے۔

کوہستانیں یہ ذمہ داریاں اور بہتر طریقہ سے پوری کی جاتی ہیں۔

بہر حال بنیادی تصور ہی نگاہ کے سامنے رہنا چاہیے کہ ریاست کا فلاحی کردار اتنے امکانات کی حد تک اپنے کریمانہ آئے اور اس سے اخراج کی شکل میں ریاست جواید ہے۔

۶۔ پرشن لاکا تحفظ:- ہمارا ملک مختلف فرقوں اور اکٹیوں کا جماعت ہے۔ یہ ایک گلزاری ہے جو رنگ رنگ پھولوں سے مل کر بنائے انہیں سے ہر پھول کو اپنی افرادیت باقی رکھنے کا حق حاصل ہے اور حاصل رہنا چاہیے۔ پرشن لاکا تحفظ نہایت اہم اور ضروری ہے اور اس سلسلے میں دستور کی کوئی دفعہ اگر مراجم ہو رہی ہو تو اسے حذف کیا جائے۔

۷۔ مادری زبان کی بقاوت و ترمیح:- دنیا کا یہ ستمہ اصول ہے کہ مادری زبان ہی کو ذریعہ تعلیم بنایا جائے ہر شہری کا یہ بنیادی حق ہونا چاہیے کہ جزیان وہ حصہ میں پولتا ہے اسی زبان کو اٹھا رخیاں اور تعلیم کا ذریعہ بناتے ہیں مدد ہی جائے۔ ہندوستان نے بھی اس اصول کو تسلیم کیا ہے اور اس کے مطابق ہندوستان کی ہر ریاست میں مادری زبان میں تعلیم دی جا رہی ہے۔ لیکن اردو جنگروڑوں ہندا وستانیوں کی مادری زبان ہے وہ اس حق سے اب تک محروم ہیں۔

۸۔ نہیں اوقاف کے تعلق فرقوں کے مختصر افراد کے ذریعہ انتظام:- نہیں اوقاف کے انتظام کا مسئلہ بھی اکثر ہنزوں میں اچھی دلتازما ہے۔ ہماری واضح راستے یہ ہے کہ دیلفیر ریاست اور دیلفیر سماج کے قیام کے لئے تابیخ کے مختلف ادارے میں جو ادارے کام کرتے رہے ہیں

چلیتے باقی اندہ ریاستوں میں اردو دار طبقہ کے لئے سرکاری مدارس میں اردو تعلیم کا معمول انتظام ضروری ہے۔ اردو دار طبقہ کو اس کا شدید احساس ہے کہ اصطلاحات کے چکروں میں ڈالکر ان کے اس بنیادی حق کو بری طرح پامال کیا گیا ہے جو مجلس کی بھی راستے ہے کہ یہ سلسلہ ریاستی نہ رہے بلکہ اسے مرکز کو اپنے ہاتھ میں لےنا چاہیے۔

۴۔ اقلیتی بورڈ:- اقلیتوں کی مشکلات اور مسائل کے حل کے لئے اپنی بورڈ بنایا جائے جو ان کے معتمد علیہ افراد پر مشتمل ہو۔

۵۔ ہر فرقہ کی علم گاہوں کی حفاظت:- تابیخ کے کسی دور میں ہندوستان کے انشنوں نے اپنے فرقوں یا خاص مقاصد کے لئے جو تعلیم گاہیں قائم کی ہیں ان کے بنیادی مقاصد کی حفاظت کرنا ہمارا بنیادی فرضیہ ہے۔ حکومت اگر اس تحفظ کا فرضیہ انجام نہ دے سکے تو یہ امانت میں خیانت کا انتکا ہو گا۔ اس اصول کو پیش کرنے کے بعد ہم ملک کی چندری بڑی بڑی تعلیم گاہوں کی جانب اشارہ کرنا ضروری ہے جو اسلام میں نیوٹری علی گردد، بنارس ہندو یونیورسٹی شانستی نیشن، جامعہ ملیہ اور گورنمنٹ کانگری وغیرہ۔

مسلم یونیورسٹی کے سلسلے میں مسلمانوں ہندو ہلکر حکومت کے طرز عمل سے اپنی بزرگی کا اٹھا رکھے ہیں اور اب پھر اس کا اعادہ کرنا ہے کہ وہ اس تعلیم گاہ کا اس کے بانیوں کے مقاصد سے اخراج کرنا اصولاً غلط اور خیانت بھتے ہیں اور وہ اسی میگاہ کی روایات کو جاننے کی خاطر بر ابر جد و تجد کرتے رہیں گے۔ یہی صورت حال اگر کسی اور تعلیم گاہ کے سلسلے میں بھی پیش آئی تو اس کا تعلق خواہ مسلمانوں سے ہو یا نہ ہو مسلمان اسکے بنیادی مقاصد کی حفاظت کے لئے بھی جد و تجد کریں گے۔

۶۔ نہیں اوقاف کے تعلق فرقوں کے مختصر افراد کے ذریعہ انتظام:- نہیں اوقاف کے انتظام کا مسئلہ بھی اکثر ہنزوں میں اچھی دلتازما ہے۔ ہماری واضح راستے یہ ہے کہ دیلفیر ریاست اور دیلفیر سماج کے قیام کے لئے تابیخ کے مختلف ادارے میں جو ادارے کام کرتے رہے ہیں

راتے عامہ کو ہموار کرنے کے سلسلے میں اپنا موقف زیادہ سے زیادہ اصولی اور فیرقد وار انہ بنانے کی کوشش کریں اور اتنے والے انتخابات میں خود بھی اخین نکلوں کو حقی الوضع اجتماعی نیچلے کے تحت اپنی حمایت کا معیار بنائیں اور پورے ملک میں بلا مثیاز مذہب و ملت اس کی فضماں بنانے کے لئے جدوجہد کریں۔

## تجھی

اس پغفلت کو نقل اس نے مکیا تھا کہ اس کے مالڑو ما علیہ پر خود ہم بھی اٹھا رخیاں کریں گے اور مختلف اخبارات میں اس کے خلاف یامواافق جو کچھ آرہا ہے اس کا تعمیدی جائزہ لیں گے تاکہ ملک و ملت کی بھی خواہی کے جذبے سے کئے جائیو اس کام کو تقویت پہنچ جئے "جلس مشاورت" کا عنوان دیا گیا ہے۔

لگر اس ارادے پر اوس تازہ برہان کے ادارے نے ڈال دی۔ برہان نکلتا تھا ہے مولانا سعید احمد اکبر آبادی کی ادارے میں لیکن سب کو معلوم ہے کہ عمل اس پرچے کی نہ صرف ترتیب و طباعت بلکہ اس کا نفس وجود ہی مولانا مفتی عقیق الرحمن دا مظہر کا رہیں مدت ہے اس کے باوجود اگر برہان کے ادارے میں بالکل واضح طور پر مجلس مشاورت کے طرز تک اور اس کے شکر کو غلط اور مضمر قرار دیا جا سکتا ہے تو کوئی فائدہ نہیں کہ ہم مجلس مشاورت کے ذریع میں سرکھا ہیں۔ مسئلہ اگر خالص نظریاتی اور علمی ہوتا تو نہیں پروانہ ہوتی کہ کس نے کیا کہر یا لیکن مسئلہ علمی اور یسا سی ہے اس نے ہم ہزار دلائل مجلس مشاورت کے حق میں جمع بھی کر دیں تو کوئی علمی تجویز نہیں تکلیف کا جبکہ اس کا ایک رکن اعلیٰ بغیر کسی تکلف کے اپنے ہی پرچے میں اپنے خلاف مواد شائع ہونے دے رہا ہے اور کوئی لکھا سا اختلافی نوٹ بھی اس پر نہیں دیتا۔

خط و کتابت کے وقت اپنا مکمل پتہ مع نمبر خرمیداری صاف اور خوش خط تحریر ہر گایں

ان میں سب سے پائیڈار ادارہ یہی اوقاف کا ہے اس کے ذریعہ ہمارے درود مذہب انشدے شہری ذمہ دار یوں میں شریک ہوتے اور ذمہ دار یوں کا بوجھ اٹھاتے رہے ہیں یہ اوقاف جن افراد و مقاصد کے لئے وقف کئے گئے ہیں ان کی حیثیت زیادتی ہے جن سے سرموما خراف نہیں کیا جاسکتا۔ یہ اوقاف جس فرقہ سے بھی متعلق رکھتے ہوں اس فرقہ کا حق ہے کہ واقف کی شرط اور تصریحات کے مطابق اپنے منتخب کردہ خاندانوں کے ذریعہ ان کا کام چلاشے گوئی میں افسرا دکونامزد نہ کرے۔ البته یہ حکومت کی ذمہ داری ہے کہ اوقاف کو ترقی دینے کی مختلف تجاویز عمل درآمد کرے۔ مثلاً اوقاف کو سرکاری جانبدادوں کی طرح کرایہ داری اور اخلاقی کے قانون سے مستثنی قرار دینا یا ان کی جیشیت کو اٹھانے میں مدد دینا۔

9۔ سماجی اصلاح : آج ہم یہی ہموم کر رہے ہیں کہ ہمارا سماج زوال پذیر ہے اور اس کی کڑیاں بھر رہی ہیں۔ ان ہیں سب سے بڑا عامل اخلاقی ہے راہ روی ہے اس سلسلے میں ہم ذیل کی چند باتیں میں کر کے چاہتے ہیں کہ ان پر سختی سے عمل درآمد کیا جائے۔

● محرب اخلاق لطیج کی مخالفت کی جائے ● ایسی ملیں بنانا قطعاً منوع قرار دیا جائے جو سو ساٹی میں بد اخلاقی کی پروپریٹس کرنے والی ہوں ● چھوٹ چھات کو دور کرنے کے لئے حکومت نے الگ چھے قوانین بنائے ہیں مگر نہ دوستی سماج سے یہ لعنت ابھی تک دور نہیں ہو سکی ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ اس تباہ کن کام کے خلاف وسیع پیمانہ پر اور ہر ایک پر راستے عامہ کی تحریکیت کی جائے ● ستراب بندی کے سلسلے میں ہمارا کہنا ہے کہ ہر ریاست میں بلا مثیاز طبقہ و علاقوں اسے منوع قرار دیا جائے ● رشوتو اور بد عنوانی ایسے نا سور ہیں جنھوں نے ملک کی زندگی کو تہہ والا کر دیا ہے ان کے اضداد کے لئے ملک گیر پیمانہ پر اخلاقی و قانونی ہم چلانی جائے مجلس طے کرتی ہے کہ ان نوکرات کے حق میں ملک کی راستے عامہ کو تیار کیا جائے اور مسلمانوں کو جاہینے کر وہ خیر امت اور حق انصاف کے ہلکہ دار ہونے کی حیثیت سے ان نکات کے حق میں

# مسنود مسحیانہ تک

انجھٹوی و فوٹو تو ائے گلنگو ہی ” و ” تحدیرالناس ”  
ناز توی جو کفریات ہیں جن کی بناء پر عرب و حجم و  
ہندو متھ کے علمائے کرام و مفتیان عظام نے  
بالاتفاق قتوی صادر فریائے کہ من شفیق فی  
کفر و مذابہ فقد لکفری ” یعنی جس دیوبندیوں  
دہا بیوں کے کافرو معذوب ہونے میں شک کیا اس نے  
کفر کیا ۔

اس حقیقت افزود اور ایمان پر و تمہیکے بعد حضرت  
داد بادشاہ عنوان قائم کرتے ہیں ۔

” اللہ تعالیٰ کی توہین و تفہیص ”

یہ گویا وساہی عنوان ہے جیسا کہ مولانا مودودی کے  
خلاف چھپے گئے پوسٹروں میں دیکھا ہو چکا ہے ۔

” انہیاں اور صحابہ کی توہین و تفہیص ”

شاید اسی کو بزرگوں نے کہا ہے کہ عوzen معاصر مکمل نہ رک  
چنی ماں میں ملاحظہ فرمائیے جن سے دیوبندیوں ہائیوں  
کا اللہ تعالیٰ کی توہین و تفہیص کرنا از سبکہ آفتاب عالماب شی  
طرح روشن ہوتا ہے ۔

” آیت اول پارہ اول ۔ اللہ یستعفی زہم  
و لشمنی کرتا ہے ان کے ساتھ دعا شن ملی یہ رحی طیف  
گنگو ہی ”، اور من اقویوں خدا ہنسی کرتا ہے دفعہ محمر  
جانبدھری دیوبندی ۹) اللہ ان کو بنا تا ہے دفعہ  
نذری دہلوی ) اللہ ٹھٹھا کرتا ہے ان سے د ترجمہ  
غیر مقلدین ) اللہ ہنسی کرتا ہے ان سے د محمود شیخ ”

بر بلوی بھی کیا چیز ہیں !

” قرآن مجید کے ترجمے کی آڑ میں وہابی دیوبندیوں  
کے نئے کفریات و مظلومات ”

ملا نہ شتاۓ تو بھی آپ سمجھ ہی گئے ہوں گے کہ یہ شاندار  
فقرہ علم و فلم کے کسی بھنڈار سے آیا ہے ۔ نام ہے ان صاحب  
کا سیاست محمد دادا بادشاہ قادری ۔ ملا تو ان سے واقعہ نہیں  
گر صوفی گلقت سبز و ارجی نے بتایا کہ یہ بزرگوار خوا جسہ  
گزارش علی کے ہم پایہ صوفیوں ہیں ہیں اور آزادی سے پہلے  
ان کا ایک مرید چلبی شاہ بریلی کی سوں لاٹن میں فٹ پاٹہ  
پر ایک آنڑی کراہت کے حاب سے سو کراہتیں روز دھلایا  
کرتا تھا ۔ واللہ اعلم بالصواب ۔

جن اشتہار سے یہ فقرہ لیا گیا ہے وہ تقریباً اسی قسم  
کا اشتہار ہے جیسا بھی بھی مولانا مودودی اور جماعت اسلامی  
کی مراجح پرسی میں اہل اللہ کی طرف سے شائع ہوا کرتا ہے ۔  
چھمن رجات اس کے آپ بھی مطالعہ فرمائیں تاکہ سنند  
رہیں اور بوقت ضرورت کام آئیں ۔

” دنیا میں کسی کافر سے کافرنے ایسے کفریا اور

مظلومات نہیں لکھ جیسے گندے گھونے کفریات

دہا بیوں دیوبندیوں کے پڑے پورھوں پکھوں پرازوں

سیاوفون نے لکھ اور شائع کر لے اور راجھیں کفریات

کو جمعیۃ علماء ہند پلی درست و بجا آتی ہے ۔

” حفظ الایمان ” تھانوی و بر ایں قاطع ” گنگو ہی ”

ہیں۔ ہرگز نہیں۔ ہاں ہاں تھے وہ ہایو ادیوبن ریوا  
نڈو یو! مودودیو! اکفور یو! الیاسی تبلیغیو! جمعیت  
العلماء یو کیا ان کفری گمراہ کن ترجیحون اور کافر گز  
مترجمون کے خلاف تم نے کوئی فتویٰ دباؤ کوئی اپنے  
یامضیوں چھاپا۔ کوئی آواز طھائی۔ کوئی ایجھی میش  
ڈاٹرکٹ ایمیشن کیا۔ اگر نہیں تو کیوں؟  
صرف اس لئے کہ یہی کفری گندے عقیدے سارے  
کے مالے دیوبندیوں، دہلیوں، نڈویوں، مودودیوں  
تبلیغیوں، جمعیتیوں کے بھی ہیں۔ مسلمانوں اخدا را  
ان دین کے شہنوں کو پہچانو اور ان سے دُور و  
نفور رہو۔

مولوی قطب الحسن نے دو مرافقان میں سے رکھتے ہوئے  
فرمایا۔ ”بھی روائی تو ہوتی ہے۔— لگریہ تحریر کی نہیں  
تحریر کی زبان ہے۔ اسیج پر ٹرامزادی ہے۔“

”میں نے ایک مرتبہ صوفی گل بکادی کی تحریر بھی سنی  
ہے۔ یہی تیور تھے۔ اتنا اضافہ وہ اور کہتے تھے کہ تھوڑی  
تھوڑی دیر بعد مودودی مردہ باد۔— دیوبندی حنفیہ رسیدہ  
— ندوی فی النار والسفر کے نعرے لگواتے جاتے تھے۔ پھر  
انھوں نے وہا بیت کے قلعہ قمع کے لئے چڑہ اکٹا کیا۔ دس  
روپے نو آئے جمع ہوتے۔۔۔۔۔“

”صوفی گل بکادی کی تحریر تم نے کہاں سنی ہو گی۔“  
مولانے ٹوکا۔— وہ توینہ رہ سال پورے آگرے کی  
چھبیلی باتی کے ساتھ کہیں غائب ہو گئے تھے آج تک ٹوں  
میں سے ایک کا بھی پتہ نہیں چلا۔“

”پھر وہ صوفی الگر گل رہے ہوں۔— یاد ایسا ہی  
پڑے تھے کہ ان کا نام تاریخی نوعیت کا تھا۔“  
”خیر لئے پڑھو۔— دیکھیں تو آیت کا ترجمہ کیا نکالا گیا ہے۔“

یچے سنیتے۔۔۔۔۔

”ان آئیوں کا صحیح ترجمہ حضور پیر نور (فضلہ بنو)  
مرشد برحق دشمن ہوتی دن تاجدار اہل سنت  
دھرمی فتحاًحت و بلا غث۔ دہلیوں کے لئے

(دیوبندی) اللدان کی منسی اٹھاتا ہے (عبد الدائم)  
اللدان سے استہرا مکرت ہے (اعشرف علی ٹھانوی)  
مہنگی کرنا، مٹھا کرنا، بنا، استہرا مکرتا ہرگز  
خدا تعالیٰ کی شان نہیں۔ یہ لکھا خدا تعالیٰ کی تو ہیں کہا  
ہے اور قرآن کے پردے میں مسلمانوں کے دین اور  
ایمان کو تباہ کرنا ہے۔“

سمجھے آپ؟

مولوی قطب الحسن نے عاجزکی زبان سے یہ اقتباس میں  
تو برا سامنہ بنا کر کہنے لگے معلوم ہوتا ہے دادا بادشاہ افیم کھانا  
ہے۔ ایسی باتیں افیم کھاتے بغیر نہیں لکھی جا سکتیں۔  
میں نے ادب سے عرض کیا۔— ”لیکن منفی اپرداشت حسن  
تو فیم نہیں کھاتے۔ وہ بھی تقریباً اسی قسم کے دلائل سے مولانا  
مودودی کی مکاری کی ثابت کرتے ہیں۔“

دیکھ کر اے۔— ”گدھے۔ وہ افیم نہیں کھاتے تو  
بھگ پیٹے ہیں۔ مات ایک ہی ہے۔“

”میں حیران رہ گیا۔— مولانا۔ آپنے بھی تو پچھلے  
سال حضرت منقار الدین کی کتاب کے مقدمے میں مودودی کو  
خارجی اور منکر حدیث وغیرہ لکھا تھا۔— کتابی معاف۔ آپ  
تو فیم اور بھنگ کسی سے بھی شغفت نہیں رکھتے۔“

”چھوڑو میاں۔— وہ سیاست تھی۔ آج بھی جب  
تم مودودا باد جاتے ہیں تو وہاں کی جامع مسجد میں مودودی کو کافر  
بلکہ اکفر ثابت کئے بغیر نہیں رہتے۔— مگر...“

”چھلے ناتام چھوڑ کر انھوں نے یاں کھایا۔  
”مگر کیا؟“ میں انھیں سوالیہ نظرؤں سے گھوڑتار رہا۔

”سیاست اور حیزب ہے حقیقت اور۔ میاں تم آگے  
ستاؤ۔ دیکھیں تو خود دادشاہ کے نزدیک آئیت ذکورہ کا  
ترجمہ کیا ہے۔“

”اجی ابھی ترجمہ کہاں۔ پہلے انھوں سے تین مذکورے۔“ یہ کہہ  
میں نے آگے پڑھا۔

”مسلمانوں کیا ان کفری عقیدے والوں کے بھی  
نماز پڑھو گے؟ انھیں امام و مدرس بناؤ گے؟ ہرگز

کے حصے میں آئی۔ جماعت اسلامی والوں کو بہت تھوڑا املا۔ مگر یہی نکتہ اگر تم لکھ کر چاہ بھی دیتے تو... خود سوچ پہاری کے کوڑی کی رہ جاتی۔

”نکتہ بلطفہ ہے۔“ گوئی پور میں ظاہر ہے کوئی پرانی پاس بھی نہ رہا ہو گا۔

”رہا بھی ہوتا ہیں بھجا کہاں دھرا ہے گدھ کے چوپان میں۔ قوم اتنی احق و اجلہ ہے کہ اگر اسے دل کھول کر نہ لوٹا جائے تو ہم سے بڑا حق کوئی نہیں۔“

”جسے رشک آتا ہے آپ پر۔“ کبھی مولانا ناچیز کو بھی اپنے تبلیغی درجے میں لے جائے۔

”کچھ کھلاو پاؤ تو غور کریں۔“ ان کے ہونٹوں پر بڑی چلپائی سکر اہمٹ اہمٹ آئی تھی۔

”آپ ناچیز ہی کو کھا جائیں۔“ مولانا کھلانے لپانے کو کچھ ہوتا تو قبلہ سے لے چلنے ہی کی گذارش کیوں کرتا۔ دورے میں خادم کی حننوں سے جو کچھ حال ہو گا اس میں آدھا اپکا۔“

”تم ہماری بھی شیاطین دبودو گے۔“ اچھائیں شرطیں ہیں۔ اول یہ کہ ہمارے گردید خاص کی حیثیت سے سفر کرو گے۔ دوسرا یہ کہ ہمارے گردید حکم کی بے چون و چراغیں کرو گے۔ تیسرا یہ کہ پوری حکمت کے ساتھ یہ شہر کرو گے کہ مولانا کا دل جا ری ہے۔

”دل جا ری ہے۔“ میں بے ساختہ بڑھ رہا۔

”اور نہیں تو کیا۔“ یقین کرو طویل ریاضت و عبادت کے نتیجے میں ہمارا دل جا ری ہو گیا ہے۔

”یعنی... خادم بھی یقین کرے!؟“ میرے لہجے میں شدیداً حتیاج تھا۔

”تم کیوں نہ کرو۔“ کر لو گے تو پر و پیگنڈہ بھی فطری انداز میں کر سکو گے۔ دل جا ری ہونا کوئی معمولی بات نہیں۔

”بے شکر بے شک۔ غالباً ہر ہی نے جا ری ہوتا ہو گا۔“ میرے انداز سوال میں بلا کی معصومیت تھی۔ انہوں نے خونخوار نظرؤں سے بخے گھورا۔ پھر دفعتاً ہنس پرے۔

پلاکت۔ دوستوں کے لئے سلامت (۹) اعلیٰ حضرت (عظیم القدر) مجددین و ملت (سر امر شرکت) حشرت (شیخ الاسلام و اسلیمین) (مرکز جلالت و شکیلین) مولانا مولوی (خطیب واعظ) حافظ قاری، الحاج حفیت شاہ (بلکہ شہنشاہ بعد المصطفیٰ محمد احمد رضا خاں قادری برکاتی آل رسول بریوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کہ ”اللہ ان سے استہزا کرتا ہے جیسا اس کی شان کے لائق ہے۔“

اب میں نے اہمیت جتنا کے انداز میں مکملیت شانے ہلاتے۔ مولانا میری طرف اس انداز میں دیکھے جائے تھے جیسے مزید سُننے کے منتظر ہوں۔ میرے ٹھیر جانے سے ان کے پڑے پر ابھن کے آثار ابھر آئے۔

”اب سائب کیوں سو بھگیا۔ آگے بڑھوں۔“

”آگے دھرا نہ ہونے ہے۔ یہ نہ نہ تو خشم ہوا۔“

”خشم ہوا۔ کیا بکواس ہے...“

”وہ یعنی آپ دیکھئے۔“ میں نے صحیحہ مقدس اسکے بڑھایا انہوں نے بڑے غور سے مطالعہ کیا۔ پھر صحیحہ کو میرے زبان پر تصحیح کر لے۔

”لغت برس گئی بکھتوں پر۔“

”یعنی چہ؟“ میں نے ان کی انکھوں میں دیکھا۔

”اسے میاں دون کی ہم بھی کھینچتے ہیں۔“

ہم نے بھی بہت اڑائی ہے گزر میانی۔ وہی باتیں اگر لکھ کر چھاپ دیتے تو دنیا ہمیں الوکا پٹھا سمجھتی۔

”کیا بات ہوئی۔“ میں نے حیرت سے منہ پھیلایا۔

”میاں۔“ فرض کرو کوئی پور میں ہم تے بغیر کے موقع پر کہہ دیا تھا کہ مودودی دراصل مد سے نکلا ہے اور مد عربی میں اس شیطان کو کہتے ہیں جو اللہ رب العالمین نے اپنے نیک بن روں کی زکوٰۃ خیرات میں کٹ طڑلے لئے پیدا کیا ہے۔ یہ بات دیہاتیوں میں تو چل کئی اور قربانی کی تھاںیں اور پیداوار کی زکوٰۃ زیادہ تر مردم سے بنیاد العلوم

کوایی تو تم لوگ جس طرف بھی منہ کرو ادھر اللہ تعالیٰ  
کامُرخ ہے دخالوی جی مسلمان غور فرمائیں زیاداً  
بیتِ ہو گا کو صرف کوئی خوف رفمائیں۔ مم کوئی ترجیح  
نے خدا کا منہ خدا کے لئے جبت۔ خدا کا مُرخ خدا کا  
سامنا۔ خدا کا پچھا سب کچھ بانیا و العیاذ باللہ  
تعالیٰ۔ ترجیح کی آڑ میں مسلمانوں کو مگر اہ بنا یا۔ اس  
آیت کا صحیح ترجیح مذکور چون جناب احمد رضا خان نصیب  
نہ کیا ہے تو تم جو حضرت کو ادھر دے جو اللہ ہے۔  
سبحان اللہ۔ سبحان اللہ۔ یہ ہے وہ ایمان افزور  
وہ بیت سورہ شریعت آموز۔ ظلمت دوز مہرخونی  
ترجیح ہیں سے ایمان روشن اور روح منور اور دل  
باش باخ (اور معدہ قوی اور حکیم ہو ادار) اور  
وہاں یوں دیوبندیوں کے دل و جگہ (بلکہ پیر) اور  
کربجی بلکہ ساخت اور نظر ہی) داش داغ ہیں۔  
میں نے داد طلب نظروں سے مولانا کی طرف دیکھا۔  
خیال تھا کہ وہ جل جہن رہے ہیں کے مگر ان کے ہر سے پر  
تو گد ازور قوت کی کیفیت نظر آئی۔ آنکھوں میں تین تھکر تھا۔  
نظریں زمین پر گڑھی ہوئی تھیں۔ اتنے ہی میں ایک سرد  
آہ ان کے حلق سے اس آن بان کے ساتھ آزاد ہوئی کہ  
ترشی ہوئی مونچھوں کے سر سے چنے کے کھیت کی طرح لہراتے  
نظر آئے۔

”ہاتیں مولانا۔ آپ کہاں ہیں؟“  
”ول پر چوٹ پڑی ہے برخوردار۔ بالکل دیسا  
ہی علم کلام۔ جیسا ہم اور ہمارے مضتی ہر ایتھر میں تھا  
کہستہ ہیں۔“

”مگر آپ تو فرمائی ہے تھے کہ انہیم یا جنگ کے بغیر اس  
قسم کے نادرات تو کلم پر ہیں آتے۔“

”یہی تو سوچ رہے ہیں کہ جب بریلوی ہمارے خلاف  
یہودگی پھیلاتے ہیں تو ہمیں ان کا دماغی خلل صاف نظر آ جاتا  
ہے لیکن جب ہم خود محدودی صاحب اور جماعت اسلامی  
کے خلاف ایسی ہی یہودگی پھیلاتے ہیں تو ہمیں ہمیں عقلمند یا

”ارے بدمعاش۔ جبھی تو ہم کہتے ہیں کہ اگر تھیں کبھی ساتھ  
لے گئے تو ہمارا بیڑا عنقر ہوئے بغیر نہیں رہے گا۔“  
”آپ کا حسن نظر ہے۔ اچھا دوسرا نمونہ تو دیکھ  
بھیجئے۔“

میڈنے پھر صحیفہ مقدس سنبھالا۔  
”پہلے نوٹے سے ہی تسلی ہو گئی۔ میان ہم تو سمجھ رہے  
تھے کہ دادے شاہ کوئی نیاز الامطلب بیان کرنے کے لئے یا ان کے  
اصلی حضرت نے کوئی عجیب نکتہ نکالا ہو گا۔ مگر۔ استغفار اللہ  
حد ہو گئی کہ عین وہی فقرہ جو اعلیٰ حضرت کا ہے وہی مولانا  
اشرفتی کا ہے لیں فرق ”کرتا“ اور ”فرماتا“ کا ہے۔“

”میں سمجھتا ہوں یہ فرق بھی بہت ہے۔ خدا کے  
لئے ”کرتا ہے“ لکھنا تو ہم کی بات ہے اور تو ہم خداوندی  
کا مرتب کا فرنہیں تو کیا ولی ہو گا۔“

”فسر زند۔ یہی علم کلام ہم بھی استعمال کرتے ہیں مگر  
زبانی۔ زبانی تو ہم نے ایک سو حصیں وجہ کفر مولانا  
مودودی میں ثابت کی ہیں۔ مگر لکھدینے کا مطلب یہ  
ہو گا کہ یونڈے ہماں تھیے تالیاں بجا یہیں۔“

”خیر۔ دوسرا نمونہ بھی اسی لمحے۔“  
”سناؤ۔ آج ہمیں بھی فرماتے ہے۔“

”دادے شاہ فرماتے ہیں۔“

”آیت دوم پارہ علی دلقر، فایدہ ما تو یوا  
قَلْمَه وَجْهَ اللَّهِ۔ تو جدھرُ رُخ کرو ادھر خدا  
کی ذات ہے (فتح محمد بن الدھری) جس طرف نہم  
کرو ادھر اللہ کا مُرخ ہے دعا ش ایجی و محمود (س) تو  
ہیں کہیں قبلہ کی طرف رُخ کرو ادھر ہی کو اللہ کا  
سامنا ہے (ڈپٹی نذیر احمد) تو جس طرف نہم کرو  
ادھر ہی خدا ہے (طباعت کی خرابی سے پڑھا  
نہیں جاتا) جدھر کو منہ کرو ادھر ہے رُخ اللہ تعالیٰ  
کا دیگر مقلدین۔ وہاں یوں جس طرف رُخ کرو ادھر  
ہی اللہ کا مُرخ ہے (فتح دیوبند) پس جدھر کو منہ  
کرو پس وہیں ہے منہ اللہ کا دنور محمد صاحب الطائع

مولانا گامن شاہ نے پوسالینا میں جھونوں سے عشق سے ثابت کیا ہے کہ جھونوں نے جھنکل میں لیلی کے کتنے کے پاؤں چوں سے تھے تو تم لوگ بھی بزرگوں کی قبروں کا بوسانے سکتے ہیں یہ ناجائز نہیں۔ یعنی با تھوں پاؤں کا بوسالینا سب جائز ہیں۔

## جواب با صواب

مولانا (۹) گامن شاہ نے بجا فرمایا۔ قدم روا یتوں سے ثابت ہے کہ جھونوں غریب کو جب تھی بہت تک لیلی کا بوس نصیب نہیں ہوا تو اس نے اضطرار کی حالت میں سگ لیلی کو آغوش ہیں لے کر خوب چوما۔ چونکہ جھونوں اپنے فن میں اکاؤٹ ناگلیلے ہے ہذا اس کی سذت تمام اہل دل کے لئے سند کا درجہ رکھتی ہے۔ مشہور بزرگ خواجہ بر طبلی نقشبندی نے اپنی شہرہ آفاق کتاب ”رموز العاشقین“ میں ثابت کیا ہے کہ جھونوں سرتاج الاولیاء تھے اور سگ لیلی کے جس حصہ میں کو ان کے ہوتے چھوٹے تھے اس پر دوزخ کی آشیح حرام ہوئی۔

اسی بناء پر بدایوں کے ایک ہفت ہزاری شیخ جان شاہ نے میلاد النبی کے ایک جلسے میں بیان تک ثابت کیا کہ جھونوں چونکہ خود لیلے کے رخار اور ماخنے کے بوسے یا کرتا تھا اس لئے مُردیوں کے لئے پیر کے رخاروں تک کا بوس نہ صرف جائز بلکہ مستحب ہے۔

دوسرے ہشت ہزاری شیخ چلن شاہ نے اس پر مزید اضافہ کیا کہ پیر کی اولاد تک کا بوس جائز ہے۔ اس پر کسی نے جلسے ہی میں سوال کیا تھا :

”اگر لڑکی ہوتو پھر؟“

”پچھے برو انہیں لڑکی لڑکی کا سب برا بیر۔“

”اور اگر جوان ہوتو پھر؟“

”لیلی بھی جوان ہی تھی۔ ارب بیجنت تم وہابی علمی معلوم ہوتے ہو۔“

بیچارہ سائل بکھلا کر نانا کرتارہ گیا تھا مگر اتنے ہی میں

نظر آتا ہے۔ ”اوہ ہو۔ آپ تو فرار ہے تھے یہ سیاست ہے۔ پھر نظر آنے کا کیا سوال۔“

”عزمیم۔ یہ تنہا ہماری ذات تک ہے۔ ہم تو سچ جج سیاستاً ہی بکواس کرتے رہے ہیں۔ ہمیں علوم رہائی سے کہا ری نکتہ سنجیاں باد ہوائی ہیں۔ دغabaزی ہیں۔ مگر یہ حقیقتی ہدایت حسن، یہ مولوی شیر علی یہ مولانا قدری احمد رحمانی یہ فلاں یہ فلاں۔ ان سب کا حال ہم سے مختلف ہے۔ یہ سچ جج تھے دل سے بکواس کرتے ہیں۔۔۔ صاف نظر آرہے ہے کہ دادے شاہ جیسے خروں کے ذریعہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو آئینہ دھکھار رہا ہے۔“

”آپ کی باتیں سمجھنے کے لئے مولانا ہاتھی کا دماغ چلائیتے۔ اپنی تواریخے ہی ہے کہ یہ میوی مذہب سے بہتر کوئی مذہب نہیں۔ نذر و نیاز، فاتحہ، عرس۔۔۔ کیا کیا منے ہیں۔ کھاؤ یہ علیش کرو۔“

## مسئلہ ہی مسائل

### سوال:- بوسے کا مستہل

بندہ چونکہ ان پڑھتے ہے۔ لیکن علم سیکھنے کا از جد شوق ہے۔ لیکن جتنا دین کے نزدیک ہوتا جاتا ہے میرے عزیز دوست و اقرب اجھے وہابی کے الفاظ سے پکارتے ہیں پچھلے دونوں بیان سمجھی جماعت (سمی جماعت) کا طلب امشبور و معروف علماء اسکندر آباد ضلع میانوالی میں آیا تو یہی دوستوں نے جیبور کیا کہ جلو تم آج ہماری جماعت کا مشبور عالم ہے تم کو اس کی تقریب نہ لائیں کیونکہ تم وہابی ہوئے جاتے ہو۔ بندہ وہابی اور اس کی تقریبی۔ تقریب میں چند ایسے فقروں کی بھی تھیں آئی۔ جو کہ جواب کے لئے ارسال کر رہا ہوں۔ سوالات لفظ بلفظ شائع ہوں۔ بوسالینا جھونوں سے ثابت ہے۔

قرآن پر انسنے ہو رکھے۔ ان کی تمام صداقتیں بر بیلی اور بدایوں کے شیوخ و علماء کے دیزی جسموں میں منتقل ہو گئی ہیں۔ معارف دریافت کرنے ہوں تو ان سے کرو۔ حدیث قرآن کیا لئے پڑتے ہو۔

### (۳) علم غائب

علم غائب ہونے کا انہوں نے یہ ثبوت دیا کہ ایک دفعہ حضور پاک کی خدمت میں ایک عورت حاضر ہوئی اور عورت نے کہا کہ آپ اللہ کے والقی رسول ہیں۔ عورت نے بر قعہ میں نہ ہا پچھا یا ہوا تھا تو جذب نے فرمایا کہ میرے رسول ہوئے کا ثبوت بچھے سے پوچھو جو تم نے بر قعہ میں چھپا یا ہے۔ عورت نے بر قعہ اٹھا کر بچے کو دیکھا تو بچہ رورہا تھا اور کلمہ طبیہ پڑھ رہا تھا۔ اس میں انہوں نے کسی حدیث کا ذکر نہیں کیا ان ذکورہ بالا سوالات کو میرا عقل صحیح سلیم تو نہیں کرتا لیکن دستوں کے مجبور کرنے پر آپ کی طرف بچھ رہا ہوں۔ مولانا گامن شاہ تخصیص بھکر ضلع میا نوالی کے رہنے والے ہیں۔

### جواب باصواب

حدیث کا ذکر وہابی کرتے ہیں۔ مولانا گامن شاہ نے اگر غالی روایت بیان کردی اور حدیث کا ذکر نہیں کیا تو یہی دلیل ہے ان کے اصلی اہل سنت والجماعت ہونے کی۔ "خریثۃ السالکین فی احوال لعارفین" میں دادے پیر خواجه عرش علی کافر مودہ لفظ ہوا ہے کہ حضور عالم القیب اور حاضر و ناظر تھے۔ خود حضور نے اپنے صحابی سے فرمایا کہیں ازال سے اب تک ہر چیز کا علم رکھنا ہوں وہ قیامت تک ہر شخص ہیری نظریں رہے گا جائے کہیں بھی ہو۔ جو لوگ میرے ان اوصاف کا انکار کریں گے وہ میں وہابی ہوں گے اور بیوی میں ایک شیطانی بستی کا نام دیوبند ہوں گا جس سے بیویوں کی طرح مکوڑوں کی طرح جسم لیں گے۔

اہل سنت والجماعت نے اس کی خاصی مرمت کر دی تھی۔ احوال بوسے میں کوئی قباحت نہیں۔ اسی لئے یورپ اور امریکہ میں بوسے نے بہت ترقی کی ہے۔

البتہ ایک سوال مولانا گامن شاہ سے ضرور کچھ۔ یعنی کے کتنے اور بزرگوں کی قبروں میں کیا مطابقت ہے کہیں ایسا تو نہیں کہ وہ بزرگوں کے ہاتھ پاؤں اور سگ بیلی کے ہاتھ پاؤں کو یکساں قرار دے رہے ہوں۔ توہہ توہہ۔ خدا کی پناہ۔

### (۲) حیاة ابی

اور حیاة النبی کے مسئلے پر بتایا کہ حضور پاک کا جزاہ نہیں پڑھا گیا جس کی وجہ یہ ہے کہ وہ زندہ ہیں۔

### جواب باصواب

میں تو حدیث کی کتابوں میں ہتھیاری روایتیں موجود ہیں جنہیں بتائیا ہے کہ حضور کو کفن پہننا کہ ہر ہی میں ایک نخت پر رکھا گیا اور پھر چھوٹی چھوٹی جماعتیں جا جا کر نماز جزاہ پڑھتی رہیں۔ لیکن جب مولانا گامن شاہ جیسا فلک رسیدہ "علماء" یہ کہتا ہے کہ حضور کی نماز جزاہ نہیں طریقی گئی تو ظاہر ہے کہ حدیثیں غلط ہی ہوں گی۔ ہم سے مولانا پڑھتے اسے خواجه دلمن نے اور ان سے صوفی مسٹر نے روایت کیا کہ جب کوئی ولی اللہ ایک بات کہدے تو اس کے مقابلے میں حدیث تو کیا فرق آن تک کا اعتبار نہیں کرنا چاہیے۔

تو یہ کس گدھ نے کہدا ہے کہ حضور اپنی قبر میں زندہ ہیں۔ زندگی کو وہابی بھی مانتے ہیں مگر ان کی طبیعت میں چونکہ گویر کم ہے اس لئے وہ یہ نہیں مانتے کہ یہ زندگی بالکل دنیا جیسی زندگی ہے۔ نہ یہ مانتے ہیں کہ دنیا کے کسی بھی پرستے سے پیکار و حضور فوراً سن لیتے ہیں۔ ملائے تو ان بدجھتوں سے بہتر اسکا کہ جب کافروں کا مانا ہوا ارٹیلیزراویں میں دور کی اواز سنداشتیا ہے تو ہمارے حضور کبھی دسینیں گے۔ لیکن ان کی عقل اسی موڑی ہے کہ ہر عقیدے کے لئے قرآن و حدیث سے دلیل مانلتے ہیں۔ اب ان بدصیبوں کو کون سمجھاتے کہ حدیث و

سے بیعت ہو جاؤ۔ نہ عرض پڑے تو گھر بیٹھو۔ یہ سوالات کہ فلاں بات مولانا کامن شاہ کی کیسی ہے اور فلاں بات کیسی سخت دہ بیعت اور مودودیت کی دلیل ہے۔ اگر اہل سنت والجماعت نے گھر لیا تو وہ مار ماریں گے کہ کوئی کی طرح کوئکے پھرو گے۔

### حضرت بلاں کی فلم

ملا تو اس خبر کا منتظر تھا کہ حضرت خالد بن ولید اور حضرت بلاںؓ کے بعد اب عزت مائب جمال ناصر کا مصیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بھی فلم بنائے گا۔ نمبر آر چہ خلفائے راشدین کا تھا لیکن حضرت بلاں والی فلم میں چونکہ حضر ابو بکر صدیقؓ بھی پردہ سیمیں پر لائے جا چکے ہیں اس لئے نمبر تواب ان سے بزرگ تر ہی کا آنا چاہئے۔

مگر ارجونؓ کے شعبۂ ثقاافت کے نگران جا بھیں آل عرب جہور یہ رکے شعبۂ ثقاافت سے جیل کر درگاہ ہوں کے عرسوں عطا کا یہ اعلان گراہی پڑھ کر آنکھیں بھی کیا پھٹی رہ گئیں کہ حضرت بلاں پر ہرگز کوئی فلم نہیں بنائی گئی۔ یہ جھوپ پیٹھیو ہے۔

یہ اعلان تحریر کا باعث اس نئے بنالک ابھی کچھ ہی روز تو ہوتے خواجہ نفیس الحسن کے یہاں تشریق و سلطی کے ایک ہمہان آئے تھے جنہوں نے دنیا سے عرب کی ترقیوں کا طویل افراز سناتے ہوتے حضرت بلاں والی فلم کو بھی ثقاافت، آرٹ اور کچھ کے ایک لذت از نظر کے طور پیش کیا تھا۔ یہ فلم انہوں نے خود بھی تھی اور ان کا خیال تھا کہ ستقبل قریب ہی میں عربی سینما پر بھی بڑی شاندار فلم آنے والی ہے۔

”عربی سینما“ کے الفاظ انہی کے ہیں۔ دودن کی صحبت میں جتنی بار بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر آیا انہوں نے اتنے التراجم اور اہتمام کے ساتھ ان الفاظ کو دہرا یا تھابیسے حضور کی تماہر عظمت و مرتبت کا دار ہی اس پر ہو گرد وہ عرب میں پیدا ہوئے۔

میرا خون گھوں رہا تھا مگر چون بند اس نئے رکھی کر

اب اگر آپ دہابی ہوں گے تو خواہ نخواہ شور مچائیں گے کہ صاحبِ دکھا ایک کتاب حدیث میں آمیزہ اور کوئی صاحبی تھا جس سے حضور نے یہ بات کی۔ ایسا تھے ہی آپ کو پھٹی کا دودہ یاد آجائے گا کیونکہ اہل سنت والجماعت آپ پر پل پڑیں گے۔ دہابیت کی سب سے بڑی نشانی تو یہی ہے کہ بزرگوں کی بات این وآن کے بغیر نہیں ہی جائے۔ ملا اسی دہابیت کے چکر سے نکل کر عین میں نہیں ہنپتی ہے۔

اب عین ہی چین ہے۔ پیران کلیر کے میلے میں زنان عاشقان اولیاء کا لطف صحبت اٹھا کر تو اور بھی انہم من اشنس ہو گیا کہ وہ بہت میں کچھ نہیں دھرا ہے۔ وہاںی نالائق تو اب بھی یہی دقا نو سی بگوں کرنے پڑتے ہیں کہ عرسوں کے میلوں میں گاہج آ کر اہل دل کی تواضع کرنے والی عورتیں رہتی ہیں جن سے دل نہیں لگانا چاہئے۔ لکڑش اکبر خواجہ قدیل

سہروردی نے اپنے اکیسوں و عطیوں فرما کر گانے بجانے والیاں جب عقیدت سے جیل کر درگاہ ہوں کے عرسوں میں ہنپتی ہیں تو فرشتے ان کے ساتے بھلے گناہ دھوڈائے ہیں اور درگاہ سے ایک ایک سیل دوڑک بر کات عجیبہ کا ایک ہالہ بن جاتا ہے جس میں جو بھی داخل ہو امثل طفلک اور زانیدہ یاں ہوا۔ لہذا دہاں ذیرہ بنو گانے والیوں اور اور گاہج آ کر اہل دل کی خاطر مدارات کرنے والیوں کو ہر آنینہ زنان عاشقان اولیاء کہنا چاہئے اور خاص عس کے دنوں میں ان سے ہر طرح کافیض صحبت اٹھانے اور کسب لذت کرنے میں از بیکہ کوئی مضائقہ نہیں۔

”ہر طرح کا ہو“ — ایک مودودیتی نے رسول کیا تھا؟ — میں نے صوفی مرتضیٰ کی طرف دیکھا۔ انہوں نے اپنے مریدوں کی طرف دیکھ کر غضب ناک آواز میں فرمایا۔

”ضیث وہابی علوم ہوتا ہے۔“ دھکے دے کر نکالا۔ اسے۔

بس پھر وہ مررت ہوئی تھی بھائی صاحب کی کہہنیوں پلنگ پر پڑے رہے تھے۔

مطلوب یہ کہ ہزار بار غرض پڑے تو مولانا کامن شاہ

یہ کہتے ہوئے انہوں نے اپنے روئے مبارک پر ہاتھ پھیرا تھا جس پر سواتے بھنوں کے بالوں کا لشان تک نہیں تھا۔

میں بھٹاگیا۔

”آپ اگر یہ وعدہ کریں کہ بحث میں ہار جانے پر دار ہی رکھیں گے تو ناچیز ابھی دار ہی منڈ اکر آپے مناظر کرنے کو تیار ہے۔“

خواجہ صاحب نے مجھ پر آنکھیں نکالی ہیں۔ جہاں حسab کے ابر و تن نہیں تھے۔

خیر۔ وہ قصہ تو اپنی جگہ رہا۔ بات فقط انہی بتانی تھی کہ حضرت بالاں والی فلم کا تو دیکھنے والا بھی خاسار کو زیارت دے گیا امگر ہمیں آل عطا صاحب اعلان کر رہے ہیں کہ اسی ہی فلم کا وجہ نہیں۔

اسی دن مولوی منقار الحسن کہنے لگے:-

”مخدودہ عرب چھوڑیہ کے خلاف سامراجی حملہ جھوٹی خبریں اڑاتے ہیں۔ اپنیں ہصر کی حیرت انگیز ترقی سے حسدے۔“

”سامراجی کا مطلب ہو لشان آج تک فقیر کی سمجھ میں نہیں آیا۔“ میں نے آہ سرد بھر کر کہا تھا:-

”کیوں سمجھ میں نہیں آیا؟“ وہ کاٹ کھلنے کے انداز میں پہلے تھے۔

”کھوڑی تارکیستے۔ آپ ہی بتاتے۔ گلزار محبہ نہ بہر چودہ میں ایک اشارہ آیا ہے کہ اس کا سایہ تھی اتنا ہی مخفیم ہوتا ہے جتنا یہ خود۔ اب ہم سامراج رکھیں گے یا کامراج۔ بس پہلا خانہ خالی ہے۔“

”ہم نے معنوں سے لچپی چھوڑ دی ہے عزیزم! بڑھ بڑیاں ہوتے ہیں لوگ۔ بدل کھو تو دل کھو دیتے ہیں۔ کہتا لکھو تو کو انکاں دیتے ہیں۔“

”آپ نے ایک دفعہ انعام بھی تو مارا تھا؟“

”وہ تو صوفی تمنا سے وظیفہ پڑھوایا تھا۔ اب ایسے صوفی کہاں ہیں۔“

”ارے تو صوفی تمنا کہاں گئے؟“

وہ تھاں تھا اور خواجہ فیض الحسن برداشت نہیں کر سکتے تھے کہ جس عزیز تھاں کے ویلے سے وہ اپنے سارے کو مصری سفارت خانے میں جگد لانا چاہتے ہیں اس لئے کسی بات پر اعتراض کیا جائے۔ ”جی ہاں۔ جی ہاں۔“ جہاں کی ہربات پر خواجہ حسab بیکھر پڑھتے اور سر کو مع شانوں کے مشت اندراز میں جوش دیتے۔ میں نے ایک بار لوگ ابھی چاہا تھا کہ جناب یہ باہر باری غیری بغیر۔۔۔

لیکن خواجہ صاحب نے بحث بات کاٹ دی تھی اور میری طرف ملکیمانہ نظروں سے دیکھتے ہوئے ہمیں کاٹھو کا بھی مارا تھا مطلب یہ تھا کہ گول رہو۔

بہر حال ان جہاں صاحب نے بلا کسی جھوک اور تکلف کے حضرت بالاں والی فلم کا نہ صرف تذکرہ کیا تھا بلکہ اس میں کام کرنے والے اداکاروں کی تعریفیں بھی کی تھیں اور ایک رول اداکرنے کے لئے نہایت موزوں ہے۔

میں نے پڑے ادب سے پوچھا تھا:-

”نصرتؑ جب فرعون کے مجسمے تراش لئے تو نصرت موسیؑ کا مجسم کیوں نہیں تراشا؟“

انہوں نے جواب دیا تھا:-

”میری معلومات کی حد تک وہ بھی تراشاجا رہا ہے۔“

”لیکن واقع سے نہیں کہہ سکتا۔“

”تو یہ بالاں والی فلموں کے یا رسے میں لپ پ تو ق سے کہہ رہے ہیں؟“

”کیوں۔ آپ کو کچھ شکستے۔“

انہوں نے مجھے ٹھوڑا تھا۔

”ماں شک اس لئے ہے کہ اسلام کا مراجح تو اس کا متحمل نہیں معلوم ہوتا۔“

”اوجی جناب۔ یہ تو آپ لوگوں کی تاریک خیالی ہے۔ اسلام کا مراجح ہم سے پوچھئے۔ آپ کیا اسلام کو سمجھیں گے جب کہ دار ہی منڈ سے ابھی تک پیچھا نہیں چھڑا سکے۔“

میں نے ایسی تصویر سنگاپور میں دیکھی ہے۔ مثمن و سلطان  
سے آئنے والے علم و ستون اور حجاجوں نے بھی  
اس نسلم کی تو شیخ کی ہے۔ اس سے قبل حضرت خالد  
بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مدبار ک زندگی کو  
بھی تجھے عرب جہور یہ میں فلما یا جا چکا ہے۔“  
جبی صاحب کا خیال ہے کہ یا تو حسین آل عطاء صاحب  
کو صحیح معلومات نہیں یا پھر وہ دروغ مصلحت آمیز سے  
کام لے رہے ہیں۔

ملا کا خیال ہے کہ ایسی بحثوں میں پڑنا وقت ضائع کرنا  
ہے۔ اس سے کہیں بہتر ہے کہ حسین آل عطاء اور سید عجیب "نوں  
صاحب این وقت کے اس سب سے بڑے مسئلے پر غور کرنے کے لگاؤ  
معجمہ نہ بروجہ میں سامراج لکھنا چاہیے یا کامراج۔ تجھے عرب  
جو یہ صاحب کی فلمیں بنائے یا فرعون کے مجھے تراشے اخونیوں  
کی ہوالی لکھنے یا وابی شریفین پر آنکھیں نکالے یہ سب  
اس کے داخلی معاملات ہیں۔ ہم بھارتیوں کا اہم ترین داخلی  
معاملہ یہ ہے کہ الیکشن سرپرائیسی ہے۔ ٹکڑا ایک جگہ  
کا صحیح حل عین اس دن کھلے گا جب دو لوگوں کی لذتی یہ بتائی  
کہ آئندہ پانچ سالوں کے لئے ہمارا آٹا فاکون بنائے۔ ہمیں  
ہم اس یہم اختر سے پہلے ہی سر جوڑ کر خور کر لیں کہ اور سچے  
اشارہ نہیں تیرہ میں سامراج لکھیں یا کامراج۔ جمیعہ علماء  
والوں کی رائے تو یہ ہے کہ کامراج لکھو۔ مولوی رستم علی  
افسوس کا خیال یہ ہے کہ سامراج لکھو کیونکہ جن منشیوں اور  
آنے والے ہے۔ ناجائز فقر کا مشورہ یہ ہے کہ نہ کامراج لکھو  
نہ سامراج۔ صحیح جواب "رم" راج ہے۔ واللہ را عالم۔

### مجلس مشاور اور جمیعہ علماء

"مجلس مشاورت جماعت اسلامی کا دوسرا نام ہے"  
روزنامہ الجمیعۃ کی ایک سرخی۔  
مگر جمیعہ علماء اس چیز کا دوسرا نام ہے۔ اس کا حال  
مولوی ترمیم علی جرأت اور مولوی تفسیر علی حیرت سے سنتے۔  
جبی صاحب کا لہناء ہے۔

"فاثب ہو گئے۔ پیران گلیر کے عرص میں شاہزادیان کی  
خلیفہ سے املاک گئے تھے۔ وہی کہیں باندھ لے گئی۔“  
"آپ بھی تو ایک مرتبہ کی جملن بایی سے اٹکے تھے۔“  
"لعت بھجو۔ ہمیں تصوف راس پیس آیا۔ اسی  
لئے ساست بھالی ہے۔ سیاست بھی راس آتی نظر نہیں  
آتی۔ کانگریس والے جماعت اسلامی کی روشن پر جعل نکلے ہیں۔  
ہمیں مٹکت ہی نہیں دیتے۔“

"خدا غارت کرے گا۔ آپ سب کو طلاق دے کر  
مولوی اسدیاں سے بیعت ہو جائیں۔ رب شکایتیں فتح  
ہو جائیں گی۔“

باتیں اور بھی ہوتیں مگر موصوف کو ختم شرافت میں  
جانا تھا۔ چلے تو گئے مگر میری یہ ایکن اپنی جگہ قائم رہی کہ  
مکر از تمہرے میں سامراج بھروسی یا کامراج۔ کامراج کی فقط  
تصویریں نظروں سے گزر دی ہیں۔ بے شک وہ اتنے ہی ختم  
ہیں جتنا کانگریس کے صدر کو ہونا چاہیے مگر تصویروں کے  
ساتھ نہیں پڑتے اس لئے یہ پتا نہ چیل سنا کہ ان کا سایہ کتنا  
ختم ہوتا ہو کامراج لکھنیں یہ دشواری تھی کہ چیز اور یا کتنا  
جیسے فتنہ پر وہ مالک بھارت تک کو سامراج جی کہنے میں نہیں  
چوکتے۔ حالانکہ بھارت اپنی بے حساب روحانیت کے باعث  
اتنا الطیف ہے کہ اس کا سایہ پڑتا ہی نہیں۔

اسی شیش و تریخ میں پہاڑ سے دن کٹ رہے تھے کہ رفتا  
"رہنمائے دکن" کی ۱۹ جون کی اشاعت میں ایک صاحب  
سید معین الدین جیسی کامراں سے نظر سے گزر جس کا خلاصہ  
مطلوب آپ بھی سن لیں۔

جبی صاحب سنگاپور یونیورسٹی کے ریسرچ اسکالر  
ہیں۔ حضرت بلاں کی فلم کے بارے میں حسین آل عطاء کی  
ترددید پڑھ کر انہیں تاؤ دیکھا ہے۔

"افسوس اس کا ہے کہ ایک ایسی "حقیقت" کی  
پردہ پوشی کی جا رہی ہے جس کو کم و بیش لاکھوں  
الانسانوں نے دیکھا ہو گا۔"

جبی صاحب کا لہناء ہے۔

بپ کاہیں۔ اسے تجھا عت کے تین یعنی امور کی شیرازہ بندی کے لئے الگ کیا گیا ہے۔ دس ہزار تو مولانا شیر علی کو دیئے جو جا چکے ہیں ”ہم دونوں تین یعنی امور بھی سخت انتشار کا شکار ہیں جنہاً آپ تو جانتے ہی ہیں ولادتوں کی ریل پیل ہے۔ آجنا بے بھی اپنے گیارہوں بچے کی ولادت باسعادت پر زچہ خانے کی مدینی نہ کوئہ ہی کے فنڈر سے چار سو لئے تھے۔“

”بکواس بند کرو۔ تھیں ہمارے گھر بیوی معاملات سے کیا بحث۔“

”بحث کیسے نہیں۔“ مولوی جرأت کو دفعتاً طراہ اگیا۔ ”حکومت تو خاندانی منصوبہ بندی کو زندگی اور موٹ کا سوال بنائے ہوئے ہے اور آپ گیارہ گیارہ بچے پیدا کرنے ہیں۔“

”پھر تم کیا بھی کردار ہو۔ ذمہ دار ہماں دھڑے۔“

”نکل جاؤ ہیاں سے۔ خبیث بیوو دیتے۔“

”قبلہ و کعبہ۔ شرافت کے دائرے سمت بکھی۔“

مولوی ترجمہ نے قایلو یافتہ بچے میں کہا۔ ”آپ تو درجن بھی پیدا کر دیں تو ہمیں کوئی سر و کار نہیں۔ گرقم کاں میں ہمارا بھی تو کچھ حق ہے۔ ہم نے بھی آپ کے ساتھ پسینہ ہیا ہے۔ ہم نے بھی آپ کے شانہ بشانہ کا نگریں کے جوستے چاٹے ہیں۔ ہم نے بھی آپ کی رہنمائی میں اپنا ضمیر، اپنا ایک بیچا ہے۔ پھر مناسع میں ہمارا حصہ اتنا کم کیوں؟“

”دو تھے کے آدمی۔ تمہارے ایمان و فخر کی ثابت ہی کیا تھی۔ تم ہر کس کھدکت کے بخوبے۔ جاؤ چلے جاؤ درنہ ابھی چیز منظر کو فون کرتا ہو۔ دھرنے جاؤ گے فرقہ پرستی میں۔“

مولوی جرأت تملک کر طلبخواجہ سا جواب دینے والے تھے کہ مولوی جرأت نے انھیں روکا۔ پھر ذمہ دار ہماں دھڑے کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر صحیح ہوئے ہیچ میں کہنے لگے۔

”عوت ماب۔ ہم لوگ مولوی تفضل اور سزا شرافت نہیں ہیں تھیں لگائی بھائی کی کے آپنے جیل بھجوادیا تھا۔ بھوول گئے آپ۔ آپ کے بھائی کا طراز پورٹ پر درٹ

پر دونوں بزرگ مدحت تک جمعیت میں رہ چکے ہیں اور باخبر حلقوں میں ”حوم راز درون میخانہ“ سمجھے جاتے ہیں۔ پھر سال جمعیت سے الگ ہوئے۔ الگ ہونے کی دو وجہ بیان کرتے ہیں۔ ایک سیاسی۔ ایک شرعی۔

سیاسی یہ کہ وہ کانگریس کی غیر مشروط علمائی پر مبنی نہیں تھے۔ انھوں نے بہت کوشش کی کہ جمعیت اپنی پالیسی ملے اور ان عظیم نقصانات کا احساس کرے جو مدحت دراز تک نگریں کا صمیر بننے پر ہیں کی وجہ سے ملت کو تباہ کر دیں۔ ان کی کوشش کامیاب نہیں ہوئیں اور دل پر تھیر رکھ کر یہ کہتے ہوئے وہ الگ ہو گئے کہ جمعیت علماء اب کانگریس کے غلام زادوں کا دوسرا نام ہے جن سے ملت مسلمہ کو سوائے بھکاری یا منافق بنشے کے کوئی فائدہ نہیں پہنچ سکتا۔

شرعی یہ کہ کلکتہ اور ٹرکیلا وغیرہ کی قیامت صفرے کے سلسلے میں جو لاکھوں روپے چندہ ہوا تھا اس کے مصارف اور طرفیہ صرف کے سلسلے میں انھوں نے جمعیت کے ذمہ داروں کو ٹوکا تھا۔ ایک بڑے ذمہ دار نے کہا کہے وقوف آدمی۔ شورہ مت کرو۔ ایک پیسے فی روپیہ تھیں بھی لکھنؤں مل جائیں انھوں نے اپنی میں شورہ کیا تھا۔ یعنی جرأت و خیر دونوں نے۔ پھر ایک خاص نیچے پرہیزگاران طے ذمہ دار کی خدمت میں عرض کیا تھا کیا تو سارے اور پہر ٹھیک ہی مقصد میں صرف کیا جاتے جس کے لئے جمع کیا گیا ہے یا پھر جم دنوں کا لکھنؤں ۵۰ فیصد عناصر کیا جاتے۔

”چکیں فیصلہ۔“ یہ صاحب کھانے کو دوڑے تھے۔

”مولانا شیر علی تک کو تو پتہ درہ فیصلہ دیا ہے۔ تم حرص کر کے چکیں کی بکواس کر دیو۔“

”جائب۔ صرف بچیں ہی کی نہیں۔“ ہمیں ایک اور بھی بکواس کرنی ہے ”مولوی جرأت نے کورنلش بجالانے کے انداز میں بڑے ادب سے کہا تھا۔“ وہ جوز کوہ فنڈر میں سے جو دہ ہزار گھر بیوی معاملات کے لئے الگ کیا گیا ہے اس میں سے بھی ہم دونوں کم از کم دو ہزار سے متوجہ ہیں۔

”اپنی کھال میں رہو قوم لوگ۔ وہ چودہ ہزار کسی کے

مگر تجویب کو ایک خاص روایت نے ایمان بالغیر بیس بلزیریا۔ روایت صوفی مشیر کی ہے۔ ان سے شیخ مرد ارادت نے ان سے خواجہ ارتان نے ان سے مشی بے داغ نے ان سے صوفی سدا بہار نے روایت کیا کہ ذمہ دار حکماء نے مولوی حیرت و جرأت سے ایک ہزار نکلوادیٹے کا وعدہ کیا اور اس کا موقع ہی نہ آنے دیا کہ وہ بی۔ این چوپڑا صاحب کو در غایب پرہیز کی جملہ کارروائی پہلے ہی ہر جلی تھی۔ چوپڑا صاحب کے تجھی دستخط ہو گئے اور جب منے میان نے قرارداد کے مطابق سلیمان خان کو پرہیز دے کر نقد میں ہزار و صول کر لئے تب ان کے ماموں یعنی ذمہ دار صاحب نے مولوی حیرت و جرأت کو چھڑا کیا باری ہی بتارت دی کہ نکل جاؤ یہاں سے ورنچیف منستر کو فون کرتا ہوں! مودودیتے کہیں کے۔

(ملازنہ صحبت باقی)

## لطائف علمیہ

چھٹی صدی ہجری کے جلیل القدر رفیقہ و میراث علامہ ابن الجوزی کی عجیب کتاب — کتاب الاذکیاء کا اردو ترجمہ۔ سات سو ایسے لطائف و قصص جن میں ذہانت و ذکاوت، حاضر حوابی، نکتہ سنجی، طنز و مزاح اور صنعت الفاظ کے رنگارنگ جلوے ملتے ہیں۔ پانچ روپے۔

## انتخاب مکتبات امام ربانی

حضرت مجدد لطف شانیؒ کے مکتبات عظیم المیخراہت رکھتے ہیں۔ اسرار و معارف اور علوم قرآن و مت نے بیرونی۔ ان مکتبات کا بہت خاص انتخاب ہدیہ نافرین ہے۔ قیمت — پانچ روپے۔

## پر لشانیوں کا شرعی حل

اکابر دیوبند کے عملیات، مسنون و منتخب عائیں، ایک مشقی عالم کے بیش بہا افادات۔ قیمت دو روپے۔

مکتبہ تخلی۔ (دیوبندی پی)

شری بی۔ این چوپڑا کے دستخط کے بغیر باہر نہیں آسکتا اور چوپڑا صاحب سے خادم کے تعلقات کا آپ کو علم ہی ہے۔ ذمہ دار صاحب صرف ہرے ہی پر نہیں دار ہی پر بھی ایک رنگ آیا ایک گیا۔ آنکھیں پلے چھڑکن پھر پھیل گئیں۔ کان چھڑے ہو گئے۔ نرم لہجے میں نہیں لکے۔

”شری بھلا تو کل کہہ رہے تھے کہ شام تک پرہیز منے میان کو مل جائے گا۔“ ..... غ..... غالباً مل گیا ہو۔ ”تحقیق فرمائیجے۔ مل گیا ہو تو آپ نی دستیں بیس چھڑکیاں مزید نہیں کے لئے ہم پھر حاضر ہو جائیں گے۔ نہ ملا ہوتی الحال پانچ یا سیخ سور ویسے ہم دونوں کے لئے رُڈ کیلار یلیفت فنڈسے نکلوایجھے گا۔“

اب مولوی حیرت و جرأت جانے لگے تو ذمہ دار صاحب نے ملکیاں لہجے میں فرمایا۔ ”بھئی آپ لوگ تو بہت ہی نازک مزاح ہیں۔ بس چل دیئے بگڑ کر تشریف رکھتے۔ اسے منشی قندیل۔ چائے نولانا تین ملائی طلکوا کے۔“

دولوں مولوی فوراً بیٹھ گئے۔ جیسے اب تک مذاق ہیا ہوتا رہا ہے۔

”بھئی۔ رُڈ کیلار یلیفت فنڈسے میں اب کچھ نہیں دھرا ہے۔ بس جھہ ہزار پرے ہیں۔“

”ہم تو صرف ایک ہزار ملک لے رہے ہیں۔“

”بہت مشکل ہے۔ خیر میں کوئی نہ کوئی صورت نکالوں گا۔ میری مجبوریاں بھی آپ لوگ سمجھیں۔“

”بالکل صحیح ہیں۔“ مولوی حیرت نے کہا ”ماشاء اللہ ہر دو سال میں تین بیچے۔ سناء ہے الگی ولادت چڑواں ہونے والی ہے۔“

ذمہ دار صاحب نے خفا ہونے کے عوض تھوڑہ لگایا۔

کھڑچائے آگئی اور کچھ ایسی سرگوشیاں ہوتیں کہ فرشتوں نے سو اکوئی نہ من سکتا۔ ایک چینی بعد معلوم ہوا کہ مولوی حیرت و جرأت جمعیت سے غایب ہو چکے ہیں۔

تجھ تو ہو کہ معاہمت کے بعد بھی یہ علیحدگی کیوں

# پچھا دلی تخفہ

روزگار فقیر

## شان عہد مشرق سے چند ملاقاں تینیں

ایک نادر تخفہ دو جلدیں میں۔ داکٹر اقبال کے نواع برلن  
مغلراہ، دانشور ان اور مومنانہ ارشادات۔ آپ کے دچھپ تین  
دافتہات۔ علم و حکمت کے جواہر ریزیے۔ معنوی اعتبار سے تو  
کتاب بیش بہاہی ہی صوری اعتبار سے بھی تخفہ بھیجئے۔ آرٹ  
پسپر بلاک کی دورنگی طباعت۔ داکٹر اقبال کے بیشمار فوٹو۔  
ان تی تحریریں کے عکس۔ ہر دو جلد کامل مجلد۔ تینیں روپے۔  
بلخود رہے کہ چند ہی سی دن آئے ہیں ضروری نہیں کہ  
بعد میں آئے والی فرمائشوں کی بھی تعییل ہو۔

**۱۸۵۰ء کے مجاہدین** شہنشاہ کی جگ آزادی کو کامیاب  
بننے والے مجاہدین کے مستند  
اور مفصل حالات جناب غلام رسول تہر کے حقیقت نگار قلم  
سے۔ قیمت۔ ساڑھے چار روپے۔

**میر و سودا کا دور** اردو شاعری کا ہمیڈ زریں شناختی  
کادل کش حامل۔ قیمت۔ مجلد بارہ روپے۔  
**تفویض و افکار** مشہور مقاوم اور اہل قلم مجذون گورکھ  
کا مجموعہ۔ قیمت۔ پانچ روپے۔

**اردو متنوی کا ارتقان** عبد القادر سروری کے قلم سے۔  
موضوں ہے جس کا مطالعہ ہم کے مذاق سخن اور ذوق تقید کو کھاتا  
ہے۔ قیمت۔ ساڑھے تین روپے۔

**تاریخ جماليات** فلسفہ حسن پر تاریخی تبصرہ۔ یہ بھی

مجذون گورکھوری ہی کے پُر کار اور  
فکر طرزِ تسلیم کا شہر پارہ ہے۔ قیمت۔ دو روپے۔

**عرب کا چاند تاریک غار میں** نذر ارت میر ٹھی بڑے  
پائے کے شاعر گذرے  
ہیں۔ ان کا کلام دل میں ٹھر کرتا ہے۔ یہ اخنی کے کلام کا شاندار  
مجموعہ ہے۔ قیمت۔ ایک روپیہ ۵ پیسے۔

**خلیل و قدری** سردار دوجہاں رسول مقبول صلی اللہ  
علیہ وسلم کی ولادت پر حضرت مامہ الرقادی  
کی مشہور طویل نظم جسے "سلام" بھی کہا جاتا ہے۔ یہ پیسے  
مقدمہ شعر و شاعری فن شاعری پر حامل کی مشہور  
کتاب۔ ڈھانی روپے۔

**تعیر حجت** ذہن کو پاکیز بنانے والے دچھپ قصہ اور  
معہماں میں۔ دو روپے ۵ پیسے۔

کلیات حسرت مولیٰ سارٹھیوں روپے

چھروپے

کلیات اقبال

چھروپے

کلیات جگہ

پانچ روپے

شعلہ طور (جگہ)

پانچ روپے

آتشیں گلی د

پانچ روپے

آتشیں گلی د

حرفِ جنون دلشیر فاروقی کا میماری کلام ۳/۵۔

فردوس کی راہ

پانچ روپے

حہنہ اول و دوم

پانچ روپے ۵ پیسے

**مکتبہ لکھنی** - دیوبند (یوپی)

# اکٹھ مظلوم ادھر بھی

کے لئے منسی پیدا کرنے والے افضلے اور نادل  
لکھنے پر اُتر آتے تو ان کی جیسیں سِم و درستے بھروسائیں۔  
یہ مدیر زندگی نہیں بول رہے ہیں نیچوں مکتبہ تجی کی قسم  
بول رہی ہے۔ ساری کتاب نیچوں کھانی اور ملابد بخت کو سوائے  
چکنی پڑھی بالتوں کے ایک دھیلہ نہیں دیا۔ فرماتے ہیں دوسرا  
ایڈیشن لکنے دو تو پاؤ بھرا مرتبیاں کھلانیں گے۔  
پاؤ بھرا مرتبیاں! — سنا آپے! — منھا ایسا  
بنایا تھا جیسے دولت کو نین بخش ڈالنے کی نوید دی ہو۔  
ذرا فاران کے مدیر کو بھی دیکھئے۔ کتاب پر تبصرہ  
کرتے ہوئے لکھتے ہیں:-

”بھارت کے مشہور و مقبول دینی ماہنامہ ”تجلی“ دینہ  
بیس ملائیں العرب مکی کی آپ میتیاں آتی رہتی ہیں  
جن کو پڑی مقبولیت حاصل ہوتی ہے املاکیں العرب  
مکی اس فہرست کے طرزیہ مضامین لکھتے رہے ہیں جن کی بر  
طبقہ میں نیدر ای ای ہوتی ہے۔ تجی پڑھنے والے ”مسجد  
میخانے تک“ کو پڑھنے شوق سے پڑھتے ہیں۔ انہی  
مضامین کا انتخاب اس کتاب میں چھپا گیا ہے۔  
یہ کتاب طنز و مزاح اور شوفی قائم کاشا ہے کاہی  
دچکپا تھی کہ باقی میں لیکر ختم کرنے سے پہلے کچھ اور  
کام کرنے کو تھی نہیں پاہتا! اس میں خالی ادبی چیزوں  
اور ظرافت کی چھکڑیاں ہی نہیں ہیں بلکہ علم و ادب  
اور دین و سیاست کے بہت سے صائل بھی آگئے!

قسمت کے کھلی نہ رہے ہیں۔ — مجھا حق کا خیال  
تھاکر ”مسجد سے میخانے تک“ کو نہ تباہی شکل دے کر تھوڑی تجی  
زندگی بھر جھٹائیں گے۔ — کون ان لغويات پر پیٹے خرج  
کرتا ہے۔ — ملقدیر اپنے شخص کی اللہ اکبر۔ — چار چینی  
پورے نہیں گزرے اور یہ تھص دوسرا ایدیشن چھلپنے جا رہا  
ہے۔ — تھدہب یہ ہے کہ بہترے تبصرہ نگار بھی اس سے مل  
گئے ہیں۔ — ذرا ملاحظہ بھیجئے۔  
ماہنامہ زندگی کے فاضل بلکہ افضل مدیر جولائی کے  
شارے میں فرماتے ہیں:-

”ماہنامہ تجی دیوبند ہندوستان اور پاکستان“ زوں  
ہی ملکوں میں دیپیپی کے ساتھ پڑھا جاتا ہے اور  
عوام دخرا صد دونوں طبقوں میں مقبول ہے۔ اس کی  
عام مقبولیت میں ملائیں العرب مکی کے طنز و مزاح  
کا بڑا حصہ ہے۔ لکھتے ہی لوگ ہیں جو تجی کھوئے  
ہیں سب سے پہلے ملائی نگارش سے مخطوط ہوتے ہیں  
طنز و مزاح اگر یہ مقصد ہو تو اصلاح کے لئے ایک  
مشوثر ہمیشور بن جاتا ہے اور بن سکتا ہے۔ سفر طیہ  
ہے کہ وہ اپنی حدود کے اندر ہو۔ پھر پہلی دریا وہ گوئی  
نہ بن جاتے۔ اللہ تعالیٰ نے ملائیں العرب مکی کو  
لکھنے کا سلیقہ اور ایک موجود مختصر ذہن عطا کیا  
ہے اور یہ اس کا کرم ہے کہ وہ اس کو تعمیر اصلاح  
کے لئے استعمال کر رہے ہیں۔ اگر وہ مخفف حصول مال

محوجہ دہ سوسائٹی جس سے آج کی دنیا الگ رہی ہے  
اُس پر دہ وہ چیزیں کی ہیں کہ "متعددین اور اپناعت"  
کے ہوں کارنگ فت ہو جاتا ہے۔

بات یہ ہے۔ مدیر فاران جناب آہر القادری تھیں  
والوں کے دوست ہیں۔ دوستی کے علاوہ دبایہ طبقہ و مددودت  
ان میں قدر و شتر کیتے ہوئے کیوں نہ حق تعلق ادا کیا جاتا۔ ورنہ  
کتاب کی قدر ادا فتحی حیثیت کیا ہے اس کی حقیقت  
صوفی مروارید سے پوچھئے۔ وہ کہتے ہیں کہ اس سے پر تر  
کتاب آج تک چھپی ہی نہیں۔ انہوں نے اس کتاب کے  
مطالعہ پر اپنی ایلیہ کو بھی بری طرح ذاتا تھا۔ اپنی نہنے  
لگیں کہ جب آپ پڑھی سے تو یہیں کیوں نہ پڑھتی۔ وہ  
بسو کہ بد بخت میں نے کب پڑھی۔ خبردار اگر تھی سے کہا  
۔۔۔ اپنیہ بولیں میں کیا کہوں گی۔ سلیمان آپ اپنی آنکھوں سے  
دیکھتی ہیں۔ وہ اُسی وقت آئی تھیں جب آپ نے کوھری  
یہیں جا کر اندر کا دروازہ بند کر لیا تھا۔ پھر آپ نے عسٹس  
منشے کی آواز آئی تو انہوں نے ریخوں میں سے جھانک کر  
دیکھا تھا۔

صوفی صہابہ بھنا گئے۔ اے بد بخت تو نے کہہ  
کیوں نہ دیا کہ "رموز تصوف" کا مطالعہ کر رہے ہیں۔  
"میں کیا کہتی۔ وہ تو خود کہنے لگیں کہ بھائی صاحب  
مسجد سے مجاہنے تک" پڑھ رہے ہیں۔ پھر کہنے لگیں کہ  
تجھی میں بھی پڑھتی ہوں۔ ہے بہت خراب لگرا ابہت  
آتا ہے۔

"ہمیہات ہمیہات۔ سارا خاندان دہائی ہوا  
جارہا ہے۔ ضرور تو بھی ہمیا تھلی پڑھتی ہو گی خرد دار  
اگر میرے پرے کو ما تھ بھی لکھا تو ایک ہزار طلاقیں  
دوں گھا۔"

"جو تی کی نوک پر دھری ہیں آپ کی طلاقیں۔  
جب دیکھو بد بخت بار بخت۔ دے بھی نہیں چلتے  
کبھی طلاق۔ اب میں بھی ملا این العرب کے لکھنے پر  
عمل کروں گی۔ اس نے لکھا ہے کہ مردؤں کی طلاق

تو لوٹ بھی جاتی ہے مگر عورتوں کی طلاق سات جنم نہیں  
لوٹتی۔ آپ کیا دیں گے میں دوں گی آپ کو طلاق۔  
راہیں آتش فشاں کی طرح اُبیں بڑی تھیں۔ مگر صوفی  
مروارید کا دھول پیٹ پر طرف المطق میں میں تبدیل ہو گئی۔  
اب بتلتیتے جو کتاب میاں بیوی میں بڑائی کی اے  
وہ کس گھر میں داخلے کے قابل ہے۔ اے لوگ! امانت خرید۔  
تم نہیں جانتے۔ مکتبہ تھلی کے میجر صاحب۔ بلکہ اردو میں  
کیوں نہ کہوں۔ مکتبہ تھلی کا میجر تھے بہ کارہ ہے کہ ایک  
نئی کتاب لکھ کر دو۔ نہیں دو گے تو فرید اخلم کو فون  
کر کے شاخ عبداللہ بنوادوں گا۔

میں نے پوچھا۔ "کیا دو گے؟"  
چاہب دیتا ہے۔ "آدھ سیر بالوشہ اسی ھلاؤں گا۔  
میں نے کہا۔ "آدھ سیر اصلی سلکھیا لا کر دو۔ پہلے  
تمھیں قتل کروں گا پھر سنکھیا چائے میں گھول کر بال بچوں کو  
پلا دوں گا۔"

وہ بولتا ہے۔ "اچھا آدھ سیر بالوشہ کے بعد  
پڑھا شاندار بیماری پان بھی ھلاؤں گا۔ چلو پاسنگ شو  
کی سکریٹ بھی پلوادوں گا۔"  
میں پوچھتا ہوں۔ "نقد کی بات کرو۔ تھی کتاب  
لکھوں گا تو سرس میں بادا کرو غنڈاں کر لکھوں گا۔ علی الصبح  
دھنیتے کا حلیوں بھی لھانا ہو گا۔ یہ سب کہاں سے آتے گا۔  
وہ بولتا ہے۔ "روغن بادام بہت ہنگا ہے۔  
سرسون کا تیل ڈال کر لکھوں ۔۔۔ علارہ معادرے کو نقصان  
کھنکتے ہے چائے میں باسی روٹی ڈال کر لکھوں۔"

دیکھ رہے ہیں آپ!  
(باقی آئندہ)

**مسجد مساجذ مکھ** | ملا این العرب کی کے قلم پاروں کا  
وہ انتخاب ہے بار بار پڑھ کر بھی  
لوگ سیر نہیں ہوتے۔ ابھی کتابت و طباعت و خوبصورت  
گرد پوش کے ساتھ۔ پائی رہی۔ مکتبہ تھلی جو پہنچ (بیوی)

**قرآن مترجمہ شیخ الحنفی** کی ترجمہ اور اس کے جواشی پر علامہ شبیر احمد عثمانی کی لا جواب تفسیر جس فہمد مشہور ہے محتاج بیان نہیں۔ یقیناً فتحیم تفسیر و کامپوٹر اور مفہوم قرآن کو دل میں آنارنے والی ہے۔ مجلد کمپیوٹر نیس روپے ۲/-

## کیا جماعت اسلامی حق پر سے ہے؟

دنیا بھیکے علماء و فضلا کے فتویٰ اور فحیصہ ایک ہم کتاب جو مخالف و موافق ہے ایک کمیٹی کے ضمید اور تجھ پرست کی قیمت تین روپے۔

## الذات کاجائزہ

ان الزارات کا منصافانہ جائزہ جماعت اسلامی اور بولنا مودودی پرستی فتویٰ کی شکل میں اکیجی کتابوں اور اشتہاروں کی صورت میں لگائے جاتے رہے ہیں۔ اس کتاب کی قیمت ڈھانی روپے ہے جو لوگ اسے اور کیا جماعت اسلامی حق پر ہے؟ کو ایک ساتھ طلب فرمائیں گے انھیں ڈاک خرچ معاف کر دیا جائے گا۔

**اسلام مشرق میں** | مشرقی ممالک اور قبائل میں اسلام کی اشاعت کس طرح ہوئی اور اس کے وسائل و ذرائع کیا تھے۔ ایک حقیقی کتاب۔ مجلد ساڑھے چار روپے۔ ۷/۵۔

**جمعہ حضور کی حیات سیارکہ** | حضور کی حیات سیارکہ کے تفصیلی حالات عام قہم زبان میں بچے تھے اور غرباً پرستی ناکرہ اٹھا سکیں۔ اس لئے کتاب ۲۵ حضور میں باشٹ دی گئی۔ فی حصہ چالیس میں۔ مکمل سیٹ دس روپے اسلامی خطوط نویسی خط لکھنے کا طریقہ سیکھنے کے لئے ایک مفید کتاب۔ رف کاغذ ۶۔ پیسے (لکھنے کا غذ۔ پیسے)۔

**تذکرہ شاہ ولی اللہ** | اپنے دور کے امام حضرت شاہ ولی اللہ الدین علی کا مفصل تذکرہ و تعارف۔ تازہ ایڈیشن تصحیح اور ترجمہ میں کیا جاتا ہے۔

قیمت ساڑھے چار روپے۔ ۷/۵۔ **عورت اسلامی معاشرے میں** | ایک مقبول اور مفید تر کتاب۔ قیمت چار روپے۔

**مکتبہ الاتجھی** - دیوبند (دیوبندی)

اپنے موضوع کی ایک معلوم مرنسے کے بعد کیا ہو گا؟ | معلومات افزائش کی قیمت دس روپے پچھتہ پیسے

**فیوض بزرگی** | شاہ عبدالقدار جیلانیؒ کی الفتح الریاضی اکار دو ترجمہ، پڑھنے، لطف لینے اور فائدہ اٹھانے کی چیز ہے۔ دس روپے پنجاں پیسے۔

**تذکرہ غوثیہ** | مولانا سید غوث علی شاہ قلندر پانی پتی رحم کے حالات و سوانح اور ارشادات قیمت مجلد دس روپے۔

**خطبات غوث اعظم** | حضرت شاہ عبدالقدار جیلانیؒ کے ۶۲ خطبات اور آپ کے حالات زندگی۔ شریعت اور سنت کے معارف سے بربزی، ان خطبات کا مطالعہ آپ کے وقت کا بہترین مصرف ہوگا۔ قیمت ساڑھے پانچ روپے۔ ۵/۵۔

**مسئلہ سود** | حضرت ہفتی محمد شفیع صاحب کے قلمہ سے "سود" کے سلسلے پر مفصل مجدد قرآن حدیث کی روشنی میں۔ قیمت سوار روپیہ۔ ۱/۲۵۔

**قادیانی ازم افادیات** | "پر مولانا سید ابوالحسن علی ندوی کی ایک بہترین انگریزی کتاب مجلد ساڑھے پانچ روپے۔ ۵/۵۔

QADIANISM



تعیریات : شہبز تبریزی و رقی دارالعلوم ندوہ العلماء کے زیر اہتمام شائع ہوتا ہے۔  
تعیریات : برپٹھے وائے کے اسلام کی صحیح تبلیغات سے روشناس کرتا ہے۔  
تعیریات : الہ بول کے ایمان افروز مذاہت و ملغوٹات پیش کرتا ہے۔  
تعیریات : جنبدہ ایمانی اور اسلام کی داعیانہ خصوصیات بخشاہے۔  
تعیریات : سلان مکون کے مذاہت و واقعات سے باخبر رکھتا ہے۔  
مستقل عنوانات پر ایک نظر!

• **لارن کلیئر (لارن اسٹریٹ) ایسی پنچھی بھی یا سب پنچھی ناکستہ تھی کہ کتب ملنکلی سیرہ حضرتی دیواری حق کے ساتھ مالیم اسلم  
ہوا (العلوم (مذاہت و واقعات) فتح و علم — آسان زبان دو لکھ بیان، مفید معلومات، دینہ نسب، تصویر سرہق!**

**سالنگنڈ خطا و کتابت کا پتہ: مختصر تعیریات، دارالعلوم ندوہ العلماء کھتوں** جیت فی ۲۰  
کے روپ میں

**پھول کی طرح تروتازہ**

اگر جلدی امراض یا فساد خون کی  
شکایت ہو تو چہرے پر مردہ نظر آتا ہے

**خون صفا**

پھوڑے ٹپسی خارش اور دادے بجاتے  
کجسم اوچھرے کو پھول کی طرح تروتازہ رکھتا ہے

دواخانہ طبیب کا لمح مسلم یونیورسٹی علی گڑھ

DARUL ULOOM COLLEGE  
ALIGARH MUSLIM UNIVERSITY  
ALIGARH, U.P.

حافظ ابو محمد امام الدین امیر نگری

# مَصَابِيحُ الْإِسْلَامِ كِيْ أُنْبِيَّوْنَ فَصَلَّى مَصَابِيحُ الْعَهْدِ كَتْبَتْ حَقِيقَتِيْ جَانِزَةَ

پہلی بخش کا شاد آپا دھیاے ایم۔ لے۔ آپ ریہ کی کتاب "مصابیح الاسلام" کا ذکر بار بار ماہنامہ تجلی میں آچکا ہے۔ یہ کتاب مقدمہ سمیت جالیں فضلوں پر مشتمل اور چار سو صفحات پر بھی ہوتی ہے۔ اس کتاب کا مقصود نہ صرف غیر مسلموں میں پیغاط ہی بھی پھیلانا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نہ تو خدا کے رسول تھے اور نہ قرآن مجید خدا کا کلام ہے۔ آپ صرف عرب کے مصلح تھے اور قرآن مجید آپ کا کلام ہے بلکہ مسلمانوں میں بھی مگر ابھی پھیلانا ہے مصنف نے "اسلام کے دیپک" کے نام سے اس انتہائی گمراہ کن کتاب کا ترجیح شائع کیا ہے تاکہ مسلمانوں کی آئندہ نسل جو سرکاری تعلیم گاہوں میں صرف ہندی پڑھ رہی ہے وہ "اسلام کے دیپک" پڑھ کر اسلام سے برگشتہ ہو جائے۔

اس کتاب کی اخوارہ فضلوں کا جواب دھسوں میں "اوار اسلام بجو امصاریح الاسلام" شائع ہو چکا ہے۔ پہلا حصہ دو صفحوں پر اور دوسرا حصہ دو سو صفحوں سے بھی زیادہ پر مشتمل ہے۔ قارئین تجلی میں سے جن تحریرات نے مصاریح الاسلام کا جواب نہیں دیکھا وہ اس کا صحیح اندازہ نہیں کر سکتے کہ یہ کتاب بتتی گمراہ کن ہے اور غیر مسلموں کو غلط فہمی اور کم علم مسلمانوں خصوصاً ان کی آئندہ نسل کو لوگ ابھی سے بچانے کے لئے اور دو اور ہندی میں اس کتاب کے جواب کی تکنی اور کس ہنسہ گیری بیانے پر اشاعت کی ضرورت ہے۔ سو اسی دیاشندری پیشہ خدمہ کا ش سے اسلام کو ناقابل تلافی نہیں کیا اور پیشہ رہے۔ مصاریح الاسلام اس سے کہیں زیادہ گمراہ کن ہے۔ ہم قارئین تجلی کے ملاحظہ کے لئے مصاریح الاسلام کی اُنیسوں فصل کا جائزہ شائع کر رہے ہیں تاکہ وہ اس کتاب کی حقیقت کو برہاہ نماست۔ سمجھ لیں اور ریہ بھی دیکھ لیں کہ ہم کس محنت و جانشناشی اور دماغ سوزی اور کس شرح و بسط کے ساتھ اس کتاب کا جواب لکھ رہے ہیں اور شائع شدہ حصوں کی خرید اوری اور باقی جواب کی اشاعت میں ہمارے ساتھ مالی تعاون کتنا ضروری ہے۔ ہمارا جواب نہ صرف عام مسلمانوں کے لئے بلکہ علمائے کرام کے لئے قابل درطالعہ ہے۔ ہمارے جواب سے علمائے کرام کو بھی معلوم ہو گا کہ غیر اسلامی حلقوں میں اسلام کے خلاف کیا کچھ ہو رہا ہے۔ کن کن طریقوں سے اسلام کو بدف بنایا جا رہا ہے۔ اور اسلام کے تحفظ و بقا کے لئے کن کن محاذوں پر کن کن طریقوں سے کام کرنے کی ضرورت ہے مہماںے جواب سے علمائے کرام کو بڑی عقاوہ و نظریات کی بھی بآسانی مستند معلومات حاصل ہو جائیں گی اور یہ بھی معلوم ہو جائے گا کہ معاذین کے جملوں کے توڑ کا صحیح اور سلی بخش طریقہ کیا ہے ہم اعتماد ہے کہ ہم نے اس شرح و فصیل سے مصاریح الاسلام کا جائزہ اور جواب لکھا ہے کہ اس طرح نہ مصنف مصاریح الاسلام ہمارا جواب کے خلاف قلم اٹھانے کا وصول کر سکتا ہیں اور نہ کوئی دوسرے آریہ نہیں۔ اس لئے کتاب میدان خالی نہیں ہے کہ کوئی جس طرح چاہیے اسلام کو بدف بنائے۔ اب ہر قلم اٹھانے والے کو اپنی خیر بھی منانی ہو گی۔ گذشتہ فضلوں کے جواب بھی اسی طرح ان کے

عقلاء و احکام کی بحث و تفہید کے ساتھ لکھ گئے ہیں آئندہ کام کی اہمیت و ضرورت کا اندازہ اس سے کیا جائے کہ اسلام کے عقیدہ آخرت اور آدمیوں کی بحث میں ابھی اتنی فضیلیں اور ہیں :-

(۱) تنازع اور تنازع (۲) حکماء یونان اور تنازع (۳) کیا جو نات غیر ذی روح ہیں ؟ (۴) قیامت (۵) جنت کا باعث اور جہنم کی آگ (۶) شفاعة (۷) قیامت کا عملی مفہوم۔ اگر قارئین جملے نے اس کام کی اہمیت کو سمجھا، شائع شدہ دولوں حصوں کی خریداری کی اور مالی تعاون کیا تو ہم تخلی میں باقی فضیلوں کے جواب بھی انشاء اللہ لکھتے رہیں گے۔ جواب کے دونوں حصے مجلد مع گرد پوش چکنے کا غذہ پر شائع کئے گئے ہیں فی حصہ دو روپے پچاس پیسے قیمت ہے۔ دونوں حصے مکتبہ تخلی دیوبند سے بھی مل سکتے ہیں اور برائے راست اس پتے سے بھی۔ مکتبہ تحفظ ملت۔ (۸) مکتبہ بنارس۔

**ذوٹ :-** جو حضرات اس طرح سے اس کام میں مدد فراستے ہیں کہ دونوں حصوں کے کچھ سیٹ منگالیں اور فروخت کر کے قیمت بھیج دیں ہم خود حصوں اداکارے طلبہ سیٹ بھیج دیں گے۔ واضح ہو کہ ضعیف المعری کے باعث ہم میں اس کام کی طاقت نہیں ہے۔ لیکن ہمارا ایمان اسے کسی طرح برداشت کرنے پر تیار نہیں کہ ہمیشہ اس کام کو نہ دیکھیں، اپنی محنت دیکھیں۔ چر بھی اگر جوابی اشاعت کے لئے مسلمان ہماری مالی امانت کریں تو ہمارا حوصلہ کیسے برقرارہ ملت ہے ہذا (الدین)

اس کے بعد اسی مفہوم کی سورۃ النجم کی ۳۸ تا ۷ آیتیں  
نقل کی ہیں جن کا ترجمہ یہ ہے:-

"کوئی شخص کسی دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھاتے گا اور یہ کہ انسان کو دی ہی ملتا ہے جس کی وہ کوشش کرتا ہے اور یہ کسی کی کوشش دیکھی جائے گی پھر اس کو اس کا پورا پورا بدلت دیا جائے۔"

اس کے بعد یہ آیت نقل کی ہے:-

وَلَا شَهَمَّوْا مَا فَضَّلُوا شَهَمٌ اور جن میں خدا نے تم میں سے بعض کو بِهِ بَعْضَكُمْ عَلَى بَعْضٍ بعض پر فضیلت دی ہے اسکی ہوس مت کر، مردوں کو ان لایتھاں نصیب ہے اما الْتَّسْبُوا وَ الْتَّسَاءُ وَمَا کاموں کا توا بھی جو انہوں نے اکتسابیں۔

لکھا اور عورتوں کو ان کا ثواب ہے جو انہوں نے کئے۔

(سورۃ النجم۔ آیت ۳۲)

اس آیت کے لفظ نسب کا ترجمہ " حصہ " ہے۔ لیکن مصنفوں نے اسے آدمیوں کی بنیاد بنانے کے لئے بدیانتی سے کام لیا ہے اور نسب کا ترجمہ ثواب کر دیا ہے۔

دنیا کو معلوم ہے کہ قرآن مجید کو تنازع یا آدمیوں کے عقیدے سے کو تعلق نہیں ہے پورا قرآن مجید قیامت، اسی وہ کے حساب و کتاب، جزا و مجزا اور ثواب و دفعہ کے بیان سے بھرا ہوا ہے۔ لیکن مصنفوں نے انھیں آیتوں کی بنیاد پر

## محضیح العمل

"صبح الحل" مصباح الاسلام کا تیسرا باب بھی ہے اور اسیوں فصل کا عنوان بھی۔ یہ فصل اسلام کے عقیدہ آخرت، جزو سزا، جنت و دفعہ اور آریہ دھرم کے عقیدہ تنازع (آدمیوں) کی بحث کی تہذیب ہے۔

مصنفوں مصباح الحل کے طریقہ دبل و فریب کی ایک امتیازی خصوصیت بیہمہ کہ وہ قرآن مجید کی آیتیں نقل کرتے ہیں اور ترجیح بھی غالباً اپنی نذر برادر کا دیتے ہیں لیکن ان آیتوں کی بنیاد پر بحث کرتے ہیں تو اس کا تعلق قرآن مجید کے مفہوم سے نہیں ہوتا بلکہ مصنفوں اپنے مقصود بحث کے مطابق آیتوں کا مفہوم وضع کر لیتے ہیں اور قرآن مجید ہی سے قرآن مجید کے خلاف بحث کرتے ہیں۔ یہ کتاب اس طرز اور پر فریب طریقہ بحث ہے؟

مصنفوں نے فصل کی ابتداء میں یہ آیتیں نقل کی ہیں:-

وَلَا تَنْكِسِبْ مُلْكَ لَهُنِ الْأَكْبَرُ جو کوئی کام کرتا ہے تو اس کا بدلہ اس کو ملتا ہے۔ کوئی کسی دوسرے علیمہما وَ الْأَتَذَّمُو ایزَرَة کا بوجھ نہ اٹھائے گا۔

(سورۃ الفاطم۔ آیت ۱۶۷)

کس طرح آہستہ آہستہ اُوامگن کے اصول کو پھیلاتے جا رہے ہیں۔ آئے گے اور کھل کر لفظت ہیں:-

”قرآن شریف کی آمد سے..... بہت قبل یہ مثل

چلی آتی ہے کہ جیسا کمر و گے دیسا بھر دے گے۔ وید کے چالیسوں باہ کا دوسرا منتر یہ ہے کہ انسان کی بجاتِ محض اس کے اعمال سے ہوگی اس نے انسان کو اپنے اعمال سنجھا لئے چاہیں۔ بھگوت گیتا میں لکھا ہے کہ انسان جیسا نیک یا بد عمل کرتا ہے اس کا اس کو ضرور دشہ ملتا ہے۔ قرآن بھی اس پر اسے اصول کو نہایت پاکیزہ زبان میں ادا کرتا ہے کہ کوئی انسان دوسرے انسان کا بوجہ نہیں اٹھاتا۔ خدا کا فضل بھی ارواح کے اعمال کے مطابق ہے۔“ ص ۱۳۱ و ۱۳۲

## اوامگن پر اک نظر

منارِ بیتِ علوم ہوتا ہے کہ آجے بڑھنے سے پہلے اُوامگن کے خلیلے پر ایک نظر دالی جائے۔

مصنف نے قرآن مجید کی جو آیتیں نقل کی ہیں ان کا خصوصی تعلق دنیاوی اعمال و اخلاق، سمعی و کوشش اور ان کے نتائج سے ہے اور سورہ نساء کی آیت ۲۳ تو واضح الفاظ میں دنیاوی احوال و کوائف سنتعلق ہے۔ خدا نے بعض کو بعض پر فضیلت و بزرگی عطا فرمائی ہے۔ کوئی مرد ہے اور کوئی عورت، کسے کے احوال و کوائف کچھ ہیں اور کسی کے کچھ اور احوال و کوائف کا یہ اختلاف انسان کی کسی گذشتہ زندگی اور اس کے نیک و بد اعمال کا نتیجہ نہیں بلکہ یہ اس کا رخانہ عالم کی ایک ناگزیر ضرورت ہے۔ اگر احوال و کوائف کا یہ اختلاف نہ ہوتا تو نہ دنیا کا یہ کارخانہ وجود میں آسکتا تھا اور نہ ایک منٹ جا ری رہ سکتا تھا۔ جب یہ کچھ بھی حقیقت ہے تو اس سے صرف نظر کر کے سروپا انکار و قیاسات کی ٹلکتوں میں سرمارنا اور احوال و کوائف کے اختلاف کو انسان کی کسی گذشتہ زندگی کا نتیجہ فرا دریں اتنا درجے کی گمراہی اور بے داشی ہے۔

اوامگن کی تفصیلی بحث کے لئے ہماری کتاب ”اوامگن کا تحقیقی جائزہ“ دیکھئے۔ ہم نے آریہ مذہب کی مسلم کتابوں سے

اوامگن کو صحیح نتابت کرنے کی سعی باطل کی ہے۔ پہلے اپنے کو غیر تھصیب اور حق پسند ظاہر کرنے کے لئے اس طرح ان آیتوں کی فریب کارانہ تعریف کی ہے۔

”چنان تک اخلاقی اصلاح کا سوال ہے مندرجہ بالا آیتیں سہری حروف میں لکھنے کے قابل ہیں۔ اگرچہ یہ آیتیں تخفیف مقامات سے مل گئی ہیں تاہم ان کا مفہوم و مدلعاً لیک ہی ہے“ ص ۱۴۶ اس کے بعد ہی بڑی بڑی چالائی سے بحث کا رخ آوازم کی طرف ہیڈ دیا ہے۔ چنانچہ آگے لفظت ہے:-

”اخلاق کا سب سے بڑا اصول یہ ہے کہ انسان خود کر دہ عمل کی اہمیت اور عظمت کا قائل ہو۔ انسان کی سب سے بڑی کمزوری یہ ہے کہ نتكلیف کا ذمہ دار دوسروں کو ٹھیک رکھتا ہے۔ قرآن شریف میں ٹھکری کی کا تھا کہ آئا ہمروں نے المذاق بالبر و تنشونَ الفسکم۔ یہاں دوسروں کیلئے بھلانی کا اپدیش کرتے ہو اور اپنے کو بھول جاتے ہو۔“

اتسا ہی نہیں کہ تم محض دوسروں سے لوگوں کو ہی نصیحت کریں بلکہ ہمارا شکایت نامہ خود غرض انسان سے تجاوز کر کے خدا کو بھی گھیٹ لیتا ہے۔ جب ایک آدمی دیکھتا ہے کہ بیرون پر ہوں اور یہاں پر وسی دوست مند ہے تو اسے شکایت ہوتی ہے کہ یادِ احوال و کوائف سنتعلق ہے۔ خدا نے بعض کو بعض محدود رکھا۔“ ص ۱۴۷

اسی سلسلہ میں لکھا ہے:-

”اوپر دی ہوئی آیتوں میں اس بارے میں نصیحت دی گئی ہے کہ اخلاقی دنیا کا سب اچھا اصول یہ ہے کہ ہر شخص پر ہی اعمال کی گھری اٹھاتا ہے دوسرے کے اعمال کی نہیں۔ مجھے جو کچھ ملا ہے میری کمائی کا ہی صلح ہے دوسروں کی کمائی کا نہیں خورت اپنی کمائی کا صلح پاتی ہے اور مرد اپنی کمائی کا۔ خدا کے سامنے ساری ارواح یکسان ہیں، اس کا فضل سب پر برابر ہے کوئی تھصیب نہیں کوئی خود عن حقیقی نہیں۔ اگر ایک خورت کو دوسرے سے زیادہ فضیلت ملی تو اس تھا وہ تھی وجہ خدا کا تھصیب نہیں بلکہ انسان کی خود کمائی کی وجہ سے۔“ ص ۱۴۸ ادا ۱۷۱ قارئین کرام دیکھ رہے ہیں کہ مصنف قرآن مجید کی بنیاد پر

السان کا، کسی کو حیوان کا، کسی کو پین کا، کسی کو کٹرے مکٹرے کا ابتدائے کا اور کسی کو پڑپڑے کا جنم ملتا ہے۔ اور اس سوال کا کہ ابتدائے خلقت میں کوئی توارشی منی پیدا ہوا اور کوئی معمولی انسان انسان سے پہلے حیوان، پرند، کٹرے مکٹرے اور پڑپڑے پیدا ہوتے اس اختلاف احوال کی وجہ کیا ہے؟ اس کا کوئی معمولی جواب موجود نہیں۔ آپ کو اس سوال کا سرا سسر خلاف عقل جواب یہ ہے کہ دنیا کی ابتداء اور انتہا تو ہے مگر آدمیوں کے جگہ کی طرح دنیا کے بننے بگڑنے کا بھی چکر ہے اور اس چکر کی ابتداء اور انتہا نہیں ہے۔ اب آپ لاکھہ تبرما رستے رہتے ہے کہ جب آپ یہ مانتے ہیں کہ دنیا کی ابتداء ہے اور اس کا آپ کے دید اور شاستر میں تفصیلی بیان موجود ہے تو اس کا جگہ لامبڑا کیسے ہو گا؟ مگر وہ آپ کی ایک ذمیں تھے ہی کہتے جاتیں گے کہ دنیا کی ابتداء اور انتہا ہے مگر اس کا جگہ لامبڑا اور لامبڑا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ جہاں جکڑی جکڑی ہو جائے۔ اس عقلاً میں منتقل نہ ہو۔ قالب کی قدر و میں میں سے آزاد ہو جائے۔ اس عقیدے کی رو سے وہ چاروں بزرگوار بھی جن کو آریہ چاروں ویدوں کا ملہم مانتے ہیں گنہگاری قرار پاتے ہیں۔ اگر وہ گنہگار نہ ہوتے تو بخات یا فتح ہوتے اور بخات یا فتح کی تعریف یہ ہے کہ روح قالب سے آزاد ہو جائے اس لئے جو روح قالب کی قدر و میں بنتا ہے اس کا گنہگار ہونا بالدراہت واضح ہے۔ خواہ وہ کتنے ہی مقدس قالب میں ہوا اور اس کا جگہ ہی مرتبہ ہو۔ اس کی قیمت زیادہ سے زیادہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ اس کا قالب دوسروں کی تبت بہتر اور قالب عزت ہے۔

آریہ مذہب کی رو سے آدمیں کا دامنہ آنا و سچ ہے کہ یہ دنیا بار بار بنتی اور بگڑتی ہے لیکن آدمیں کا جکڑ جنم نہیں ہوتا۔ دنیا کے جنم ہو جانے کے بعد روحوں کی سزا احالتِ تعطل میں رہتی ہے اور جب شی دنیا د جو میں آتی ہے تو روحوں کی سزا کا سلسہ بخوبی شروع ہو جاتا ہے۔ روح کی گذشتہ زندگی اور گذشتہ دنیا کے اعمال کے مطابق کسی کو انسان کا اور انسانوں میں کسی کو اچھے انسان کا، کسی کو بُرے

### مصنفوں کے فیاس اور مفروضات

سطور بالا سے واضح ہے کہ آدمیں ایک غیر علی اور غیر عقلي عقیدہ ہے جس کی کوئی صلی اور حقیقت نہیں ہے اور اسی

”اگر تم جو کاٹ رہے ہو تو سمجھ لو کہ تم نے زمانہ گذشتہ میں جو ہی بوسے ہوں گے نہ کہ گھوپوں۔“

مصنف کو اتنی سمجھنہیں کہ اس اصول و عقیدہ کی رو سے

وید اور شاستر کی تمام تعلیمات عبث ہو کرہ جاتی ہیں الگ موجودہ زندگی اذ شستہ زندگی کے اعمال کا نتیجہ ہے اور جس نے گذشتہ زندگی میں جو بوئے ہیں اس کی موجودہ زندگی جو کاشتے کی زندگی سے تواب اس کے گھوپوں ہونے کا سوال ہی کہاں پیدا ہوتا ہے اس کا کام بھائی ہوئی ہستی کو کاشتا ہے نہ کہ نئی ہستی کرنا۔ ایک شخص ازادی کی حالت میں جراحت پیشہ رہا اسے جیل کی سزا ملی۔ اب وہ چاہتے کہ جیل خانے میں وید، شاستر اور پوجا بھتی کا سماں لے کر بیٹھ جائے اور سنت ہاتا بن جائے تو جیل کا افسوس اس کو پڑیں گے جو عدالت کے فیصلے کے مطابق اس کیلئے مقرر ہیں۔

مصنف کا قرآن مجید پر یہ سراسرا تہام ہے کہ اس میں فرعون وغیرہ کافروں اور ظالمین کے حالات اس بات کے سمجھانے کے لئے بیان کئے ہیں کہ وہ گذشتہ زندگی میں بد عقیدہ اور بد اعمال تھے۔ فرعون کے متعلق معلوم ہے کہ وہ خدا کا باعثی تھا۔ خود خدا تی کا دعویٰ اور تھا۔ حد درج کاظلم تھا اور بنی اسرائیل پر ہے پیناہ مظالم طھا یا کرتا تھا۔ وہ اپنی خیں بداعمالیوں کی وجہ سے ہلاک ہوا کہ گذشتہ زندگی کی بد اعمالیوں کے نتائج میں۔ ایک شخص بیمار ہوتا ہے تو وہ مصنف کے قول کے مطابق اس زندگی کی بد پر ہمیزیوں سے نہ کہ گذشتہ زندگی کی بد پر ہمیزیوں کے نتیجے میں بیمار ہوتا ہے۔

### سب کچھ آواگمن کا کر شکر قرآن مجید سے غلط انتدال

مصنف آگے جیل کر لکھتے ہیں :-

”ہم دیکھتے ہیں کہ ایک بچہ اندر ہاپیدا ہوتا ہے یعنی خدا نے فضل کر کے دوسرے بچوں کو آنکھیں عطا کیں اس بچہ کو فضل سے خروم رکھا۔ یکوں ۹۰ تحفہ ماں باس کے قصور سے وہ ان رہائیں کی تخلیف برداشت نہیں کر سکتا۔ کیونکہ باپ کا بوجھ بھی انہیں

چیز کو مان کر جو شخص بحث و گفتگو کرے گا وہ لا یعنی قیاساً و مفروضاً ہی سے کام لے گا۔ چنانچہ مصنف کو بھی کرنا پڑا ہے۔ لکھتے ہیں:- ”یہاں یاد رکھنا چاہیے کہ قدرت کے اصول حسن مستقبل ہی پر دلالت نہیں کرتے بلکہ ماضی پر بھی ان کا عمل برابر ہوتا ہے مثلاً جب کہا جاتا ہے کہ تم جیسا کر دے ویسا بھروسے گے تو یہ حسن مانہ آئندہ کے لئے ہی نصیحت نہیں ہے بلکہ اس کا مطلب یہ بھی ہے کہ تم جیسا بھروسے ہو ویسا ہی تم نے زمانہ گذشتہ میں بھی کیا ہو گا اگر جو بروگے تو جو ہی کا لٹپٹگے نہ کہ گھوپوں اور اگر تم جو کاٹ رہے ہو تو بھروسے کہ تم نے زمانہ گذشتہ میں بھی جو ہی بوسے ہوں گے نہ کہ گھوپوں۔ قرآن شرافت کے تصویں میں زمانہ گذشتہ ماضی کا بیسان اسی لئے ہے کہ ماضی کو دیکھ کر آئندہ کے لئے ہدایت ہو۔ فرعون ہلاک ہو ایکو نکد وہ ہد کار تھا۔“ ص ۱۴۲

(اسی سلسلہ میں آگے لکھا ہے:-

”جس طرح ہمارا مستقبل ہمارے حال پر محض ہے اسی طرح ہمارا حال بھی ہمارے ماضی پر مشتمل ہے ہو گا۔ لوگ دوسروں کے مستقبل کا خیال کرنے میں اپنے ماضی کو بھول جاتے ہیں۔ جب ہم کسی کو بد پر ہمیزی کرتے دیکھتے ہیں تو سوچتے ہیں کہ یہ سماوپٹے گا لیکن تم یہ نہیں سوچتے کہ تم آج بیمار ہیں تو یہم نے کوئی ترکی بار پر ہمیزی کی ہو گی۔ قرآن کی مندرجہ بالا آیتیں اسی امر کی آگاہی دیتی ہیں۔“ ص ۳۶۳

## حاجۃ

ضرورت ہے کہ مصنف کی بحث پر تصریح ہوتا چلے درد نے قارئین بھول جائیں گے کہ انہوں نے کیا قیاس آرائیاں کی ہیں اور کن کن طریقوں سے قرآن مجید کو تختہ مشتمل بناتے گئے ہیں۔

وادیچ ہو کہ مصنف نے اور پر کی بحث میں ماضی کا فقط اسی موجودہ زندگی کے ماضی کیلئے استعمال نہیں کیا ہے بلکہ موجودہ زندگی سے پہلے بھی ایک زندگی فرض کر کے اس کے لئے ماضی کا فقط استعمال کیا ہے۔ لیکن جیسا کہ ہم آواگمن کی بحث میں دکھا چکے ہیں عقیدہ ہی سرے سے غلط ہے جو خود آریہ مذہب کی مذہبی کتابوں سے صحیح ثابت نہیں ہوتا۔ مصنف نے اور لکھا ہے کہ:-

اس دنیا کے مقتنيات و مصالح کوئی چیز ہیں۔ یہ سب کچھ جو ہو رہا ہے اور جو دیکھ رہے ہیں اور بیت رہے ہیں صنف کے نزدیک سب کچھ انسان کی گذشتہ زندگیوں کے نیک و بد عمال کے تجھے میں ہو رہا ہے۔ قحط پڑتا ہے تو انسانوں کی گذشتہ زندگی کی بدرا عالمیوں کی وجہ سے۔ بارش اور اچھی پیروار ہوتی ہے تو انسانوں کی گذشتہ زندگی کی نیک اعمالیوں سے۔ سیلا ب اور زانے آتے ہیں تو وہ بھی انسانوں کی گذشتہ زندگی کی بد اعمالیوں کا تجھ ہوتے ہیں۔ آتش نشان ہماروں سے آگ اُبھی ہے تو وہ بھی انسانوں کی گذشتہ زندگی کی بد اعمالیوں کے تجھے میں جلگیں ہوتی ہیں تو وہ بھی انسانوں کی گذشتہ زندگیوں کی بد کاری کا تجھ ہوتی ہیں۔

کالے اور گورے تو بصورت اور بد بصورت، ذہین اور بھی، عقلمند اور ناسخہ انسانوں کی پیدائش میں ماحول، آب و ہوا، تہذیب و معاشرت اور ماں باپ کا کوئی دخل نہیں۔ یہاں اختلافات انسانوں کی گذشتہ زندگی کے ظاہر ہیں۔ یہاں یہ پرند، چھیلیاں۔ مختلف ذاتوں اور خواص و اثرات کے چل، مختلف خاصیت کے غلے اور سبزیاں، یہ مختلف رنگ بوکے بے شمار چھوپوں، جن پر انسانی زندگی کا درود و مدارج ہے خدا کی قدرت کی کوشش سازی نہیں انسانوں کی گذشتہ زندگی کے نیک بد اعمال کے کوشش ہیں۔ ہم کو انھیں سے غلہ ملتا ہے۔ سماں سبزی ملتی ہے۔ اندھا گوشت ملتا ہے۔ چل چھوپوں ملتے ہیں۔ باب بیٹھ۔ بھائی بھیجے۔ تو کرچاکر۔ کار بیگر۔ مزدور۔ بادشاہ اور فریر۔ صدر۔ جنرل اور سپاہی ملتے ہیں غرض نہ انسان مختلف تم کے اعمال کرتے اور زندگی کا یہ کارخانہ چلتا۔ انسان کتنا عاقل اور دانشنده ہے اور کس نظم و ضبط سے اچھا اور بُرے کام کرتا ہے کہ دنیا کا کارخانہ اس حسن و خوبی کے ساتھ چل رہا ہے۔ یہ ہے صفت کے آواگن کا لال جواب نہ سفر۔ علم و فلسفہ کے پیکر جناب صفت سے دریافت کیجئے کہ اگر ایک شخص کا بادشاہ ہونا اس بات کا ثبوت کہ وہ گذشتہ زندگی میں نیک انسان تھا اور اس کی موجودہ زندگی اس کی گذشتہ زندگی کا پر تو ہے تو اس کو موجودہ زندگی میں بھی خدا کرت

اٹھائے گا۔ یہ تسانی کی تعلیم ہے۔ نہ خدا بلا وجہ اپنی خود نہیں کی وجہ سے اپنے فضل کو مختلف مقادیر میں تقسیم کرتا ہے۔ اچھا تو اس کا سبب کیا ہے؟ قرآن شریف کا جواب صاف ہے کہ اس بخشش زمانہ ماضی میں کوئی ایسی ہی کمائی کی ہو گی جس کی وجہ سے وہ آنکھوں حصی نعمت سے محروم رکھا گی۔ اسی طرح ہم دنیا کے بھی انسانوں کو مختلف حالات میں پیدا ہوتے رکھتے ہیں اس اختلاف کا سبب کیا ہے؟ قرآن شریف کا صاف جواب یہ ہے۔

”مردوں کو مردوں کی کمائی کے مطابق اور عورتوں کو عورتوں کی کمائی کے مطابق۔ عمل اور جزا میں لاقابل شکست تعلق ہے۔ اس اصول سے کوئی مستثنی نہیں۔ شاہزادہ اپنی کمائی سے بادشاہ کے گھر پیدا ہوا اور فقیر کا طلاق اپنی کمائی سے فقیر کا طلاق کا بنا، خدا کا ضلال بے دبہ بھی نہیں تھا بے وجہ بھی نہیں ہو گا۔ وہ بادشاہ گردن زدنی ہے جو بھلے بالسوں کو جیل بھجا ہے اور بے لوگوں کو آزاد چھوڑ دیتا ہے۔ وہ بھی خدا اپنے کا سخت نہیں جس کی سلطنت میں بد لوگ آرام پائیں اور نیکوں کو تکلیف ہوتی ہے۔ اگر بدلوگ آرائیا تے ہیں تو سمجھ لو کہ ان کا زمانہ موجودہ کا آرام کسی زمانہ گذشتہ کی نیکی کا شرہ ہے اور زمانہ موجودہ کی بد عنوانی کی سزا آگے پائیں گے۔ اسی طرح الگ نیک دھی دھی ہے تو اس کے دھکہ کی وجہ اس کے زمانہ گذشتہ کا کوئی ساخت کام ہو گا لیکن اس کو یاد رکھنا چاہیے کہ زمانہ موجودہ میں جو نیکی وہ کردہ ہے وہ ضائع نہیں ہو جاتے گی۔

وَمَنْ يَعْمَلْ مُثْقَلًا | تو جس نے ذرہ بر بر نیکی کی ہو گی  
ذَرَّةً تَحْبِلُ أَيْرَةً | وہ دیکھے گا اور جس نے ذرہ بر بر  
وَمَنْ يَعْمَلْ مُثْقَلًا | بُرَاءَتی کی ہو گی اسے دیکھے گا۔

صلوات اللہ علیہ

ب ب ب ب

(سورہ زکریا)

## جائزہ

صنف کے عقیدے کے مطابق اس کا رکاہ عالم میں دخدا کی حکمت کو کوئی دخل ہے اور نہ اس کی تدبیر و مصلحت کو نہ

نکھلتا ہے اور اپنی غفلت اور بے اختیاطی سے بس سے لگ کر  
یا اس کے پیچے دب کر ہلاک ہو جاتا ہے اور اس کے اہل عیال  
ناداری اور فاقہ کشی وغیرہ کی تکلیف میں متلا ہو جاتے ہیں۔  
اس حادثے کا شکار ہونے والے کے اہل عیال کیوں تکلیف  
مصیبت اٹھاتے ہیں؟ پچھلے جنم کا بدکار تھا اسے کاشکار  
ہونے والا تھا پھر نہ ہے کہ اندھے پن کو والدین کی خرابی  
اور بے اختیاطی کا نتیجہ کیوں نہ ماناجائے؟

ایک حکومت اپنی اور اپنے حریف کی طاقت کا صحیح  
اندازہ کئے بغیر جنگ چھپڑ دیتی ہے اور شکست کھا جاتی ہے۔  
حکمران طبقے کی غلطی سے لاکھوں انسان تباہ و بر باد ہو جاتے  
ہیں، ملک غلام بن جاتا ہے۔ کیا لاکھوں انسانوں کی تباہی  
بر بادی اور تکلیف و مصیبت تو حکومت کی غلطی اور بے اختیاطی  
کا نتیجہ نہ ماناجائے۔ کہا جائے کہ خدا ایک کی غلطی کی سزا  
دوسروں کو نہیں دیتا۔ لاکھوں انسان اس نے تباہ و بر باد  
ہوئے کہ وہ سب پچھلے جنم کے لئے گزار تھے۔ حکومت ان کی  
تبادی و بر بادی کا سبب نہیں؟

یہاں بھی مصنف نے قرآن مجید کو اولین کامتوید بتایا  
ہے اور سورۃ زلزال کی آیت نعم یعنی عمل مقابل ذکر کے  
خبر آبرہ و من یعمل مقابل ذرۃ شکرا برہ کو اولین  
کے شعبوت میں پیش کیا ہے۔ حالانکہ یہ سورہ کھلے لفظوں میں  
او اگن کے برخلاف قیامت کے بیان میں ہے، یہ کتنا بڑا  
فریب ہے جو مصنف نے اپنے قارئین کو دیا ہے جو مسلمان یا غیر مسلم  
نہیں جانتے کہ سورۃ زلزال قیامت کے بیان میں ہے وہ  
مصنف کی اس فریب دہی اور بد دیانتی کو تکمیل کر کر سکتے ہیں۔  
(باتی باقی)

خط و کتابت اپنا خریداری نہیں  
لکھنا ز بھولئے جو آپ کے پتہ  
کی چٹ پر درج رہتا ہے۔  
منی جس

نیک اعمال رخایا پروردہ و عادل بینا چاہتے ہے۔ وہ کافر،  
فاسد و فاجر، ظالم و جابر اور رعایا ایش کیوں ہوتا ہے؟ یہی انہیں  
اس کی بادشاہی مستقل اور پانڈار کیوں نہیں ہوتی؟ اس کے  
خلاف بغاوت ہوتی ہے۔ دوسرا بادشاہ اس پر فرج کشی  
کرتا ہے، وہ مارا جاتا ہے یا قید میں زندگی گزار کر دنیا سے  
چلا جاتا ہے۔ اسی طرح جو شخص بادشاہ کے گھر پیدا ہوتا ہے  
وہ بھی گذشتہ زندگی کا نیک انسان ہے لہذا سے بھی موجود  
زندگی میں نیک ہونا چاہتے۔ اور اسے بھی لازماً بادشاہ  
ہونا چاہتے۔ لیکن وہ بھی بدکار ہوتا ہے۔ بادشاہ ہونے سے  
پہلے بھی جاتا ہے۔ اس کے بھائی ہوتے ہیں تو تخت د  
تاج کے لئے ان سے جنگ ہوتی ہے اور بھائی کا میسا ب  
ہو جاتے ہیں۔ وہ تخت و تاج سے محروم رہ جاتا ہے، مارا جاتا  
ہے یا قید میں زندگی کے دن پورے کرتا ہے۔ شاہیہاں کے  
بیٹے دارا شکوہ کی بڑی تعریف کی جاتی ہے کہ وہ ہندو دھرم  
کا پیغمبر اور صوفی مزاج تھا۔ وہ مارا کیوں گیا اور اونگز بیٹے  
بادشاہ کیسے ہو گیا؟ وہ تو بڑا بدنام ہے اسے پچھلے جسم کا  
بدکار ہونا چاہتے۔ اب فقیر کو نجی۔ اگر وہ فقیر کے گھر میں  
اس لئے پیدا ہوا کہ وہ پچھلے جنم کا لہنگار تھا تو اسے موجود وہ  
زندگی میں بھی نہ صرف فقیر ہونا چاہتے، بلکہ بدکار اور لہنگار  
بھی ہونا چاہتے کیونکہ وہ پچھلے جنم میں ایسا ہی تھا لیکن یہم  
دیکھتے ہیں کہ فقیروں اور غریبوں میں امیر و ملک اور رئیسوں  
کی نسبت نیک لوگ زیادہ ہوتے ہیں۔ اگر اولین کام اصول  
صحیح ہے تو ایسا کیوں ہوتا ہے؟

ایک شخص انداز پاپیں را پہلتا ہے یا اس میں دوسرے  
جنماں نعمات ہوتے ہیں اور اس کی پیدائش میں مانپ  
کی کسی خرابی یا بد عنوانی کا دخل نہیں ہوتا تھا نکہ خدا ایسا  
نہیں کہ مان باب کی کسی بُرا تیکی سزا اولاد کر دے اور  
اس کو کسی تکلیف و مصیبت میں متلاکرے تو تکلیف و  
 المصیبت کی یہی ایک صورت نہیں ہے اور صورتیں بھی ہیں  
مثلاً ایک شخص اہل و عیال والا ہے اور اپنے اہل عیال  
کا تمہارا ہی کفیل ہے۔ وہ پیدا یا سائیکل پر گھر سے

**خدا اور رسول ﷺ کا تصور اسلامی مطہری میں** [سید جلال الدین عربی کی یہ کتاب بھی دیکھنے کے قابل ہے۔ لیکن افروز، روح پرورد اور قلب درد حی میں گھر کرنے والی۔ ساٹھے چار روپے۔ ۵/-]  
**جمع کے خطے** [اردو زبان میں ہمایت دل شیں اور ایسا ان اخroz خطبات مجده کا مجموعہ دورو پے - ۷/-]

**اشاعت النبوة** [حضرت مجید الف ثانی کا ایک نادر رسالہ جو نبوت کے موضوع پر نادیجیز ہے۔ اصل عربی متن کے ساتھ سلیمان اور دو ترجمہ ذیر صور و پیشہ۔ ۵/-]

**ذنب و آخرت** [مولانا اشرف علیؒ کے چند اثر انگریز مکمل مجلد دس روپے ۱/-]

**وتراں کا مرطاب** [اگر آپ قرآن کے ترجمہ اٹھانا چاہتے ہیں تو اس کتاب کو ضرور پڑھیے۔ یہ آپ کو بڑی صلح اور سفید رہنمائی دے گی۔ ۱/۲۵ سوار و سب ۱/۲۵]

**انسان کی حقیقت** [انام غزالیؒ کی مشہور کتاب "یہیا کے سعادت" کا ایک حقیقت افروز باب۔ ارو ترجمہ عام فہم اور شکفتہ پچاس پیسے۔ ۵/-]

**الدین نقسم** [تصنیف جس میں انکھوں نے مذہب اور سائنس روحانیت اور مادیت، الحاد اور خدا پرستی کے موضوعات پرمفکرانہ اور حرفقانہ اسلوب میں علم و تفہیم کے سوتی بھیکھیے ہیں۔ پھر ثابت کیا ہے کہ مضبوط اور محفوظ وین اس اسلام ہی ہے۔ قیمت سوا چار روپے۔ ۷/۲۵]

**مکتبہ تحلی** - دیوبند (بیو، بی)

**مسکلہ تمثیل ثبوت علم و عقل کی روشنی میں** [حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی نہ اتنا بیکار کے بعد بھی کسی طلاق یا بندری یا کسی بھی قسم کے بی کا امکان تسلیم کرنا کن و نبی ہلاکتوں اور اعتقادی انتشار اور اختلاف کا نتیجہ بن سکتا ہے اس پر نہایت روشن اور دلپذیر گفتگو سواد و رو روز پے ۲۵/-] **مسلمانوں میں جودی کی گائی وہابیت** [محمد بن عبد الوہابؓ کے نام سے رائج ہو گئی ہے اس میں نسبت ایک مظلوم مصلح کی طرف ہے۔ یہ مصلح کوں خدا کی تھا کس طرح اسے دشمنان اسلام نے بینا میں کیا اور کیسے غلط خیالات ہم مسلمانوں میں اسکے متعلق درج دیتے گئے۔ بولانا مستعد عالم ندوی کی یہ کتاب سچائی کے رُخ سے کذب و افتراء کے پردے ہٹاتی ہے دورو پے بھپڑ پیسے۔ ۷/۲۵]

**سیسری نماز** [عقل و قیاسی فوائد ساتھ ساختہ وضو تم اور طہارت وغیرہ کے مسائل بھی شامل ہیں۔ ایک روپے ۱/-] **ایمینہ رعبت** [ایک اصلاحی اور تعمیری نظم جو مسلمانوں کی تعصیت افسوس ناک خالیوں پر اصلاحی رخ سے توجہ دلاتی ہے۔ قیمت تینیں پیسے۔ ۳۰/-]

**علم جدید کا پتہ** [جناب و حیدر الدین خاں صاحب کی اور یحید دھپریں۔ اس خاص بوضوع پر آج تک کوئی کتاب اس معیار اور انداز کی نہیں لکھی گئی۔ قیمت پانچ روپے۔ ۵/-]

**حسین رضا و بنیہ** [امام ابن تیمیہ کی مشہور زبانہ کتاب میں علمی نقد کی کسوٹی پر سلیس و شافتہ اور فتوحہ بولنا عبد الرزاق میں آبادی کا ہے۔ قیمت پچاس پیسے۔ ۵/-]

**تصویر علم و عقل کی روشنی میں** [تصویریہ کے موضوع پر آپ کو علمی و سطحی معلومات فراہم کرے گا۔ پہلا مضمون مولانا سحاق سنڈیوی کا ہے اور دوسرا مولانا مودودی کا۔ قیمت پچاس پیسے۔ ۵/-]

# لح اور کل

ہندوستان کے پاس زیادہ علاقہ اور زیادہ آبادی ہے اسی افکار سے اس کی مشکلات پاکستان سے زیادہ ہیں۔ پھر جنگ کے بعد ہندوستان کی معاشری صورت حال جس بڑی طرح متاثر اور غیر متوازن ہوتی ہے اس کی بدلت اُسے اپنی پیسوں اور معاشری و سیاسی گوشوں میں پھر بدل اور گلہڑ کا سامنا کرنا پڑا ہے۔ سیاست میں کے نئے اب بھی یہاں لگتے ہیں لیکن الجوں میں وہ اعتماد اور استقلال باقی نہیں۔ شری سبھ راتیم مہٹر انٹوک ہوتے اور اور خزانہ سچن چودھری ایک سو شش طبقہ کے وزروں کے بھائے ایک ایسے سرمایہ دار ملک کے نقیب نظر آئے تھے ہیں جو حضن دیش، اور رسم کے طور پر عوام 'سو شلرام' پبلک سیکٹ اور فلاجی اسٹیٹ کے الفاظ استعمال کر رہا ہو۔

اس ایک سال میں انڈو امریکن تعلیمی فاؤنڈیشن پر ایڈیٹ سیکٹ میں غیر ملکی سرمایہ کو مزید رہا تھا، بہت سی ایسی صنعتوں کی پبلک سیکٹ سے پرائیوریٹ سیکٹ میں تبدیلی درجن کے متعلق اعلان کر دیا گیا تھا کہ وہ پبلک سیکٹ کی حدود میں چالوں کی جائیں گی) اور آخر میں سکر کی قیمت میں گراوٹ یہ رب آثار ایک ایسے طریقے ملک کے مستقبل کے متعلق جیسا کہ ہندوستان کے یہی اچھے شگون کی شاندی نہیں کرتے حکومت اور کانگریس کے رہنماء خواہ اکتنی بھی دلیلوں اور لقین دار ہیوں کے ذریعہ یہ ثابت کرنے کی کوششیں کریں کہ ہندوستانی ہمیت کا پورا اڈھا نچھ پنڈت نہر کے آدر شوں اور نظریات کے عین مطابق ہے حقیقت حال یہی ہے کہ اس میں لئے ہی چھوٹے طریقے شکاف پڑ گئے

ہندوستان کے دریان اخترافی سلوں پر تاشقند میں جو پل بنایا گیا تھا اس کا چرحا اور اہمیت اب برائے نام ہی رہ کر ہے۔ بہت سے لوگوں کو یاد ہو گا کہ ہم نے ٹھیک ان دونوں میں تاشقند ڈیکلریشن کے متعلق مایوسی اور بد دلی کا انہمار کیا تھا جب اُسے پر ویگنڈے کے زور سے ڈیکلریشن ثابت کرنے پر لورا نور صرف کیا جا رہا تھا۔ تاشقند ڈیکلریشن ایک ایسے سنکے کا سہرا را

حضرور تھا جو طوفان اور شکل میں ہوتے بندھانے کا سبب بن جاتا ہے لیکن اس میں اتنی مضبوطی اور استحکام بالکل نہیں تھا کہ اس پر سیاسی بوجھ سے لدی ہوئی پیٹھی ٹھیک لگا کر آرام لے سکے۔ ہم یہ تو بالکل نہیں کہیں گے کہ ہندوستان اور پاکستان کے دریان کشیدگی، تاثری اور ہمینہ تان کی وجہ پر اسی صفت میں تھی لیکن اس پاتے آج بھی موجود ہے جو التو برس ۱۹۶۵ء میں تھی لیکن اس پاتے سے آنکھیں بند کرنا خود کو دھوکہ دینے کے متداول ہو گا کہ ان دونوں بقدمت ملکوں کے سیاسی اتفاق پر کسی بھی وقت گرج اٹھنے والے طوفان کے بادل آج بھی اٹھنے ہوتے ہوئے دکھائی دے رہے ہیں۔ ہندوستان اور پاکستان دونوں کی سب سے بڑی سیاسی مشکل خود ان ملکوں میں پہنچنے والے لوگ ہیں۔ ان دونوں ملکوں میں بنتے والے لوگوں کا تناسب بادی دنیا میں سب سے اوپری رفتار سے بڑھ رہا ہے اسی یہ دونوں ملک ہی اپنے عوام کا پیٹ کاٹنے بغیر جگی تیار ہوں گو پورے طور پر جاری نہیں رکھ سکتے۔ جس تناسب کے اعتبار سے

آئی اب ہمارا شطر میں سماجی اور معاشرتی فضائل کم اور عابس دکھائی دیتے لگی ہے۔ ان تمام صوبوں میں جہاں لوگوں کے بسط و غصب کا نشانہ حکومت اور اس کا اڈنٹھریشن، حکومت کی املاک اور ادارے رہے وہاں آسم میں جو کچھ ہوا وہ ملک کے مستقبل کے بارے میں انتہائی ہمت شکن اور تشویشناک صورت حال کو جنم دیتا ہے۔

**بہگال**، بہار اُتر پردیش میں جہاں ہنڑتاں، نظاہروں، جلوسوں اور توڑ پھوڑ کا ہدف سرکاری دفاتر، سرکاری مشینزی اور سرکاری املاک رہیں وہاں آسم میں اس کا رخ برہ راست عوام کی طرف ہو گیا۔ جس طرح بچھے ہوئے لوگوں نے وہاں حکومت شیار کے بیو پاریوں اور جنس کے تاجریوں کو زرد کوب کیا جس طرح دکانوں اور پلک فرموں کو نذر آتش کیا گیا جس طرح وہاں طوائفِ الملوكی، مژا جیت، دہشت پسندی اور فساد کے انتہائی خطرناک نظاہرے کئے گئے ان سے یہ نظاہر ہوتا ہے کہ اگر ہندوستان اسی طرح تشدید لاقافوںی اور بیانی کے راستے پر جلتا رہتا تھا اس کا سبق ان تھا تاریک اور بیانی کی ہے۔ علیحدگی پسندی، سماجی تعصبات، فرقہ وارانہ جنوں، رشوت اور اخلاقی حراثم کی وبا میں یہاں کوئی کم تھیں کہ اب اس سے عناصر کی موجودگی شک و شبہات سے بالآخر ہو کر سامنے آئی ہے جو اسی طرح ہوتے اور طاقتور ہوتے رہتے تو یہ ملک سوں اور دہشت پسندی کے انھی تباہ کوں مرحلوں اور نسلزوں کی طرف بر قریب فتاہی کیا تھے بڑھتے لگے گا جن سے سو ٹھوپیں لوئی کے زمانہ میں فرانس اور ایران اسکن کے زمانہ میں امریکہ گزر چکا ہے۔ جب عوام کے دلوں سے اڈنٹھریشن اور انتظامیہ کا رعب اور دقاراٹھ جائے اور جب لوگ حکومت کو اپنی سمجھنے کے بجائے فرنی مخالفت کی شکل میں دیکھنا شروع کر دیں تو ایک ایسی بیانی کے جان لیوں اور خطرناک صورت حال پیدا ہو جاتی ہے جو انتشار افقلاب کے سوا کوئی دوسرا راستہ اختیار نہیں کر سکتی۔ ایسی حالت میں کہ صرف سلسلہ کے مقابلے میں آج تھی قیمتیں ۱۸۷۲ گناہ بڑھتی ہوں، ایسی حالت میں کہ ملک کے اکثر صوبوں اور

ہیں۔ اپوزیشن کے لیڈر ووں کی آواز میں اس ایک سال میں نہ صرف زیادہ طاقت اور وزن پیا ہوا ہے بلکہ اسکے اثرات اور قوت و قدرت میں بھی خاصاً اضافہ ہو گیا ہے۔ راج گپاں اچاری، ڈاکٹر لوہیا، میرن مکرجی، آچاریہ کر پلانی اور مدھولیا کے اب پلک کی نظر وہ میں محض اقتدار کے تعاقب میں دوڑتے ہوئے خود عرض لوگوں کے بجائے ایسے افاد معلوم ہونے لگے ہیں جو حقائق سے بھی راہ و سرکھتے ہوں، پارلیمنٹ کی خالیہ کارروائیوں میں جب ان لوگوں نے جنچ پنج گراپسے ان اندیشوں اور خوف کا اعلان کیا کہ سکے کی قیمت کو سمجھ دکرنے اور قبیلوں میں تو ازن پیدا کرنے میں حکومت حسب معمول ناکام رہے تھی تو لوگوں کی عام رائے اسی عاملہ میں حکومت کے بجائے ان ہی لیڈر ووں کے ساتھ تھی۔ حکومت اوز کانگریس کے سیانے اور تحریر کا رلیڈر ووں کی طرف تھی ہوئی رفتار پر پرداہ ڈالنے کی پوری کوششوں کے باوجود ہنگاتی اور اجرت کی شرح میں خاصاً اضافہ نمایاں و نظاہر ہو گیا ہے اور ایک محشر دست کے اندر ہی یہ خیال ایک یقین کی صورت میں ڈھل جانے کے لئے آمادہ اور ضرب نظر کرنے لگا ہے کہ اگر معاشریات کی یہ غیر متوازن صورت حال چند سال بھی اسی طرح قابو سے باہر ہی تو ہندوستان کو ایک با اور اپنے سکے کی قیمت کم کرنی پڑے گی۔

اقتصادی اور معاشری گوشوں کے علاوہ اس ایک سال میں ہندوستان کی انتظامی و سماجی سطح پر بھی بڑی ابتری اور پرالگندگی کے بھیانک آثار نظاہر ہوئے ہیں۔ بہگال میں خوراک کی ایجی میشن کے بعد یہاں کے عوام میں توڑ پھوڑ، تحریر کاری، تصادم اور تشدد کا رجحان اتنی تیری اور شدت کے ساتھ بڑھا ہے کہ اب تجیدہ اور ٹھنڈے دل و دماغ رکھنے والے کا نگریسی لیڈر ووں کی زبانوں پر بھی تشویش اور خطرے کے الفاظ آئنے لگے ہیں۔ بہگال، بندی، یوپی بند، بہار بند اور آسام بند کے بعد جہاں عوام اور حکومت کے درمیان تشدد کے واقعات کی اولاد بدلی نمایاں طور پر ساری دنیا کیسا من

مزید سبتوں اور مزید مشکلات کے دن ہوں گے۔

### گروپ بندی، علیحدگی پسندی اور باہمی تعصبات کی

بدترین شکل ہمارا سٹریسیور کی ریاستوں کا وہ جھگڑا ہے جو پیلکام شہر اور دریے پھوٹے چھوٹے علاقوں سے متصل کھڑے دنوں سے چلا آ رہا ہے۔ مرکزی حکومت نے ان ”نوں علاقوں کے جھگڑے کو بنیادنے کے لئے سابق چیف جنپس گندر گر کر کایک خفری بیشن ترقی کا تھا اس کے خلاف سیسروں میں جس طرح شور و غل پجا، جس طرح الگ لگانے اور سرکاری اداروں کو برپا کرنے کی ہم چلی، جس طرح لاٹھیوں، پیاخوں، آشی اسلوں اور گولیوں کا استعمال ہوا وہ تو اس معاملوں کا ایک حصہ تھا جو آج ہندوستان کے ہر صوبہ اور ہر ریاست میں دکھائی دے جاتا ہے۔ عبرت اور تشویش کی جو بات اس سارے جھگڑے کو باقی نہام ملک کے جھگڑوں سے متاز کرتی ہے وہ یہ تھی کہ سیسروں کے سارے کانگریسی جٹکہ وہاں کے وزیر اعلیٰ ایک اس جھگڑے میں مرکزی حکومت کے کانگریس کے اپنے رہنماؤں کےخلاف ایسی شدود مدار طاقت سے ہمچل رہے تھے جیسے مرکزی میں کانگریس کے بجائے کسی مخالف بلکہ دشمن پاری ٹکنی حکومت ہے اس نئی قسم کی صورت حال کے ذریعے جو تشویشناک ذہنیت اور خود غرضی کی بنار پر لپٹے اور بیگانوں میں تفرقی نکرنے کا جو نیا جہان سامنے آیا ہے اب اس نے یہ بات تقریباً ہفت اور دواضخ کر دی ہے کہ جس طرح کانگریس نے ملک کی تقسیم کو ہوا ہے کہ اس کی منتظری دے کر ہندوستان میں ایک نئے اور تاریک دور کا افتتاح کیا تھا۔ اب وس کے ٹوٹ کر گر جائے اسے پارہ پارہ کر دینے کی بھی ساری ذمہ داری اسی ایک جماعت کے سر ہو گی۔ سیسروں کے وزیر اعلیٰ تو خیر ایک ریاست کے محدود سے رقبہ کے لوگوں کی خائندگی کرتے ہیں ان کا اپنی ریاست کے عوام کی جذبیاتی سیاست کا شکار ہو جاتا ہے اس طرح سمجھ میں آسکتا ہے لیکن سٹریچاون جو ہمارا سٹر کے سابق وزیر اعلیٰ اور اب ہندوستان کی مرکزی حکومت کے لائق احترام طفیل منстроں میں جس طرح اس ایک جھگڑے

ریاستوں میں حکومت اور عوام کے درمیان سلسلہ تصادم کا تیج ہے عوام کے حق میں نکلا ہو اور اپنی حالت میں کہتنی ہی اجنبی اور غیر ملکی طاقتیں اس کمزوری، انتشار اور بدعتی سے پورا فائدہ اٹھاتے کے لئے تیار ہیجھی ہوں، بڑے ہی بھاط، بڑے ہی دود انڈیش اور بڑے ہی چوکتے رہنے کی ضرورت ہے۔ الگ تو ازان، احتیاط، سنجیگی اور ضبط کا سراذر ابھی باقی ہے میکل گیا تو یہ ملک خدا معلوم کرنے برسوں کے لئے یہک ایسے جنگل میں تبدیل ہو جائے گا جو اپنی ہی آگ میں دھڑکھڑ جل رہا ہو۔

ایسی خطرناک اور تشویش انگریز صورت حال کو سنبھالنے کی تمام تربذہ داری کا نگہ لیں کی سیاسی تنظیم اور حکومت کی ہے اور حالات کا شدید تفاوت یہی ہے کہ کانگریس کے وہ لوگ جن پر حکومت، ملک اور قوم کی سرگونہ ذمہ دادی ہے متحد اور سر جوڑ کی علاط کا مقابلہ کریں، لیکن خود کا نگہ دار اور حکومت کے ذمہ دار ارکین کی جو حالت ہے وہ امیر کیاں میں اور خوف کو ایک بھائیتی تھیں میں تبدیل کرنے کے لئے کافی سے زیادہ ہے۔ جس طرح آج کانگریس کی صفوں میں پرالگنگی اور انتشار کے آثار واضح اور صاف طور پر دکھائی دے رہے ہیں جس طرح اس سب سے بڑی تنظیم کے بڑے بڑے یہدر گروپ بندی اور جماعتی مذاقوں کے شکار ہو گئے ہیں جس طرح لوپی، بہار، بہگان، پنجاب، مدھیہ پردیش اور آندھرا میں اس گروپ پسندیاں نے انتظامیہ اور اڈ منسٹریشن کو مفلوج اور بیکار بنا کر رکھ دیا ہے جس طرح کانگریس اور ملک کے ان لوگوں پر جتن کا کردار مثالی اور بے عیب ہونا چاہئے تھا۔ روشن ستائی، مفاد پرستی، خود غرضی اور جلب منفعت کے الزامات کھلے بندوں لگائے جا رہے ہیں۔ جس طرح سٹریچر زمین، مردار سورن سنگھ، سٹریچر بھوت ننکم، اور ریلمہ گھوش جنی کا اسیکر حکم بندگ کے کردار کو گندگی اور غلطیت سے آلوہ کرنے کی کوششیں ہو رہی ہیں۔ اس سے یہ امکان اور زیادہ بڑھ جاتا ہے کہ آئندے دن ہندوستان کے لئے مزید بُشتنی

کے جذباتی فرست و داشت سے معا اور متعصب لوگوں کی خواہش اور مشاہر کے خلاف ناگاؤں کی جلاوطن حکومت اور شیخ محمد عبد اللہ سے ربط قائم کئے ہوتے ہیں۔ اُسے دیکھ کر بیخیال پیدا ہوتا ہے کہ انگریز لیکن کے بعد انھیں اپنے حامیوں کی موثر تعداد حوال ہو گئی تو ہندوستان پر ایک بار شاید پھر شخصیت کے سحر اور جواہر لال نہرو کے نظریات کے مثال نظریات کا دور دورہ ہو سکے گا۔ ہر چند ستر گاندھی کو اب تک ان کی سرگرمیوں کے سو گوشہ میں بھی نامیاں اور ممتاز کامیابی حاصل نہیں ہو سکی۔ لیکن ان کی تنہائی شخصیت ہی اس وقت ہندوستان میں ایسی ہے جو مضری اور حرکت کرنی ہوئی نظر آتی ہے۔

**شری بھیر کاش نارائن اور شیخ محمد عبد اللہ کی حالیہ**  
 گفتگو کا شن اور نتیجہ گواہ تک پرداخت فناہ میں ہے اور پریس کی پوری کوشش کے باوجود ہندوستان کے لوگ اس کا شیخ اور تفصیل یا احوال سے واقعہ نہیں ہو سکے لیکن جس طرح اس معاملے میں چاروں طرف اور تجاہل آفرین خاموشی چھائی ہوئی ہے جس طرح شری راج گوپال اچاری نے محض ایک جملہ میں یہ کہ کچھ سادہ لی سمجھ کہ "صورت حال اتنی دھنیلی نہیں ہتھی دھانی دیتی ہے۔" جس طرح شری مندرجہ یہ کہ کہ اس نے خاص مزاج کا مظاہرہ کر رہے ہیں کہ "اگر کوئی بات چیت شیخ محمد عبد اللہ اور حکومت ہند کے مابین چل رہی ہے تو میں اس سے ناواقف ہوں۔" جس طرح شیر میں شیشل کانفرنس کی اچیاو جدید کے بعد اکٹھی فلام محمد شیخ محمد عبد اللہ کی رہائی پر زور دیتے پھر لگے ہیں۔ جس طرح کانگریس کے بڑے بڑے مدبرین کی زبانوں اور ذہنوں میں سکم اور اس کے اختیارات اور پابنیوں کی تفصیل کلمانے لگی ہیں۔ اس سے اتنا اندازہ تو ہوتا ہے کہ شیخ محمد عبد اللہ اور ستر اندر اگاندھی کے درمیان شری بھیر کاش نارائن کی وساحت سے ایک نئی گفتگو اور انہیاً تفصیل کی ایک نئی ہم کا آغاز ہو چکا ہے ستر اندر اگاندھی کانگریس کی ان معنوں

میں فریت بن کر میسور کی اسٹیٹ اور دہاں کے عوام کو دھکیاں دے رہے ہیں جس طرح انھوں نے ہنار اسٹر کا نگریں کو اپنے متعلق ایک باد قارہ ریٹہ کی طرح کام کرنے کا لقین در لا یا ہے۔ اس سے ایک بار پھر یہ شک پختہ ہونے لگا ہے کہ یہ لوگ جو سارے ہندوستان کو اتحاد، میپل، تعاون اور نیشنل انیگریشن کا سبق دیتے ہیں مخلص، ان الفاظ کے معنوں تک سے واقف نہیں ہیں۔

اس ساری افرانفری، اس مرست و خیز اور اس ساری دھماچک طبی میں روشنی کی، امید کی، دھارس کی ایک ہلکی سی کرن ستر اندر اگاندھی کی ذات کے باعث ہندوستان کی تیرہ و تاری پاسی انھیروں میں ہائی کاشتی اور بھرپوری ہوئی دھکائی دے رہی ہے۔ انھوں نے وزیراعظم کا ہدہ جب سے سنبھالا ہے اس سارے گرد و خبار اساری کتابت اور گفتگو کو صاف کر دینے کی ان کی ذاتی اور طاقتور خواہش سارے ملک میں اضیح اور نامیاں طور پر حسوس کی اور دیکھی جا رہی ہے جس طرح وہ ہندوستان کی انٹرنیشنل ساٹھ کو سنبھالنے اور نئے سرسے سدنیا کے ملکوں کے ساتھ رابطوں اور تعلقات میں استحکام پیدا کرنے کا مشن لیکر ساری دنیا میں بھائی بھائی پھر رہی ہیں۔ جس طرح وہ ہندوستان کی معاشی صورت حال اور یہاں کے ڈھانچے کو سنبھالنے کی خاطر بڑے سے بڑے اقدام کر رہی ہے سے بھی یہ کیا ہے اور زندگی کا شکار ہونے سے بھی رہی ہیں جس طرح جلے پیروں کی بی بی بن کر وہ ہندوستان کے اس کو نے سے اس کو نے تک دھانیاں دیتی پھر رہی ہیں جس طرح کانگریس کی تنظیم پارلیمنٹ کی اجتماعیت اور مرکزی حکومت میں کسی خاص اثر اور حیات سے خروم ہوتے ہوئے بھی انھوں نے ناگالینٹر، شیر اور دوسرے پیچیدہ اور ایکھے ہوئے مسائل کو حل کرنے کی خاطر اضطراب اور بے قراری کا اٹھا رکیا ہے جس طرح وہ سارے ملک

## حجۃ اللہ الالب الغیر

حضرت شاہ ولی اللہؒ کی وہ مشہور زمانہ  
کتاب جو اپنے متنوع مضامین اور  
معالمات کو حل کرنے کی عجیب حرمت ان میں ہے وہ بتکے  
کسی وزیر اعظم میں موجود نہیں تھی۔ ابھی چند دن پہلے انہوں  
نے سکے کی قیمت میں کمی کرنے کا فیصلہ جس بہت جس دلیری  
اور بے خوبی سے ساقہ کر دیا اور نشری تباہ میں مسٹر پائل جنک  
مسٹر کا مراجع تک بیٹھا شورہ واجازت کی ضرورت محسوس  
نہیں کی اس سے کم از کم اتنی تباہ ظاہر ہی ہو جاتی ہے  
کہ الگ روکھی فیصلہ کو ملا ک اور اس کے مفاد کے حق میں ضروری  
اور ناگزیر بھیں تو انہیں بڑے سے بڑے افیم اٹھانے سے بھی  
دریغ نہیں ہوگا۔ اس لئے گوہم خود ذاتی طور پر الیکشن سے  
لہلہ کشمیر اور سنجھی عدالت کے متعلق کسی بڑے اور انقلابی  
فیصلہ کی امید نہیں رکھتے لیکن الیکشن سے پہلے بھی کوئی فیصلہ  
اس پارے میں سامنے آ جاتا ہے تو وزیر اعظم کی عادت اور  
مزاج کو دیکھتے ہوئے اسے ناممکن نہیں کہا جاسکتا۔

**اصحاح السیر** [حضرت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم] پر شمارت کتابیں تکمیل کیتیں  
سیرت میں مولانا دانا پوری کی یہ کتاب اپنا جواب نہیں رکھتی۔  
شکفتہ زبان۔ سلیس پیرایہ اعلیٰ تحقیق۔ ماذکے حوالے اور مختلف  
فیہ واقعات دروایات میں تحاط موائزہ اور تقدیر۔ عوام و  
خواص دلوں کے لئے یہ کتاب نہایت مفید اور معلوماً شیرہ  
کا خزانہ۔ قیمت دس روپے۔ (مجلد بارہ روپے)

**اللشوف** [علیٰ رحمۃ الرحمٰن] معرفت پیر مولانا اشرف  
احادیث تصوف کی معرفت پیر مولانا اشرف

**النترف** [علیٰ رحمۃ الرحمٰن] معروف کتاب۔ بارہ روپے۔

**الوارق رسیہ** [امام عبدالوہاب شعرائیؒ کی مشہور تالیف]  
کا اردو ترجمہ۔ قیمت۔ چھ روپے۔  
امم کرام کی سوانح [اصصر کے شہرہ آفاق عالم اور محقق استاذ  
البوزہرہؒ کی تالیف کی ہوئی ذیل کی  
کتابوں کا اردو ترجمہ اس وقت دستیاب ہے۔ شالقین فائدہ  
اٹھائیں۔ باخبر حضرات جانتے ہی ہیں کہ استاذ البوزہرہؒ کی  
تالیف کردہ کتابیں، تحقیقی مواد، تقدیمی زاویوں اور تاریخی  
شرف نگاہیوں کا لا جواب گلیستہ ہوتی ہیں۔

حیات امام ابوحنیفہ	پندرہ روپے
آثار امام شافعیؒ	بارہ روپے
حیات امام مالکؓ	دس روپے
حیات امام ابن تیمیہؓ	اکیس روپے
حیات امام ابن حزمؓ	اٹھاڑہ روپے
مکتبہ تخلیٰ	دیوبن (ریو. فی)

میں ایک کمزوری میں ہیں کہ ان کا اپنا کوئی گروپ کا گلگیں  
کی تنظیم اور پارٹی میں متوڑ اور قابل ذکر نہیں ہے لیکن  
معاملات کو حل کرنے کی عجیب حرمت ان میں ہے وہ بتکے  
کسی وزیر اعظم میں موجود نہیں تھی۔ ابھی چند دن پہلے انہوں  
نے سکے کی قیمت میں کمی کرنے کا فیصلہ جس بہت جس دلیری  
اور بے خوبی سے ساقہ کر دیا اور نشری تباہ میں مسٹر پائل جنک  
مسٹر کا مراجع تک بیٹھا شورہ واجازت کی ضرورت محسوس  
نہیں کی اس سے کم از کم اتنی تباہ ظاہر ہی ہو جاتی ہے  
کہ الگ روکھی فیصلہ کو ملا ک اور اس کے مفاد کے حق میں ضروری  
اور ناگزیر بھیں تو انہیں بڑے سے بڑے افیم اٹھانے سے بھی  
دریغ نہیں ہوگا۔ اس لئے گوہم خود ذاتی طور پر الیکشن سے  
لہلہ کشمیر اور سنجھی عدالت کے متعلق کسی بڑے اور انقلابی  
فیصلہ کی امید نہیں رکھتے لیکن الیکشن سے پہلے بھی کوئی فیصلہ  
اس پارے میں سامنے آ جاتا ہے تو وزیر اعظم کی عادت اور  
مزاج کو دیکھتے ہوئے اسے ناممکن نہیں کہا جاسکتا۔

مسٹر اندر اگاندھی کے چیات سب سے زیادہ حق میں  
ہے وہ کانگریس کی زوال آمازیم اور وزیر کمزور ہوتی  
ہوئی سیاسی طاقت ہے۔ انہیں ابھی طرح معلوم ہے کہ  
موجودہ فہمیں اگر کانگریس کے کسی گروپ یا غیر نہ  
اکھیں اقتدار سے چھانے کی غلطی کر دی تو خود کانگریس کے  
چھیر کا پھونس بکھر کر رہ جائے گا۔ ان کے علاوہ اس وقت  
کانگریس کے پاس دوسرا کوئی بھی شخصیت ایسی نہیں  
جسے بھی گروپ اور گروپ لیڈروں کا اعتماد یا تائید  
چل ہو سکے اس لئے وہ اس صورت حال کا صحیح فائدہ اٹھانے  
میں کبھی پس ویش سے کام نہیں لیتیں۔ اتنی تباہ ابھی سے  
کبھی جاسکتی ہے کہ مسٹر اگاندھی کی وزارت میں شری نشہ  
کا وجود چند ہی دن کی بات ہے اگر کوئی انقلابی تباہ میں  
واقعات میں نہ آئی تو تمکن ہے کہ شری نشہ، مسٹر ہر ایم  
اور اشوک جہتہ کے ساقہ ہی وزارت سے سبک ووش ہو جائیں۔

## فہریت اشتراکیت

تشریف ..... داکٹر صلاح الدین المخدود  
تخيص ..... احمد نسیر الناش

ترجمہ ..... سید ضیاء الرحمن ندوی  
 ”یہ مصر کے نامور محقق ڈاکٹر صلاح الدین المخدود کی کتاب“ انتضالیں الافتراضی کی تخيص ہے جو ایک عرب فاضل بنی عکش نے کی اس کا اد و ترجمہ بدیناظر ہے، اس سے پہلیں جو دیوبندی مصر کے رجحانات کو تجھے میں خاصی مدد ملتی ہے اور بہت سے پس پردہ حقوقی سائنس آتے ہیں۔“

کوہاٹ۔

• عام حالات میں دہراتی والحاد کی تبلیغ۔

• تاریخ کی صرف مادی تشریح۔

• ذاتی ملکیت کا خاتمه۔

• متوسط طبقہ کا صفائیا۔

• خاندانی نظام اور کنبوں کا خاتمه۔

• قطعی آزادا اور غیر یا بند معاشرت کا جواز

دوسرا حصہ اشتراکیت میں اشتراکیت ہے، جو ترجیح فلسفہ و کتنی ہے

بہان طبقانی کشاکش اور انقلاب ناگزیر نہیں ہے۔ اس کا مطلب ہے

کہ سید ادار کے سارے وسائل ضبط کرنے کے بجائے پر ا

معاوضہ دے کر حاصل کر لئے جائیں۔ اشتراکیت کہا جاتا ہے

جو ہر روز اپنے حقوقی ریقین کرتی ہے۔

ناصر کا قومی نشوور اور ماکس کے حصول | ماکس اور

اصولوں میں بڑی یکساںیت پائی جاتی ہے۔ ماکس اپنے اشتراکی

نشور میں سب سے پہلے انقلاب کو ناگزیر بانتا ہے اور اسے ترقی د

تبدیلی کا واحد ذریعہ قرار دینا ہے، جیسا کہ ناصر کے ”یہ شان وطنی“

میں بتایا گیا ہے کہ انقلاب ترقی کا واحد راست ہے۔ بلکہ وہ اپنا

ہے۔ بالکل اسی طرح جیسے اشتراکیت سب سے الگ اپنا ایک نظام رکھتی ہے، پھر یہ دو نوع یعنی اسلام اور اشتراکیت اصول اور نتائج کے اختیار سے ایک دوسرے سے بہت مختلف ہیں، ہر سکتا ہے بعض فروعی مسائل دو نوعیں میں کسی حد تک ملتے جلتے ہوں۔ میکن صرف اتنی سی یا یات دونوں کے نزدیک کوئی عاقص برہشت تامہنیں ہو سکتا، مولف اپنی اس کتاب کے ذریعہ عالم عرب میں مگرہ ان اشتراکی پروپرگنڈہ سے عربوں کو اگاہ کرنا اور ان مارکسی ایجنٹوں کے چڑھے سے نقاب ہٹانا چاہتا ہے۔ جو اسلام کو اپنے ناپاک مقاصد سے حصول کا ذریعہ بنا رہے ہیں، جو کے نزدیک نہیں، اخلاق، اور تہذیبی اقدار سو سط طبقہ کی فتنی عیاشی کے مسائل میں اور اس بورڑا و اپنے اپنے باہر ان کوئی جیشیت نہیں ہے۔

یورپی اشتراکیت | یورپی اشتراکیت دو حصوں میں

بٹ کری ہے ایک تو مارکسیت ہے جس کا جنم داتا کارل ماکس ہے اور اس کی تبلیغ و ترقی کے لئے مندرجہ ذیل طریقے بتاتا ہے۔

• چونکہ طبقانی کشمکش اس کے نزدیک ناگزیر ہے اس لئے

اس سے فائدہ اٹھا کر، خوبیں انقلاب کے ذریعہ بوجوہ نظام

کی ایک عارضی منزل قرار دیا۔ اور عوام کے دلوں نکل پہنچنے کے لئے اسے ایک جھروکے کی طرح استعمال کرنے لگے، یہ سلاسل اس وقت تک حاری رہا جب تک بھولے جمالے عوام کو طلبیان نہیں ہو گیا کہ اشتراکیت اور نہب ایک ہی چیز کے دو نام ہیں۔ جمال عذر ان صفات پرے دورہ ہیں میں (جنہاں کے عوام ایک سکل نظم زندگی کی حیثیت سے اسلام کو برا بر جائیں ہیں) ایک عام حلہ کو خطاب کرتے ہوئے کہا۔

”هم خدا کے بزرگ ببرت سے ملتے اور اسلام کے چم کو بلند کرنے کے آئے ہیں اور اسی بچم کی سریندھی کی خاطر ہم دین کی بغیر بی انتہا کر رہے ہیں۔“ ہسم نے اشتراکیت کا اعلان کیا پھر جنم کا مطلب یہ ہے کہ ہم نے اسلام کا انعروہ لکھا یہے۔ مصر میں ہمارا انقلاب اسلام کے زریں اصول ”اکابر شوری بیتمہم“ باہمی صلح و شورہ پر قائم ہے۔

صدم ناصر کی اس تقریر کا بغور جائزہ یہاں ضروری ہے اس لئے کہ ظاہری دعویٰ اور وعدوں سے قطع نظر اس میں کچھ ایسے اشائے بھی ملتے ہیں جن کی درود سے ہمارے نئے یہ بھکنا ہوتا اسلام ہو جاتا ہے کہ مصری اشتراکیت اسلام کو کس زاویہ سے دیکھتی ہے اور اپنی خیر صومع اغراض نکل پہنچنے کے لئے اس کو کس دھنگے استعمال کرنا چاہتی ہے۔

### اخبارات و رسائل میں

مصری پرنس مصر کے دینی حلقوں پر ایک خاص طریقہ پیچھا اچھائے میں ہے تاں مصر و فرسے اس سلسلے میں ”منیر الاسلام“ الرسالہ ”محوا المکاتب“ اور ”اللطیع“ جیسے کبود نہست پر چون کامام یا جامع اسٹلام ہے۔ ”آرسالہ“ ”منیر الاسلام“ اشتراکیت کو اسلام بننا کر پیش کرنے پر تھے ہوئے ہیں، وہید کہا چاہتے ہیں کہ اشتراکیت پرستی ہی فریں کا اعتراف اور نہ ہی آزادی کا اخراج کر سکتا ہے۔ انھوں نے مارکسی تعلیمات کی روشنی میں اسلام کی تشریع شروع کر دی ہے اور مارکسی اصولوں پر اسلام کو مستطب کرنے لی خاطر اسلامی شخصیوں کو دور از کار معنی پہنانے سے بھی دریغ نہیں کرتے۔

یہ شاق کامصری اشتراکیت کو دلنشتہ اشتراکیتہ العلمیۃ

ماہیت کے اعتبار سے خود ترقی ہی ہے۔ مارکس نے اپنے مشتبہ میں اشتراکی صل کو ضروری بتایا ہے مصري یہ شاق چھٹا باب بھی صرف اشتراکی صل اور اس کی ناگزیری کی تو ضرع کے لئے مخصوص ہے، مارکس کو نصیں ہے کہ طبقاتی گشکش ہی تاریخ کا لب لباب ہے میثاق کے نزدیک بھی ایک لازمی اور فطری طبقاتی گشکش سے آنکھیں چلانا ممکن ہے۔ مارکس اور ناصر دلوں ذاتی ملکیت اور خصوصاً زمین کی ملکیت کے مخالف ہیں، وہ دلوں دھائی بیدا اور اور نقل و حمل پر مکمل سرکاری کنٹرول کے حامی ہیں اور سرمایہ نیز متوسط طبقہ کے خلیہ کو ہمیشہ کے لئے ختم کر دینا چاہتے ہیں۔

یوہ چند باتیں ہیں جن میں مصر کا یہ شاق وطن دھیں کے صرف حصہ حوالی عبد الناصر ہیں، اور کبوزم کا غشہ ایک دوسرے سے بالکل تتفق ہیں، اس میں دور ایں نہیں ہو سکتیں کہ مصری یہ شاق شور کبوزم کا چھپر ہے، لہذا اشتراکیت جس کا مذہب دو اصدر ناصرا پتے قومی مشاور میں پیٹ رہے ہیں اپنی اصل دشی سے مارکسی ہے یہ اور بات ہے کہ اب اسے عالم عرب کی مکمل شہرت بھی حاصل ہو گئی۔

### دین کے نام سے گراہ کی اشتراکی پرستگاہ

عرب عوام کے دل برابر ایمان بالله کی دولت بسدار سے مالا مال رہے ہیں اگرچہ ان میں سے اکثر دین کے فرائض کو پوری طرح ادا نہیں کرتے۔ تاہم دلوں پر نہب کی حکمت پورے زور شور سے قائم ہے اور اس کے اثرات بہت گھرے اور نہایاں ہیں، پہی وحی و حستہ کے جو لوگ اسلام کے لئے وہیہ بینا اور گوش شفوا نہیں رکھتے خواہ ان کا تعلق کسی بھی مکتب تک عمل سے ہو، انھیں علوں سے اپنے پہنچے ہی اس القیمین تلحیح حقائق سے دفعہ ہونا پڑتا ہے۔

مصري حکام نہب کی اہمیت کو بھی نظر انداز نہیں کر سکتے، اس نے کہ ایسا کہنا بہت مشکل تھا۔ اسی لئے انھوں نے طے کیا کہ دین و نہب کے مقابر کے لئے منہجی کے بجائے ثابت راستہ اختیار کریں۔ چنانچہ انہوں نے نہب کو کاروان اشتراکیت

خواہ اس طرح عربوں نے تقدیر دنیا سے پہلے اشتراکیت کو پالی خواہ آگے جل کر مصنف برادر اسست اپنے مقصد پر آئے ہوئے کہتا ہے۔

”اس طرح ہماری یا ہمی اشتراکیت نے ہمارے تاریخی خالق سے روشنی حاصل کی ہے اور مصطفیٰ حسین جدید ترین درست ہے۔ کیونکہ میں کی طبقہ سے بیان کی غیر مشروط تائید کہ اشتراکی تصور کو اپنایا ہے وہ انسانی ارتقاء کے عین مطابق ہے، حملہ اس پر مستزاد ہے، یہی نہیں بلکہ اسی بنیاد پر اکثر حضرت خدیجہ کی پیے داغ سرمایہ کاری اور حائز فرع کیونکہ ان کے گروہ میں شامل ہو گئے ہیں اور انہوں نے اشتراکیت کے ناجائز قائدہ اٹھاتے ہوئے۔ ان تو گذاران اتحاد سے اپنے رشتہِ محبت کو از سرفاً مستوار کر لیا ہے۔ کیونکہ اشتراکیت نے انھیں ام المومنین سے مادر اشتراکیت بتا دیا دلوں کے مقاصد بالکل ایک تھے۔

نیم سرکاری بانہا مولیٰ ”اللطیحہ“ اور ”الکاتب“ کی پہلی سیرہ خالق اور قرار دیا۔ فی طبی عصویت سے عوام کو پیریب دینے کو مشتمل کی کہ اس کتاب میں اسلام اور بیان کی عطا کردہ اشتراکیت ایک ہی چیز کے دو نام ہیں۔ ان دونوں رسولوں نے یہ بات تاثری ہی کہ دونوں کو نظر انداز کرنے کی وجہ ہے، حالانکہ پورا بیان غور سے پڑھ جائیے، آپ کو کہیں یا اسے بیخ و بن سے الہمار پھیلنے کے لئے فضا بھی سازگار ہیں سرچشمیوں میں سے ایک وہ ہی ہے بیان میں کہیں اسلام کا شہد صافی کا سہارا لیا اور نام نہاد منطقی اشتراکیت کا اسلام نام مطالعہ کرنے یا اس کی طرف توجہ کرنے کی صورت پر نہیں کے ساتھ خلط ملطک کر دیا اور اس طرح جس عوام کی وقت تیری ہے، دیا گیا ہے۔ اس کے نزدیک قرآن و حدیث اور سائی دنستادوں کی قسمت کے ساتھ کچھ دیر کے لئے سوچنی قوانین انسان شناختی ماضی بعد کی تاریخ سے زیادہ کوئی اہمیت نہیں رکھتے۔ القبریہ بیعریبیوں نے خاموشی سے غریب کا گلاہ گھوٹ دیا۔

سرکاری کتابوں میں مصکنے قومی ادارہ برائے ایک اصطلاحوں کی تشریح کے لئے اس میں معینہ ابواب انشرواشرافت نے اسی میں اور فصلیں مخصوص ہیں۔ اس کے علاوہ کتاب کے ۱۲ صفحات میں مقصد کی خاطر کچھ کتابیے شائع کئے ہیں جن میں خالق کو اس مختلف تصریفی اور خلاصوں کی مرد سے بیان کو دینی اور ندینی لئے قدر تو مژوہ کر پیش کیا گیا ہے کہ وہ کچھ کچھ ہو گئے ہیں۔ مثلاً میں دکھانے کی کوشش کی گئی ہے۔ حالانکہ بیان کا کوئی بھی جملہ کے طور پر دلیل میں دو کتابوں کا تذکرہ کیا جاتا ہے۔

۱۔ ”مادر اشتراکیت خدیجہ منت خوبی“ اس کتاب میں بیان کیا گیا ہے بیان کے صفات میں لفظ ”ایمان“ کی سہم تکارے سے حاصل کی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک خارق سفر کا ذکر ہے جو آپ نے بیان سے علاوہ ازیں اس میں کہیں کہیں ایسی عبارتیں بھی ملتی ہیں کہ۔

پہلے حضرت خدیجہ کے مال اور ان ہی کے مشورہ سے کیا تھا ”مصری عوام کو ان کی سچی اور ایمان سے بھر پور قیادت کی اور اس سے عجیب و غریب نتیجہ اخذ کیا گیا ہے۔“ مصنف کے بحکم متعارگشده میں گئی ہے۔ مصری عوام طاقت عزت اور نزدیک حضرت خدیجہ نے رسیل سے جو موالہ کیا تھا ذہن عام بھی ایمان سے سرفراز ہوئے ہیں۔“

عرب میں ایک منصفانہ اشتراکی حکومت کے قیام کا پیش خیر ہے اور یہ سعنی الغاظ

منطقی اشتراکیت کہتا اس بات کا ثبوت ہے کہ وہ شہر عرب سے آخر تک بارگی کیوں نہ ہے۔ اسلام کا اس سے دور دزدیک کا کوئی واسطہ نہیں ہے۔ اس نے جمال عبدال苍یث کی تحریر و تقریر یا ان کے تصنیف کردہ بیان سے اس بات کا ادنی اشارہ نہیں لیا کہ اسلام قوم وطن کا ایک روحانی یا دینی تھا جس جدید ترین درست ہے۔ کیونکہ میں کی طبقہ سے بیان کی غیر مشروط تائید کہ اشتراکی تصور کو اپنایا ہے وہ انسانی ارتقاء کے عین مطابق ہے، حضرت خدیجہ کی پیے داغ سرمایہ کاری اور حائز فرع کیونکہ ان کے گروہ میں شامل ہو گئے ہیں اور انہوں نے اشتراکیت کے ناجائز قائدہ اٹھاتے ہوئے۔ ان تو گذاران اتحاد سے اپنے رشتہِ محبت کو از سرفاً مستوار کر لیا ہے۔ کیونکہ اشتراکیت نے انھیں ام المومنین سے مادر اشتراکیت بتا دیا دلوں کے مقاصد بالکل ایک تھے۔

نیم سرکاری بانہا مولیٰ ”اللطیحہ“ اور ”الکاتب“ کی پہلی سیرہ خالق اور قرار دیا۔ فی طبی عصویت سے عوام کو پیریب دینے کو مشتمل کی کہ اس کتاب میں اسلام اور بیان کی عطا کردہ اشتراکیت ایک ہی چیز کے دو نام ہیں۔ ان دونوں رسولوں نے یہ بات تاثری ہی کہ دونوں کو نظر انداز کرنے کی وجہ ہے، حالانکہ پورا بیان غور سے پڑھ جائیے، آپ کو کہیں یا اسے بیخ و بن سے الہمار پھیلنے کے لئے فضا بھی سازگار ہیں سرچشمیوں میں سے ایک وہ ہی ہے بیان میں کہیں اسلام کا شہد صافی کا سہارا لیا اور نام نہاد منطقی اشتراکیت کا اسلام نام مطالعہ کرنے یا اس کی طرف توجہ کرنے کی صورت پر نہیں کے ساتھ خلط ملطک کر دیا اور اس طرح جس عوام کی وقت تیری ہے، دیا گیا ہے۔ اس کے نزدیک قرآن و حدیث اور سائی دنستادوں کی قسمت کے ساتھ کچھ دیر کے لئے سوچنی قوانین انسان شناختی ماضی بعد کی تاریخ سے زیادہ کوئی اہمیت نہیں رکھتے۔ القبریہ بیعریبیوں نے خاموشی سے غریب کا گلاہ گھوٹ دیا۔

سرکاری کتابوں میں مصکنے قومی ادارہ برائے ایک اصطلاحوں کی تشریح کے لئے اس میں معینہ ابواب انشرواشرافت نے اسی میں اور فصلیں مخصوص ہیں۔ اس کے علاوہ کتاب کے ۱۲ صفحات میں مختلف تصریفی اور خلاصوں کی مرد سے بیان کو دینی اور ندینی لئے قدر تو مژوہ کر پیش کیا گیا ہے کہ وہ کچھ کچھ ہو گئے ہیں۔ مثلاً میں دکھانے کی کوشش کی گئی ہے۔ حالانکہ بیان کا کوئی بھی جملہ کے طور پر دلیل میں دو کتابوں کا تذکرہ کیا جاتا ہے۔

۱۔ ”مادر اشتراکیت خدیجہ منت خوبی“ اس کتاب میں بیان کے صفات میں لفظ ”ایمان“ کی سہم تکارے سے حاصل کی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک خارق سفر کا ذکر ہے جو آپ نے بیان سے علاوہ ازیں اس میں کہیں کہیں ایسی عبارتیں بھی ملتی ہیں کہ۔ پہلے حضرت خدیجہ کے مال اور ان ہی کے مشورہ سے کیا تھا ”مصری عوام کو ان کی سچی اور ایمان سے بھر پور قیادت کی اور اس سے عجیب و غریب نتیجہ اخذ کیا گیا ہے۔“ مصنف کے بحکم متعارگشده میں گئی ہے۔ مصری عوام طاقت عزت اور نزدیک حضرت خدیجہ نے رسیل سے جو موالہ کیا تھا ذہن عام بھی ایمان سے سرفراز ہوئے ہیں۔“

**سے بیکھر جوڑہ توں** جس کی تہ بتوسے اونچی لیکاں پر کفر قرآن و منزتے سے اصول سے فروعات کا شہادا کیوں نہ ہوتا ہے۔ اسلامی اخلاق کی بنیادی نیتیات پر عمل سودہ اور کیفیت پر مشتمل اخلاقیاتے میان۔ مولانا ابوالعلاء مودودی اس کلمے سے۔ ذریعہ درجیت۔

**قرآن اور حضرت اُرْنَادِ حَدِیث** مجتہد اپنے بیوں نہ روئی ہے۔ مجتہد اپنے بیوں پیش کیے کافی نہیں۔ اس لفظ کے سوالات کا شافعی و کافی جواب۔ مولانا ابوالعلاء مودودی اس کلمے سے۔ ذریعہ درجیت۔

**بدعہت کیا ہے؟** (نشانہ امام اف شیخ ایڈیشن) بدغشت و عصیت کے روایتیہ دلال کے ذریعہ منہ زین اسلامی عقائد کو اونچ کرنی ہے۔ تمام باغات مکمل غرض کیم۔ مجتہد بیان نہیں۔

**بلع ابیت** پیش و شکر کے غلاف اور دست و دید کی حماۃت میں حضرت شاہ ولی اللہ علیہ السلام کی شاندار اکیل کا اور زخمی۔ مجتہد ایک روحی جیت پر حرف اُرْنَادِ حَدِیث۔

**بچوں کیوں** مسح و سماع اور جوڑہ توں ای اور کوڑہ زندگی کی شرمی جیت پر حرف اُرْنَادِ حَدِیث۔ تذکرہ غصہ کی میکانہ م۔ مولانا ابن حجر بن حنفیہ کی مؤذن الارتابی الف۔ تذکرہ غصہ کی میکانہ م۔

**بچوں کیوں** خفتہ لودھ کو کھڑ پر حمل کیا مکلتے۔ اعلیٰ ایڈیشن۔

**بچوں کیوں** خوشی۔ دیوبند (لہجہ)

## بَرَهْضَى ۖ

# بچوں

استعمال کیجئے



بچوں آپ کو سم کی خواہی سے بیساکھے والے قاتم اراحت سے بچاتا ہے۔ تیری رائیت کو کوڑ کرتا ہے۔ بیٹیں اور مرغیں مذاکوں کو جلد چھپ کر نے میں مدد و مددتائے۔ اور راپھارہ کو کوڑ کرتا ہے۔ آج بچوں کو بچوں کی متعال کیجئے۔ اور بچوں جائیں کہ بچوں آپ کو بھی کیشات کریں گے۔



# کیونزم کے خروخال نمایاں کرنے والی کتابیں

منظوم اور درود جو فلاب کے اس شعر کی بیتی جائی تھیں  
کس قسم کے انقلاب کی ضرورت ہے۔ ایک  
قفت ۲۵ پیپرے۔

## اقتصادی سامراج

سامراج اُنچی اس دو کامراں پر یکی  
بھی خلقت میں بد کر ساخت آ رہا ہے۔ اس کی ناد  
عجمیں ہیں جو اقتصادی سامراج یہ سامراج ایسے افاف  
کو جھیلا نا ہے۔ اس کتاب پر عین تیجے نہیں ہے۔

## اقتصادی تعاون

ایک اور طاقتور ملکوں کا ارض پر گرد و گز  
پس باندہ ملکوں کی مدد کریں یہیں باندہ ملکوں کی آن  
اور خود مختاری کو تھان پہنچانے پر ملکی ہے، ایک اع  
سلمات اور ذریعہ تیمت ۵۰ پیپرے۔

## موجودہ سماج میں طبقاتی نظام

طبقاتی نظام اور اس سے پیدا ہونے والی تباہی  
کے خلاف لٹکتی اور سیاست ایک مدت ہے بہادر کر  
یں۔ اس کتاب میں طبقاتی نظام کی ساخت سے متعلق  
علیٰ اذاز ہیں بحث کی گئی ہے۔ قفت ۵۰ پیپرے۔

## غیر جاذبداری الطور ایک یا اسی نتیجے

غیر جاذبداری کو صلح پر ایک ملت دوست  
عیش، کیا عامیں سیاست کے موجودہ دریوں کو کیا  
اُن غیر جاذبداروں کیا ہے، ایک انتہا  
عیش اور خیال افراد رکھت۔ قفت ۵۰ پیپرے۔

- شانہ ہوا ہے۔
- خوب صورت نمائش
- ہر کتاب پر ہندی میں بھی اسی لہتے  
پور دستیاب ہو سکتا ہے۔

سے سمجھتے ہے جنوں کی حکایات تو حکایات  
ہر چند اسیں اتحاد سے علم ہے۔

ستہجیں جلیں عابدی اور محروم حیدری، افغانی اگپاں تل  
قفت پا پیچ رو پیچے۔

## افغانستانی

محمور سید ای کا بخوبی کلام۔ بقول نیاز نجفیوری  
ای گورہ بہد حاضر کے ارادہ اور ادب میں بردا ایجاد اضافہ  
ہے اور محمر سید ای کی بڑی تیقینی تعلیم کی پیشیں کوئی کامنا نہ  
قفت و دروپی۔

## جزء و ریت ہی کیوں؟

ایک سخوار ہے اس سوال کا دل جواب دیتا  
ہے کہ سیاسی ظاہری تیقینے سے کیونزم کے  
تباہیں جو محمر سید ای کی پیشیں انسانی کیا را پایہ ہیں،  
مترجم جلیں عابدی۔ ۵۰۔ اضافات۔ تیقین۔ ایک۔ دیس۔

## خط قسم

کیونٹ چین کے غلام آزادے پیشیں حرم  
کے فرادی کیا تیقینے میں کی زبانی۔ ایک صورت  
کتابیں جو ماڈلینگ کے حد و خال پوری تباہی سے  
پیش کر دیتا ہے۔ قفت ۵۰ پیپرے۔

## تیوں نیا کی جھلکیاں

صیریع اور ورنکاچوں کا ایک اگر افضل سطح  
مندرجہ ذیل کتابیں شائع ہو گئے ہیں۔

## ہمارے دو رکا انقلاب

وجودہ دو دن کے انقلابی تھانے کیا ہیں اور ہیں

## کیونزم اور کسان

درستی سائل پر ایشان نقطہ نظر سے سوچ بھاگ  
کساں کے متعلق کیوں نہیں کے حقیقی ارادے کیا ہیں؟  
کیونزم جاگیر داروں کا دماغ ہے یا خود کساں کا؟ اور  
بندوان کی زرعی رک्तی کا سچ راست کون سا ہے؟ ان  
تمام اہم سائل کا یہ مصلح تحریر، صفت رام سروپ  
قیمت دوڑ پی۔ ۵۰ پیپرے۔

## آزادی کی نئی وسیعیں

آزادی کے تصور نے ایک نہیں تصور بنتے کے  
یہ جو تاریخی مرحلے طے کیے ہیں اور ان میں جوئی رنگ  
آیمیزیاں ہوئی ہیں، ان سب کا ملحوظ افروزیاں  
مترجم کوپاں تل۔ ۱۶۔ اضافات۔ تیقین۔ ایک۔ دیس۔

## کیونزم کی پہلی کتاب

دو سوال اور ان کے جواب کیونزم کے متعلق  
پرسوال عام طور پر پوچھ جائے ہیں، اس کتاب میں ان کے  
ٹھوکوں اور واضح جواب عام فرم اندامیں دیے گئے ہیں  
مترجم جلیں عابدی۔ ۵۰۔ اضافات۔ تیقین۔ ایک۔ دیس۔

## سووٹ روں کی حقیقت

سووٹ روں ہمارے زمانے کی ایک نہیں حقیقت  
ہے لیکن اسے پیچائے ہیں توں عموماً عاطپر و پیچائے کے شکار ہے  
دھوکا کھا جائے ہیں، رس کتابیں پر پیچائے سے بہت  
کرصل حقائق کو سامنے لایا کیا ہے، تک دو حصوں میں  
چھپی ہے، بھوپی تیقین دوڑ پی۔

## تجدد یہ جنوں

اُذو کے شری ادب میں تاریخی اضافہ۔ روں اور  
شرقی پور پک کے باضیر شاعروں کی تحریک اجیز نظموں کا

اس پیتے سے منگائیے، مکتبہ تخلی۔ دیو بند ضلع سہارن پور (۱۰۔ پی۔